641, 972, 1377, 376, 826

M

M

[illegible]

[illegible]

هُوَ العَلِیُّ نُورٌ

انوکھے رنگ ڈھنگ کا معنی خیز ناول

میٹھی چھری

جسمیں ایک بیرن مالک کی قرضداری و بربادی اور اولاد کے عشق و
گرفتاری کا قصہ اردو کی سلیس عبارت میں بیان کیا گیا ہے پڑھئے اور
سبق حاصل کیجئے۔ نہایت پُر مذاق ہے

مصنفہ

جناب منشی محمد سجاد حسین صاحب ایڈیٹر اودھ پنچ و مصنف حاجی بغلول
کایا پلٹ۔ احمق الذین۔ طرحدار لونڈی۔ و مترجم دنبہ کا طلسمی فانوس [illegible]

نئے دلچسپ اور اخلاقی ناول

نمبر	نام کتاب	اجزا	قیمت	نمبر	نام کتاب	اجزا	قیمت
۱	نشتر	عـ	عه/	۲۱	طلسمی انگوٹھی	مه ۲	عه/
۲	اشک حسرت	للعه ۶	۶عه	۲۲	کارزار صلیبہ	عه ۲	۶عه/
۳	روز الیمبرٹ کامل	عه ۲	۶عه	۲۳	کایا پلٹ	مه ۲	عه/
۴	سلطان و نازک ادا	للعه ۶	۱۰/	۲۴	بیرنگ	معه ۴	عه/
۵	مشتاق و زہرہ	عه ۶	۸عه/	۲۵	میٹھی چھری	معه ۲	عه
۶	رزم و بزم کامل	معه ۶	۸ے/	۲۶	ہیرے کی کنی	صه ۲	۱۰/
۷	دلچسپ کامل	لعه ۲	۸عه/	۲۷	سنیچر	ے	۱۲/
۸	ڈاکٹر کی بیٹی	عه ۴	۴عه/	۲۸	پیاری دنیا	ے ۲	۱۲/
۹	نشیب و فراز	معه ۲	۶عه/	۲۹	حمق الذین	ے ۲	۱۲/
۱۰	مظفر و دارا بائی	لعه ۲	عه/	۳۰	حاجی بغلول	ے ۶	۴عه/
۱۱	شادی و غم	عه ۶	۶عه/	۳۱	پی کہاں	للعه ۶	۱۰/
۱۲	مرد میدان کامل	صه ۶	للعه ۸/	۳۲	ارمان	لعه ۲	۴عه/
۱۳	بدر النساء کی مصیبت	ے ۱۲	۶/	۳۳	جام زہر	عه ۲	۸عه/
۱۴	کامنی	عه ۴	ے/	۳۴	ملک العزیز ورجنا	عه ۲	عه/
۱۵	جنت الفردوس	عه ۶	۱۲عه/	۳۵	فریب افرنگ فریب دنیا	صه	۱۰/
۱۶	اسرار رنگون	لعه ۷	۸عه/	۳۶	مارگریٹ	لعه	۴عه/
۱۷	کنیز فاطمہ	معه ۶	عه/	۳۷	بچھڑی دولہن	ے ۲	۱۲/
۱۸	اسرار کامل	مه ۱	للعه	۳۸	منصور موہنا	لعه ۲	۸عه/
۱۹	فردوس بریں	مه ۳	عه/	۳۹	عیاش شوہر وفادار بی بی	للعه ۴	۵/
۲۰	حسن بن صباح	ے ۳	۶/	۴۰	حسن انجلینا	عه ۲	۸عه/

گزارش

کچھ یونانی رعایاے ترک ایشاے کوچک مین رہتے اور مسلمان امراے ترک کے ساتھ داد و ستد کرتے ہین۔ انکی جائدادین انکے ہاتھون مین جا رہی ہین۔ یہ مضمون ایک انگریزی رسالہ مین نظر سے گزرا۔ اور یہان ہندوستانی لباس پہناکر بیان کیا گیا ہے۔ تاریخی مضمون مین اُردو زبان روا رکھا جاتا ہے۔ یہ بعید از امکان سہی۔ علت غائی تو کچھ کہانی سنانی ہے۔ آپ بیتی نہ سہی۔ جگ بیتی سہی۔

فسانہ نگار

محمد سجاد حسین عفی عنہ

میٹھی چھری

پہلا باب

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہر

اگر مفلسی مین تو انگری کا ٹھاٹھ رکھنا۔ پیری مین جوانی کا روپ بھرنا۔ شیخوخیت پر شباب کا روغن چڑھانا۔ ماضی پر حال کی وارنش کرنی۔ زوال کو عروج کی شان دینی مستقی ہو کے فصد لینی۔ کمزور ستونون پر سنگین عمارت بنانی۔ سردی مین گرمی۔ اور گرمی مین سردی کی پوشاک پہننی نادانی ہر تو بادشاہ حسین خان ہندونگر کے رئیس۔ بظاہر پلے سرے کے نادان اور لکھ رکھنے والے احمق تھے۔ ہان ایک زمانہ تھا۔ اور بہتون کو اب تک یاد ہے۔ جب ان کا بخت مددگار۔ طالع یاور۔ اقبال غاشیہ بردار۔ عروج مگس ران۔ شہرت جلو ریز ترقی طرفو اکنان تھی۔ ماشاء اللہ سے اٹھتی کونپل۔ نئی نئی جوانی کا کس بل۔ شباب کی چمک اشراق کی دمک۔ ہیولائے جسم صورت صحت۔ محیط دست و بازو مرکز قوت دماغ مخزن خیالات عالی۔ دل مسکن اولوالعزمی۔ دولت لونڈی عشرت باندی تھی

اب نیرنگیٔ فلک نے ورق الٹ دیا ہی۔ اور بالکل الٹ دیا۔ قسمت بگڑ گئی۔ ادبار غالب آیا۔ زوال ہم دوش بنا۔ ہزال دستگیر ہوا۔ قوائے جسمانی ایک ایک کرکے دبے پاؤن کھسکنے لگے۔ بدل ہانپنا، کی کل کے پرزے گھس پس جانے سے ہاتھ پاؤن تھک کے بے سکت ہو جانے سے آنکھین دبتے دیکھتے بے دید ہو گئین۔ بصارت کے ماند پڑ جانے اور بصیرت کو چکا چوند ہو جانے سے زبان اپنی ہی کہے جاتی ہی بات یہ ہی کہ ضبط کی لگام دست اختیار سے نکلگئی ہی۔ کان سماعت نہین کرتے۔ اسکی وجہ یہ ہی کہ ہوس کی سرگوشیون سے ہوا بھر گئی ہی۔ ذائقہ کام چور ہو گیا۔ کثرت لذات کی تیزی کا اثر ہی۔ لامسہ چپ بسن ہی۔ دل ایسی نازک شے مین گدگدی نہ رہی سرد و گرم زمانہ کی چوٹین اٹھاتے اٹھاتے۔ بالون کی سیاہی کافور ہی۔ شب عیش کا تڑکا۔ صبح صادق کا نور ہی۔ بتیسی کی لڑی ٹوٹی۔ حیات و ممات کی کشمکش مین ساحل پیشانی پر گھٹتی ہوئی موجون نے لہریا بنایا جوانی کے مرجانے اور کہولت کی جزر آنے سے حرارت عزیزی کی گرم جوشیان ٹھنڈی پڑ گئین۔ اس سے کہ اعتدال مزاج سے عوارض نے لگائی بجھائی کی ہی۔ تندرستی کی سرسبزی کاہیدہ ہو گئی۔ سموم پیری تیز چلتی ہی۔ اوراق خیال پریشان ہین۔ شیرازہ دماغ گسستہ ہی۔ حافظے کی وصلی پر حروف کی تمیز نہین۔ کثرت نقوش اسقدر ہی کہ دلکی تہ کی گھڑی سلو جاتی ہی چولین ڈھیلی ہو گئی ہین۔

قصہ مختصر۔ حرکات بطی۔ حس سست۔ حرارت سرد۔ امنگ معدوم ہی۔ قسمت نے یاری چھوڑی۔ نصرت نے یاری ترک کی۔ دولت گھر سے نکلگئی۔ عشرت رہی سہی تو بیدلی سے صرف عسرت بنکے۔

بیگم زندہ دل۔ خندہ پیشانی۔ ہنس مکھ تھین۔ اب ہر وقت ناک چڑھی گرفتار ہین۔ مزاج بد چڑچڑا ہو گیا ہی۔ رنج رہنے سے اکثر سرکہ جبین رہتی ہین۔ تنگی ترشی ہی ایسی ہی تلخی مین بسر کرتی ہین۔ دن ہی کڑوے کسیلے ہین۔ پژمردہ خاطری ہی نواب کو شگفتہ نہین پاتین۔ زبان دراز ہو گئین۔ پیش خدمتین کام مین کوتاہی کرتی ہین اور سب سے بڑھکے عسرت بہت ستاتی ہی کسی طرح نکالی بھی نہین نکلتی۔ خانہ داری مین اگلا سا سلیقہ ملحوظ نہ انتظام مین اصول پیش نظر نوکر چاکر بددل ہو کے لاپروا لاابالی بے ادب بدتمیز سے بے تمیز گستاخ ہو گئے۔ تنخواہین چڑھ چڑھکے ملتی ہین مزاج شناس آرام دہ اپنی اپنی راہ چلتے ہوگئے۔ دوسری جگہ طلب زیادہ تھی۔ گھامڑ بدسلیقہ گنوار رہ گئے ان کو کہین اتنا بھی سہارا نہ تھا۔ اولاد پر شرر ناہنجار

معلم صاحب ناہموار ہین۔ نواب کی لاپروائی سے اٹھان ہی ایسا تھا۔ تربیت کی توجہ کی مہلت بھی کم ہے۔ الٹی پٹی پڑھاتے ہین۔ علاسے پرہیز گی بدعملی کا عملہ دخلہ ہوا۔ کارندون کی بددیانتی سے کارگزاری مین ڈھیل ہے کارفرمائی مین جھول آگیا۔ خیانت بڑھی سیاست گھٹی ہے۔ معاملات اولجھ گئے عقدہ کشا انگلیان بے سکت ہین۔ الحاصل جزو کل۔ اصول و فروع۔ سب مین خلل ہے سلسلہ نظم و نسق کی کڑیان پاشان خاطرین پریشان۔ طوفان بے تمیزی برپا۔ کشتی پرانی تختے گلے سڑے۔ بادبان شکستہ۔ ساحل دور۔ تباہی قریب۔ خدا ہی بیڑا پار لگائے!

عادت! طبیعت ثانی۔ پابندی وضع سے کھبیں۔ خودداری کے برتھے۔ ہمت کے دھوکے مین ستاتی۔ یاس پر آس کا ملمع چڑھاتی۔ بنے پر جوتہ سنبھلا اسکو بگڑے بن جانے کی امید دلاتی ہے "فردا" بلا کشتان انتظار کو قیامت ہے مگر سہل انگارون کے واسطے ہول دل کا تعویذ۔ تدبیر سے طبیعت نفور محنت کا لفظ سنتے ہی تسکین خاطر کا غور ہان تقدیر کا دھیان آیا اور باچھین کھلگئین۔ دلکو راحت ہوگئی۔ کیا پیارا پاکیزہ مقدس اسم اعظم ہے۔ مرہم جراحت ہیچکاران۔ تریاق اکبر۔ اکسیر خاصیت۔ کیمیا منفعت مرتبع دست شل۔ عصائے مایوس۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ تکیۂ نامردان۔ مگر افسوس تو یہ ہے ہمارے نواب اسکی لذت سے بھی شاد کام کم ہوتے ہین۔ عادت نے بھی اختیارات کی وسعت نے مذہبی تقدیر سے عمر بھر بیگانہ رکھا تھا۔ اجنبی کیطرح تقدیر بھی جھلکی دکھا کے بھاگ گئی اور داغ حسرت دے گئی۔ مجبوری اور ہے شکر اور حرف شے دیگر۔ کاہلی قناعت نہین ذلت انکسار نہین۔ بیچارگی حلم نہ بےحیائی خوشدلی۔

حضرات ناظرین ہمارے رئیس بادشاہ حسین خان کے دشمن ابھی مفلس نہین۔ قلاش نہین دریوزہ گر نہین۔ ایسے بوڑھے پھوس بھی نہین۔ علاقہ املاک مکانات سب کچھ موجود جوان نسہی ایسے بڈھے بھی نہین لیکن نہین معلوم کونسی ایسی تکلیف ہے کہ بازار کا چکر گدا انکے مقابلے مین ہشاش بشاش۔ فارغ البال خوشحال ہے پیر فرتوت قبر مین پاؤن لٹکائے اٹراہٹ گرد دالا ہے ورم و دابین کا منتظر جنجال ہے ہمارے ذہن مین ایک بات آتی ہے یہ دنیا عالم اسباب ہے لتنے سامان پریشان خاطری جمع۔ اور نتیجہ بھی نتیجہ نہ نکلے۔ تغیر ممکن آئے دن کی اکتاہٹ بگڑی کے اضطرار نے اتنا بھوس۔ رستم پاچہ مضطرب الحال بنادیا۔ رات دن کو نہین لیبر

ہوتی ہی - دن تردد مین کٹتا - شب سودہ - تو روز طبیعت - ایک خواب - تو قبر - تو دوسرا ہنگامہ محشر - سمجھنے کی فرصت کہان اور اگر ہوتی بھی تو عادت کس کو - مزاج عیش کا طلبگار طبیعت آسایش کی خواہان - خاطر تسکین کی جویان - آنکھون کو حسن کا لپکا - کانون کو نغمہ و سرود کا چسکا رہا دل وہ ہوگا جسکے لیے ہوگا - انکے حق مین تو کمبخت دل نادان دل - غافل دل - ناعاقبت اندیش - بےحس دل - ایک صنوبری مضغہ گوشت جسکے رکھدیا تھا - اور کیون نہ ہوتا - دماغ شامت اعمال سے کب کا ازکار رفتہ ہوچکا تھا - اور یہ ظالم بغیر اس ادب آموز اتالیق کے کسی کے قابو مین نہین رہا - سودا کہتا ہے ؎

انسان کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

مگر وہ شاعر تھا اسنے عشق ہی کو اوڑھنا بچھونا بنایا - عشق ہی کو دال بھات کر ڈالا تھا - مگر جذبات انسانی کے کرشمے لکھنے والا ناول نگار صحیح شعر یون پڑھیگا -

انسان کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی اسی کا یہ دل بنا

اہل یورپ سمجھ کے کہتے ہین - انسان جنت سے آگ چرا لایا تھا - ہان ہوگا مگر یہ نہین بتاتے کس چیز مین چھپا کر؟ ہم سے سنو - دل مین - تب ہی تو وہ جر کا لگا ہی جسکی سوزش ابتک باقی ہی کشمیری گلے مین آگ لٹکاتے ہین - مگر انگیٹھی مین رکھ کر جسم سے الگ - کرتے (پھیرن) کے اندر - اس سے تو داغ لگ ہی جاتا ہے - پھر اسنے تو دل مین جگہ پائی تھی - اور جنت سے اس دنیا تک آتے آتے کچھ زمانہ بھی گزرا ہی ہوگا - پس اگر اس جنتی چیز کا کچھ اثر باقی ہو - تو بعید از عقل کیا - پھر آگ کی نسبت یہ انگریزی مثل بھی ہی - "آگ بہت مطیع باندی ہی مگر بڑی ظالم بیوی" -
اگر قابو مین کر لیا بے حساب بڑھنے گھٹنے نہ دیا - دنیا کے بہت سے کام لے لئے کھانا پکایا - کلین چلائین - جہاز چلائے - ریل دوڑائی - اگر اسنے تم پر قبضہ کیا جلا کے سیاہ کر ڈالا - گھر بار گاؤن - شہر - ملک کے ملک راکھ کے ڈھیر کر دیئے -
یہی حال دل کا ہی اگر دماغ کے قابو مین ہی تو ہر حکم کا تابع - کمال حسنی سے ہر حکم کی

خادمتون مین بے عذر ۔ شجاعت ۔ سخاوت ۔ محبت ۔ استقلال ۔ تحمل ۔ حیا ۔ عدل ۔ صدق دوستی ۔ عشق ۔ خوشدلی ۔ عصمت ۔ سرور ۔ قناعت ۔ زہد ۔ صبر ۔ شکر ۔ انکسار ۔ رضا عقیدت انقیاد ۔ معرفت ۔ حقیقت کے اوج کمال پر چڑھکر اعلیٰ علیین پہونچا ۔ اس کے قابو سے نکلا ۔ اور بزدلی ۔ بخل ۔ عداوت ۔ تلون ۔ ذلت ۔ بے حیائی ۔ ظلم ۔ کذب ۔ دشمنی ۔ جنون ۔ غضب ۔ غم ۔ بے شرمی ۔ خشونت ۔ حرص ۔ فسق و فجور ۔ محسن کشی کبر و غرور ۔ سرکشی بے اعتباری ۔ بدگمانی ۔ بغاوت ظلمت ۔ جہل ۔ کفر ۔ الحاد کے غار مین گرا ۔ اسفل السافلین پہونچکے دم لیا ۔

یہان بھی شامت اعمال سے اس نمونۂ شرافت و نتیجۂ انسانیت کی یہی حالت تھی ۔ جو ہوتا کم تھا ۔ مسیحا الٹا کو بنا ۔ خضر نعل بیابانی ہوا ۔ پھبتیا چراغ نہ دامن نکلا ۔ ع

آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اسپر ستم یہ کہ بڑھاپا مین کیا ہوچ مصیبت تنہا نہین آتی ۔ یہ سب تو تھا ہی مزاج بھی جادۂ اعتدال سے منحرف ہوگیا ۔ حیات کی ٹرین پٹری سے اتر گئی ۔

چلتی گاڑی مین روڑا اٹکا ۔ اخلاط کے خلط مبحث نے سلطنت جسم مین طوائف الملوکی پیدا کی ۔ تنفسیہ مین خلل ۔ ہضم مین فتور ۔ قوت فاعلی فعل و انفعال سے معذور ۔ طبیعت نے چندے روک تھام کی ادراک کو جھٹلایا ۔ اندیشے کی سرگوشی اس کان سنی اس کان اڑائی ۔ طب ظنیات کو خیالات فاسد کی تہمت لگائی ۔ مگر سودے کی سیاہی ہیولی کی تحریر نہ تھی کہ غفلت کی ربڑ سے مٹجاتی ۔ صفرے کی زردی کشت زعفران نہ تھی جس سے آنکھین سرسون پھولتی بلغم کی سفیدی طباشیر نہ تھی کہ تقویت دیتی ۔ تولید خون کی بینی کوئی ٹمکانہ تھی کہ ہلدی لگتی نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا آہی جاتا ۔ لطیف سے سب سے پہلے کثیف ہوتی ۔ گل تر پھل لگنے ہی کمھلاتا ہر بیر بہوٹی چھپتے ہی تمتتی ہے ۔ رطوبات اصلی کی کمی ہوئی ۔ کیلوس و کیموس کی ارسال راہ ہی مین لٹ جانے لگی ۔ خزانہ دل خالی ہوا سرچشمۂ حیات مین خاک اڑنے لگی ۔ اور ورد اور شرائین کی نہرین ٹوٹین ۔ تنہ جسم مین عرق نہ پہونچا ۔ اعضا کی تمام اعصاب کا ٹنا ۔ ٹھیس شیر نر چوٹیلا ہوا ۔ عوارض کی دیمک لگی ۔ کبھی درد سر بال جان ہوا ۔ گاہے تجیر نے ٹھنڈی گرمیان کھائی کسی روز ہاضمے نے منھ موڑا کی ۔ آخر حرارت اور یبوست مین ساز ہوا ۔ دونون نے علم بغاوت بلند کیا اور ایک دن طبیعت گری اور ایسی گری کہ اُٹھنا دشوار بلکہ رفتہ رفتہ بیٹھنا بھی بار ہوا

طبیب جو ذمہ دار صحت اور وابستہ دامن دولت تھے۔ تا دورے اور نبض پر دیدہ ریزی کرنے پر تلے۔ جو کچھ اسباب و علل ذہن میں آئے۔ زبان پر لائے نسخہ لکھا گیا دوا کا استعمال ہوا مگر بدمزہ دوا سے ذائقہ آشنا نہیں بنیا کیسا دیکھنا تک گوارہ نہوا۔ اگالدان کو بھر بلائی گئی۔ پرہیز کی تاکید نے حکیم صاحب کیطرف سے اسقدر رسو مزاجی بڑھائی کہ بیچارے نکالے گئے۔ علاج موقوف۔ معالج برطرف۔ اوپر کی چڑھ پڑھ دو دن سے خدا نے چاہا ازالۂ مرض ہو جائیگا طبیعت خود بھی مدبر بدن ہے۔ جو کچھ بچی بچائی اگر لی بارہ داسکے پاس تھی اس سے ظاہری طور سے سٹ پٹ جنگ مغلوبہ کرتی رہی کبھی کبھی صحت کی جھلکی بھی نظر آجاتی تھی مگر وہی

اگر ماند شبے ماند شب دیگر نمے ماند

اگر ایک دن طبیعت چاق ہوئی تو بھس ہو کے چار دن تک ایسی گری کہ عارضہ در اصل معہ سود لیکے ٹلا۔ رفتہ رفتہ جلد آنا اور دیر کو جانا اسدرجہ بڑھا کہ طبیعت مدتوں میں کبھی بھولے سبھرے سنبھلی تو سنبھلی نہیں علیل تو ہی۔ تیمار دار بھی کچھ لاپرواسے ہو گئے۔ ع

شام کے مُردے کو کتبک روئیے

دوسرا باب

پیس کی گانٹھ جب شفا ہو تو جانئے

بظاہر بات کچھ ایسی اہم نہ تھی نہ خود مریض چنداں شوش ہوے نہ دشمنا انسان ہے صبح صبح رہا ہی کرتا ہے۔ پھر اسمیں تردد کیا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ کوئی دور کی بات تھی تو وہ حکیم طبیب جانتے حسن اتفاق سے امکان ازالہ قبل از عارضہ ہو گیا۔ اب دوا کا بکھیڑا نہ پرہیز کا جھگڑا۔ صرف اوپری اہتمام۔ انتظام۔ باقی علاج و مداوا کی قلیا تمام بڑے آدمی کی بڑی بات تعلقات وسیع۔ واسطے دُور دُور پھیلے ہوے گویا تناور سایہ دار درخت جڑ بیخ زمین تک ریشہ دوانی کرتی ہوئیں۔ ٹہنے شاخیں اچھا خاصہ چکر باندھے۔ سایۂ عاطفت ماشاء اللہ سے بخوبی کشادہ۔ عزیزوں کا جوش خون۔ محبت ماتا شفقت کی ڈھنگ کیساتھ ملکے گہری رنگت دکھاتا۔ ہوا خواہوں کی دلسوزی گرم جوشی کا پتا دیتی۔ کوئی قرابت داری سے رشتہ در گردن۔ کوئی سلسلۂ مدنیت سے ہاتھوں پا بزنجیر۔ کوئی منتظر موقع مہلت کوئی کوئی

مترصد جلب منفعت۔ بس کبھی نہ کبھی تعلق، سبب مصلحت سے خلقت متوجہ ہو گئی۔ عیادت مزاج پرسی خدمت کو جوق جوق آنے لگی۔ الام غافلونکا عالم۔ این ہم بالائے الم۔ احباب شناورون کے صورت دربلا کو آئے۔ خیرات و مبرات کے دروازے اسراف اور فضولی سے کھلوائے۔ ہر کیف بد انتظامی و بد اسلوبی نے بلا کم و کاست دھوم دھام مچا دی اچھی خاصی تقریب پیدا کر دی۔ اور سچ پوچھو تو تقریب تھی بھی۔ اگرچہ باتوں سے بعد ہوتا جاتا تھا تو چند کا قرب بھی سامنے جلوہ دکھاتا تھا۔ دنیا ہنگامہ زار ہنگامہ پسند۔ شادی ہو یا غم۔ جشن ہو یا ماتم۔ اسکو اپنی چہل پہل سے کام ہے

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

نزع طاری ہوا۔ تشویش جاگی۔ اضطراب چونکا۔ تسکین بھاگی۔
سب ہی شہر کے لوگ جمع ہو گئے۔ یہ کون ہیں رشتے کے چچا ہیں۔ اگرچہ پاؤں قبر میں لٹکائے ہیں مگر ہوس جوان ہے۔ انکو اور فکر نہیں۔ ہاں اتنا سوچتے ہیں اگر خدانخواستہ نوع دگر ہوا تو بیٹین کی ولایت کا سرٹیفکیٹ اپنے نام لینا چاہیے۔ یہ دوسرے سسرالی قرابتدار ہیں۔ لڑکی کے مہر کی تعداد یاد کرتے آئے ہیں۔ یہ فنس پر کون ہیں حکیم صاحب ہیں صرف نبض دکھا دو رہ گئے ہیں۔ علاج کی نیت سے نہ آئے نہ بلائے گئے۔ یہ گھسے کون اترے۔ جنرلی ڈاکٹر ہیں۔ صرف سینے پر آلہ لگا کے پھیپھڑوں اور دل کی حرکت اور بغل میں تھرمامیٹر لگا کے حرارت کے مدارج فیس کے روپیوں کے ساتھ ٹنکے چلے جائینگے۔ نظام الدین کا زندہ سلوت شلدار۔ جعفر مختار بھی حاضر ہیں۔ یہ نمک حرام ہیں کچھ چکھ چکے ہیں۔ حساب فہمی ہونیوالی ہے۔ اندازہ کرتے ہیں کہ کتنے برس ملتوی رہ سکتی ہے۔ انکھین سے قریب رئیس کے دل سے دور نظر سے اوجھل۔ دہات اور علاقہ کے چند آبرودار ذی اثر اسامی بھی اداس اور مضمحل بیٹھے کچھ سوچ رہے ہیں۔ عرض معروض کی مہلت نہیں یا موقع مصلحت نہیں۔ کچھ کہہ نہیں سکتے۔ انکے پاس ہی پہلو بہ پہلو۔ لب فرش ایک شخص اور بیٹھا گھور رہا ہے۔ چھوٹی چمکیلی آنکھیں۔ آنکھوں میں خار افگاف شعاع نظر۔ انکی طرح صفائی اتر باری ہے۔ شیشے میں گڑتی اور مٹھائی کی مکھی کیطرح بے تکلف اٹھتی ہے۔ آنے جانیوالوں کا چال چلن فرش کی شکن دیکھتا اور آنکھوں میں آنکھ ڈال کے چتون تاڑتا ہے کان بھی عرض پر

اُبھرے معلوم ہوتے ہین۔ سرگوشیون تک کی سن گن رکھتے ہین۔ کانمین چھوٹی سی طلائی بالی دکھا دیے کی حلقہ بگوشی۔ میلی مرزائی۔ لانبی دھوتی۔ سر پر لال تمتمائی پگڑی۔ جسمین پیچدار طبیعت کیطرح ہزارون پیچ۔ کون ہے۔ رام کرن مارواڑی ہے۔ یہ انھین کی دوکان مین بکرایہ رہتا ہے۔ کہتے ہین گھر کا سودا سلف انھی کی دوکان سے آتا ہے اچاپت بھی اٹھنے لگی ہے۔ نوکرون کو دستوری خاطرخواہ دیتا ہے۔ بیگم صاحب کو اسکی حاضری بچالیا بہت بھاتی ہے دوکان مین ہین تو اکثر خالی ہانڈیان۔ مگر پھر بھی۔ خوشنما طریقے سے۔ مطلب فوت نہین ہوتا۔ لیکن زبان شیرین ہے۔ اچھا اس حیثیت کا آدمی اور یہان تک رسائی اسکے کیا معنی یعنی مطلب تو اور لوگ جانین۔ قرینے سے اتنا کہہ سکتے ہین کہ طوفان بےتمیزی۔ روک ٹوک کی کمی۔ آداب دربار کی فروگزاشت۔ دربانون کی چشم پوشی کی مدد۔ اور کچھ تعجب نہین بیگم صاحب کی سفارش ہو۔ لوگ آ کے بیٹھے۔ اٹھے اور چلے گئے۔ یہ خود میر فرش بنے ہین۔ کچھ ہین گے نہین تکہ دیکھے ہو کوئی کچھ ایسا سن لین سکے۔ اور یہی ہوا۔ زعفران مشک۔ الائچی گجراتی چکنی ڈلی میوہ مصری۔ میدہ۔ سب کی ضرورت پیدا ہو گئی۔ کیا ہوا اکثر ایسا ہوتا ہے۔ دوکان یا نیلام مین چیز یا سوداگر کی صورت دیکھکر اشتہارون مین پڑھ کے ضرورت داعی ہو جاتی ہے یہان آنے والون کی حاضرباشی تعمیل فرمایش کی چستی۔ چیزون کی خوبی۔ قیمت کی تخفیف نے سب کے مزاجون مین رسوخ پیدا کیا۔ تا لہ آنے دو نہین اور فرمایشین استقبال کو دوڑی ہین مالک خوش ہوئے۔ دام واجبی سے زیادہ واجبی تھے۔ ہاسن غفلت موازنہ الخ کا بغیر قرآن پڑھے خوب چلا ملازم راضی ہوئے۔ بازار کی دوڑ سے بچے۔ دستوری حسب دستور ملی بھی رفتہ رفتہ گھر بھر کی ضرورتون پر حاوی ہو گئے۔ نوبت بایجا رسید۔ دوکان بھی پنساری کی نہ رہی عطاری۔ بزازہ۔ انگریزی سامان بسکٹ۔ ڈورکنگھا۔ کھلونے سامان تفریح سب موجود آتشبازی۔ مسکرات۔ سلاح کا لیسنس بھی حاصل۔

دوکان اس پرستی سے خارج کے حوصلے سے زیادہ بڑھ گئی۔ پوری لین بھر کرائے مین لے لی ہے۔ ایک طرف دواخانہ کھل گیا۔ شیشے۔ قرابے۔ بوتل۔ شیشیان الماریون مین چنے ہین۔ یا حریف عارضہ کے مقابلے کو پلٹنین آراستہ ہین۔ عرقیات دخنک الحیات چین عرق ریزی سے طیار ہوئے ہین۔ سفوف خاکہ اکسیر ہین۔ مرطوب خاکہ بنری ہوتی ہے۔

[illegible]

و فطرت کے تار و پود سے بنے ہوئے سوزن ہمسائی کے محتاج ہین۔ شیشہ آلات جلاد
ضو مین نجوم افلاک پر چشمک زن ہین۔ بچون کے کھلونے تک علمی اصول اور مسائل سائنس
کو بازیچۂ اطفال بنانے والے۔ کنکوے آسمان مین بکلی لگانے والے۔ ڈورین تار نظر سے
بھی باریک تر۔ حکمت نفاری کے تارون سے بٹی ہوئین۔ آتشبازی کا مرغ دست بدو بیٹھا
ہر اسکے آگے گلزار خلیل مصنوعی کا اک معجزا ہر۔ مسکرات مین فنا فی الشیخ کی کرامت سمیات
مین خدارسی کی محویت۔ مخدرات یعنی افیون و پوست نیلی ہمت کے بردہاسے محل منتیات کے
دلدل مین معجون عقل بابگل۔ اسلحہ جرارت کے سانچے مین ڈھلے بسالت کے بانہین بچی ہین
ازلی بزدل کو دیدیجئے۔ رستم و نریمان کے کام لیجئے۔ اسباب آسایش براہ راست جنت
الفردوس کی نقل ہر سامان تدبیر منزل بہشت شداد کی اصل پھر اس غضب پر طرہ یہ کہ نقد لو
قرض لو۔ چیز دھر کر لو۔ دفعہ لکھ کر لو۔ سب منظور الغرض یہ دوکان اور یہ سامان۔ کون تھا جو
نقد جان دیکر گاہک نہوتا کسکا جگر تھا جو بیسرہ لیجاتا۔ اگر ہمارے نواب اور انکے چھوٹے
بڑے نوکر چاکر اندر باہر گرفتار دام ہوئے۔ تو کون تعجب کی بات تھی۔

لالہ رام کرن کو بھی ایسی سرکار سے دلی انس ہوگیا۔ اور کیون نہوتا۔ ایک تو سرپرستی دوسرے
مہربانی۔ توجہ۔ رعایت مراعات۔ اسپر بڑی بات یہ کہ دوکان کا کرایہ معاف۔ زمین یہان
سے وہانتک افتادہ۔ آغوش تمنا کشادہ جہان جی چاہے مکان۔ کمرہ۔ گودام۔ کوٹھی۔
دوکان بنالین۔ کوئی روک ٹوک نہین۔ نواب صاحب کا مزاج سست طبیعت کاہل صحت
بہت کم باہر گھر سے قدم رکھتے تھے۔ بستر پرستی سے فرصت ملی۔ گاؤ تکیہ سے لگ کے بیٹھ گئے
اور پھر لیٹ رہے۔ پاے آسائش دراز۔ اور دست سیاست کوتاہ ہو تو انکی دراز دستی
کی خبر کون لے اور انکے سیلاب ہوس کو کون روکے۔

تیسرا باب

جس گھر مین پھوٹ ہوگی وہ گھر خراب ہوگا

بظاہر کوئی آثار پریشانی نہ تھے کسیطرح کی رونق مین کمی نہ کسی قسم کے شوق مین سستی

مگر چند روز سے کچھ آپا دھاپی سی لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو گئی تھی۔ ادنے سی بات پر رنجش خفیف سے خفیف امر پر حسد۔ ایک دوسرے کو دیکھے جلا جاتا ہے ہوس کی آگ اور اسی میں دبے ہوئے تکوں کے کباب۔ گھر کیا تھا۔ پوست کی بوندی۔ گولر کا پھل۔ ایک ذرا توڑئیے ہزار ہا دانہ الگ الگ لاکھوں بھنگا پاشان رہ رہ پیاز کی گٹھی۔ بنارس کی ڈبیا۔ فیض آبادی صندوقچہ ایکدفعہ کھولئے سیکڑوں خانے۔ پیچیوں خانے موجود۔ نواب صاحب کو یہ حالت تو معلوم نہ تھی مگر دل متاثر ضرور تھا۔ اتنا سمجھے تھے۔ خاندان کی کل کا کوئی پیچ ڈھیلا ہو گیا ہے مگر روز روز کی تکالیف، آئے دن مداخل کی قلت سے زیادہ غور نہ کر سکتے۔ اور بڑی بات "دادخدا" کا لاحول ان سب شیاطین کو دور بھگائے رکھتا۔ اس میں دور ہیجان۔ زلزلہ خیز مادے کے کچھ اسباب بھی تھے اور وہ سب در اصل لالہ صاحب کے طرز عمل سے نوکروں کی خاطر داشت میں فرق رہتا کوئی سوالی کوئی ڈیوڑھی اور کوئی دفتر ہی پاتا۔ کبھی کبھی کوئی رعائتی معاملہ ڈیوڑھی سے براہ راست طے پایا۔ اور کبھی دوسرے ہی پیچ پر خود سرکار سے چکتا آخر ایکدن پھوڑا پھوٹ بہا۔ مادہ ہیجان میں آکر خارج ہی ہونے لگا۔ بات بھی ذرا گہری تھی۔ یعنی دو صاحبزادوں میں سے ایک جو ذرا ہشیار سمجھدار تھے خفیہ ایک صندوقچہ لائے۔ بیگم صاحب نے دیا تھا۔ کچھ زر نقد کی ضرورت کچھ جنس کی فرمائش سب کی غرض اسکو رکھ لیں اور ضرورتیں نکالدیں۔ اکثر ایسا ہوتا تھا مگر عشرت لونڈی کی معرفت اسدفعہ معاملہ سنگین تھا۔ مزید احتیاط کیگئی۔ اسمیں سونیکا کچھ زیور۔ ایک گھڑی ایک ڈاب چند انگوٹھیاں تھیں جنپر کچھ نقوش بھی کندہ تھے کوئی ہزار کا مال ہوگا۔ گھڑی دیکھکر صاحبزادیکا جی للچایا۔ وقت کی بات تھی۔ انگوٹھی کا نقش محبت بی عشرت کے دل پر کندہ ہوا۔ بارے صبح بیگم سے ملنے گئے تھے تین سو پر توڑ ہوا اسی سے بہتر نئی گھڑی صاحبزادی کو بلا قیمت لالہ اپنی دوکان سے نذر کرینگے۔ انگوٹھی لونڈی پہنیگی۔ سو نقد دئے۔ دو سو میں جنس غلہ کپڑا نئے قسم کی گرنٹ ساٹن اور نئی ہی اطلس نقلی شال اور شیشے کا فوق البھڑک عطردان۔ الم غلم۔ چھوٹے نواب نے گھڑی بھی اسیوقت لیلی۔ پہلی پرانی نقرہ کیس کی تھی اور یہ نئی بہت ہی خوبصورت سنہری جنیوا۔ عشرت انگوٹھی کے لئے ہاتھ ملتی رہگئی۔ اس سے وعدہ صاحبزادے سے چھپا کے علیحدہ گوشے میں ہوا تھا اسیوقت دیا اسکے حق میں مناسب تھا دوسرے دن دنیا لالہ کا نقصان تھا کہ پاگل دیوانی ہوئی ہے پہنیگی تاکہ چوری کھل جائیگی۔ بات تو ٹھیک تھی۔ مگر چپ ضرور کر رہا۔ دل میں گرہ پڑ گئی۔ صبح سویرے حسب عادت لالہ تشریف لائے

اب نشست میں بدرجہ ترقی ہو گئی تھی۔ کبھی کبھی تخلیہ اور سرگوشی کے ہنگام نواب کے قریب
بیٹھنے لگے تھے۔ بار بار دھوتی کھجلانے۔ اور سیلی مرزائی سے دل کو نفرت تو ہوتی۔ مگر صلاح
طمع اور کار برآری کی چاٹ سے سب گوارا تھا۔ آج بھی اخلاص خصوصیت کی طرح داہنی طرف
قریب تر بیٹھے۔ تنہائی تھی۔ موقع بھی تھا بغل سے صندوقچہ نکال پیش کیا زبانی عرض کیا غلام
تعمیل حکم تو کر دی۔ مگر آنکھ بند کر کے دیجیے ضرورت نکال دی وہ بھی عورت ذات مجبور ہیں
مگر بات اچھی نہیں۔ یہ ابرو کی چیزیں۔ مگر ترقی کا سامان ہے اگرچہ مراضی کا ٹھیکہ ہو جائے
تو نہیں کی امنی سے فرمائشیں پوری ہوا کریں۔ نہیں تو نہیں اللہ اور نوکر سب خوب ہو گئے
اگر بات کو رکھ لیتا کہیں اور یہ مال چلا جاتا۔ علم ہو تو شہنشاہی فلسفے میں مشغول ہو شہر لید پیشانی
میں حضور کے نام لکھ لیا جائے مگر کسی طرح یہ حال کھلنے نہ پائے ورنہ پھر یہ معاملات اور وسیلے یہاں
طے ہوا کرینگے جنکو خانہ بربادی کہا ہیں تعجب ہو۔ اور یہ تو سرکار ہی کا کارخانہ ہے۔ نواب کو
غیرت تھی۔ مگر ہمت رخصت ہو چکی تھی دل ہی دل میں جل بھن کر چپ ہو رہے۔ دل وجان سے
مگر زبان سے اُسنے کی ہاں اولاد لو کر دن۔ اور خود بیگم سے کہیو۔ ہو بیماری میں مزاج
زود رنج چڑچڑا ہو ہی جاتا ہے۔ اسلئے حرارت زیادہ رہی آخر اللہ نے بیگم تک خیر پہنچائی
آج پندرہ سو کا زیور نواب صاحب نے خرید کر کے داخل توشہ خانہ کیا ہر رات کو چھتا نکالا۔
اس سے سوا خدا نے بھیجدیا۔ یہاں بیگم منتظر وہاں بیگم سے نواب منتظر۔ طرح طرح کے خیالات جو ہر
میں جلوہ گر۔ واہ رے چھوٹی چھیلی آنکھوں والے نار وارثی۔

بوقت پیچوان فہمید مینہاے نازاد
کہ شرح حکمت العین کستر تان دراز او

ادھر کہانیوں میں چلگئی۔ لڑکے تو لڑکے۔ یہ محبت بھی نا کی کب ہوتی ہے۔ ایک ترتیبی ای دیوانی
دوسرے میں کچھ نادانی ہوائی نگری ایک تھوڑی تر ہوائی۔ نالہ تنبیہ کیا مگر قائم پھر بھی
حسد کی ٹھکار قایم ہی رہی آٹھوان پہر اسی جکڑ میں بہنے لگے۔
اور آخر نتیجہ ان سب باتوں کا یہ نکلا کہ نوبت اتفاق خفتہ از بام ہو چند روز تک ہوئی دنیا
ان سب طرح کے طلبانچے ہوتی کسی کے پیچھے نہ بیچارہ کیا کرتا ہے۔ کہیں کسی کے پرے
پر تمانت لگاتا۔ خبر خبر ہو نیا رشتہ مارتا ہے۔ لوٹی اور سیانہ ہوا بہر پرداخت لگا رہتا
نعمچہ کہیں پہنچتی ہے۔ لہو دوست پر گر سے ان۔ پہلے ہی مقابلہ زینت کی چوٹ شب دلوانے تم

ڈر پوک کیٹھل دبکے رہو جو سنا تھا اہل الوالعزم جھنجھر کو للکارتے ہین - چور غافل پاکر موستے ہین -
کوئی عمارت بنا کر روٹی کماتا ہے کوئی آگ لگنے پیہ مال اوڑاتا - تباہ شدہ جہاز کا اسباب
سمیٹتا - آندھی کے گرے پڑے درختون سے ایندھن نکالتا ہے - اس گھر کا بھی یہی حال ہوا
جب ابتری اور نفاق کی حرارت نے اجزا مین انتشار پیدا کیا ہر متنفس کو نفسی نفسی کی پڑی ہپنی
اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ ہوا تو چورون کے منہ مین پانی بھر آیا دریاے حرص و آز سینون مین
موجزن ہوا - گھاتین سوچی گئین سازشین ہوئین - ایک آدھ گھر کے بھیدی نے لنکا ڈھائی یعنی
واقفکاری کی مدد سے گھر مین چورون نے سینہ زوری لگائی - بلا تکلف گھر مین گھس آئے - نقد تو جو بھی
تھا ہاتھ آیا ہی پھر بھی اس مرتبے پر بہت کچھ باقی تھا چور لے گئے - گھر بھر کی بستیان کھلین -
ایک ایک پر چار چار مسلط ہو گئے اور بیشتر قیمتی مال تھا انمین سے بہت کچھ ڈھو لے گئے دستور
ہو تو ہی جب ضعیف ہو جاتا ہے تو سب سے پہلے حقیر و ضعیف ترین ہی اسیر و شکار ہو جاتے ہین -
چھیلے ازدر چونٹیان کھینچتی ہین - زخمی شیر زبان گیدڑون کا شکار بنتا ہے - دیہات کی رعایا اور رشتہ
کا اوچھا پن کبھی سرکشی ہونے لگی گاؤن کے گاؤن باغی ہو گئے - رعب داب مین فرق
آیا آمدنی کا دروازہ بند دیکھا مسدود ہو گیا - ادھر نالش فریاد دیوانی فوجداری کے مقدمات
کی کثرت ہو گئی اسقدر مواقع اظہار خیر خواہی و ہمدردی - اور ہمارے لالہ صاحب نے چلے تھین
یہ ممکن نہین ہر معاملہ مین مشیر و معتمد بن مقتدا بن بیٹھے - ہر طرح کا انتظام آپ ہی کی راے
صائب پر رہا اور آپ نے بھی سیاست و رشتی تعلقات ہی مناسب علاج بتا یا مگر مریض کا مرض اور
کی چالاکی سے یہ شکستگی پر تاثر - دست شل کی تیغ زنی - لنگڑے کی دوڑ دھوپ کچھ لوہا تلوار کا
کاٹ ہی گیا - تو محنت کی زحمت ہوئی اور رہا سہا بھرم بھی گیا - صرف ایک ہی کار نوس کا وہ یون
سو یا یا نکلا لیکن امید تعجب اب لب قریب جیترا ہے - مریض دماغ کیا جلنے ضعیف دل ہو کر مانے
ہان رام کرن سمجھو اور خوب سمجھے اور اچھا سمجھے - انھین کو اب نیک و بد سمجھنا چاہیے -
حسن کارگزاری اور نمائش کی ضرورت تحت الحق بھی کچھ تو واقعات کی کثرت درمیان بھی کی
دست پھر حکمت عملی کا تیر کام رہو اور شہرگام دلکن کا دے اڑن - سر ہٹا - قد مبارزی کے
جوہر کسدن دکھائیگا آج منفرد باقیدارا سامیون کی افہام تفہیم مین انہماک ہے کل کچھ دوڑ دھوپ
بیگم صاحب کی خدمت مین عرض کرتا ہے یعنی صاحبزادون کو سمجھانا ہو - مختصر یہ کہ لالہ یا لو یو مفاد
پشت سے کاربار رہی - تاجر - پنساری تھے یا مدار المہام ہو گئے اور اچھے ہو گئے دنیا مین مطلب براری

بھی بڑی چیز ہی - گھوڑا سائیس سے مویشی چرواہے سے ہاتھی چھوکڑے سے کتا دوڑیے سے
کیون انس کرتا ہی - دام تو مالک نے خرچ کیئے کام مالک کا کرتا ہوگا مگر نہین خدمت کرنیوالے کا
بھی کچھ حق ہی - جسکو جانور بھی جانتے ہین اور کم سے کم ہندوستانی انسان بھی انکے انتظام و
بندوبست سے لوگون کو ظاہر راحت زیادہ ملی - معاملے سلجھنے لگے تنخواہین ڈٹ پر بٹتی تھین
بیگم کی کوئی ضرورت انکی نہ رہتی تھی - بلکہ نئی نئی چیزین دلکی خوشی پوری کرنیکو ملنے لگین - ادھر
ٹھیکہ کی تجویز اگرچہ ابتدا مین یونہین زبان سے نکلی تھی مگر یہ نہال بچہ تھی جسطرح پھیلی اور چھتنار
درخت کیطرح چھائی - ایک زمانہ آیا اعتبار بڑھا - اور یہانتک کہ ٹھیکہ نامہ تحریر ہو گیا - خط تحریر کے
نقوش ابھرے ہر خواندہ ناخواندہ نے پڑھے انتظام کا سکہ جما فارغ البالی کا ڈھنڈھورا پٹا -
ایک حساب سے بہت اچھا ہوا تو کچھ برا بھی ہوا - دنیا کے کام چلا ہی چاہین زمانہ گردش فرما ہے

کہ آئین جہانداری گاہے چنان گاہے چنین باشد

پرانے زنگ خوردہ مزاج جامد ہون مستقل ہون - وضعدار ہون کنسرویٹو ہون تو ہون
نئی آنکھون تازہ کانون کو بہت کچھ دیکھنا سننا باقی ہوتا ہی - لیکن استحالے کی قابلیت تلون
کی صفت ہی خوبی ہی - دونون صاحبزادون کی طبیعت نے بھی ہوا کھا کے رنگ بدلا - ادھر
ادھر دیکھنا بھالنا شروع کیا - حسن اتفاق یا شومئی بخت - کہ ایک روز لالہ صاحب کی دوکان
کیطرف سے گزرتے تھے - وہان پر ایک عجیب سمان نظر آیا زمین آسمان ہی دوسرے ہوگئے
دونون بھائی ایسے محو ہوے کہ ایک کو دوسرے کی بلکہ اپنی بھی خبر نہ رہی -

بات یہ ہی کہ آج دوکان کسی کے قدم کی برکت سے رشک فردوس برین ہی ایک بت کافر
کیش نرالی وضع انوکھی قطع سے بے تکلفانہ مصروف سیر دوکان ہی - وہان والون سے پرانی
شناسائی ہی - یا لوگون کو دکھانے کو یہ قدر افزائی ہی ہمکو نہین معلوم - ہان کچھ پوچھین تو معلوم ہو
یہ دونون البیلے اناڑی کے ملوک بھی کچھ پوچھین گے اور شاید ہمارے ناظرین بھی یہ نیک بخت کون
ہین کس ملک کے رہنے والی ہین کہان قیام ہی کیا کام ہی - کوئی ملسکتا ہی مزاج کیسا ہی غرضکہ
ایسے ہی بہت سے سوالات پوچھنا ہین مگر رعب حسن ایسا ہی کسی کی مجال نہین پڑی کہ دوکان پر
قدم رکھے اسدن تو خیر دونون دلبر چوٹ کھا کے چلے گئے مگر ساری رات نیند نہ آئی دونون نے
اپنی اپنی جگہ دماغ کی ہانڈی مین الگ الگ کھچڑی پکائی - اور فرمایا کہ بڑے سمجھتے رہی چھوٹیکو
ان خوبیون کا کیا تمیز - اور چھوٹے جانتے رہے بھائی صاحب کو اس حسن کا کیا ادراک دوسرے

دن سویرے منھ اندھیرے بڑے صاحبزادے لالہ کے پاس پہونچے - انکو لوگ شاہ احمد کہتے ہین اور خاطرداری بھی بہت ہوتی ہے - ایک تو امیرزادہ اسپر کسی قدر دلدادہ اونگھتے کو ٹھیلنے کا بہانہ سوئے مین سہاگا رنگ مین کھٹائی مخمور اور تیغ بکف بلا تمہید و توطیہ یون گفتگو شروع کی جناب آج بڑا کام ضروری میرا ہے اور اگرچہ مجھے اسکے بیان کرنے مین بہت کچھ تامل تھا مگر مجبوری یہ ہے کہ کوئی دوسرا ایسا ہی نہین کہ اس سے کچھ بھی کہہ سکون اس سے مجبور بےشرم ہو کر آپکے پاس حاضر ہوا ہون کل مینے آپ کی دوکان پر ایک حسین مہ جبین عورت کو دیکھا پہلے تو تعجب ہوا کہ یہ کس قوم کس ملک کی عورت ہے کہ ایسی بیباکی اور بےتکلفی سے یون کھڑی ہے مگر جب صورت انداز و ادا پر غور کیا عقل چکر مین آگئی اللہ اللہ ایسے ہی لوگون کو لکھا ہے خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے وہ ہنستی پیشانی - وہ سڈول گندھی چوٹی وہ بےتکلفانہ انداز و ادا مین کیا کہون میرے دلپر کیا ستم کر گئی -

حال کے مدار المہام اور ابتدا کے مارواڑی صاحب جی مین بہت ہی ہنسے بشاش ہوئے اور اپنے لب و لہجہ مین بولے کہ جناب آپکو اسکی فکر نہ کرنی چاہیئے وہ تو اس دوکان پر اکثر آتی جاتی ہین اور اگر کوئی اسسے ملنا چاہے تو بےتکلف مل سکتی ہین - جو کچھ مجھسے کہتے بعنوان شایستہ اُنسے کہدیا جائے اسمین دقت کی کون سی بات ہے صرف دلمین شوق چاہیئے اگر وہ بھوکی ہین تو صرف محبت کی اور بےریا محبت کی آپ پھر سوچ لیجئے پھر سب کچھ ہو جائیگا -

شاہ احمد - خدا ہی جانے کیسی ہے - اس طرح کی عورت جو رتراد تو مین نے دیکھی ہی نہین بھلا یہ کسکی بیوی ہین

لالہ صاحب - جی نہین ابھی تو شادی ہوئی نہین مزاج مین بےتکلفی بہت ہے اور اس دوکان سے حساب کتاب بھی انکا رہتا ہے - اس سے توجہ کسی قدر زیادہ ہے -

غرضکہ اسی قسم کی بہت دیر تک گفتگو رہی - صاحبزادے تو پھر صاحبزادے یہ گرگ کہن سال خوب جاہی روشن خانزادہ دل ہاتھ مین لیا اور ایسے پکے وعدے کئے کہ خام طبیعت کو پختہ یقین ہو گیا دنیا و مافیہا مین اب سوا مارواڑی صاحب اور ان نیکبخت کے اور کچھ ہی نہین ماں باپ بھائی سب کو بھول گئے بلکہ ایمان کی پوچھو تو خدا اور رسول بھی یاد نہ رہے -

اور سنئیے انکے چھوٹے بھائی بھی تھے - بہت چھوٹے نہین کوئی سال بھر کی چھوٹائی بڑائی ہوگی یہ بھی حسن انگوسعفی کی محبت مین گردن پھنسا چکے تھے زخم کاری تو نہ لگا تھا ہان چرکا ضرور تھا پھر اسکو ہندہ کا پھوڑا بنانا کوئی بڑے عمل جراحی کا محتاج نہ تھا لالہ رام کرن انسے خود دلے زہد کرکے

اسی واقعے کا ذکر کرتے ہے اور دیر تک متاثرات حرارت پیدا ہوتی جاتی ہے - ہوا نے
سے آگ چمک ہی اٹھتی ہے لاٹون سے برق کشتہ چنگاریان نکالی ہین ہلکے چھلکے اکثر سے
برق خرمن سوز پیدا کرتے ہین سر و تازہ ہرے بھرے درخت انکی گرد کھا کر بڑے بڑے جنگلون کو
راکھ کر ڈالتے ہین پتھر کا ریزہ تک آگ اگل دیتا ہے صرف ترکیب چاہیئے تھی سو پیالے بھی چوٹ
کھا کے چنگاری پیدا کی - مارواڑی صاحب کو البتہ جی یاد کیا - بہت اچھے موقعہ پر اٹھا کر ایک
کھڑے ہو گئے کہ انکار سے بڑھ کر ہمائی ایسے طمطراق کے بڑے مشتاق ہین - زخم کو اسطرح تیر کے گولی کا
پیالہ راہ ہو کر بس بہت انھون نے لذیذ بزرگوار کی خدمت مین مناسب قد تلاش کر کے آج صاحبزادہ کا
تذکرہ کچھ زیادہ کیا زمانے کا رنگ زیادہ دلایا - انکی امنگون شوقون کا خاکہ کھینچا مگر محض خاکہ غلط زمینہ
تصور مین رنگ نہین بھرا نہ ضرورت تھی شکستہ خاطری - بیماری اور افکار مین جو کسر تھی وہ اسنے
بھر لیا اور وہ بھی بہت شوخ آہ سرد کھینچی گئی ! اور بستر مرض پر - چار ون شانے چت لیٹ گئے
خفا ہوے جی مین ناراض ہوے مگر بے بسی پر -

چوتھا باب

غم کی نخلین ہمسر مین ہین بیدرد
سچ کہا ہے دا ہمہ خلاق ہے

آج مریض غیر معمولی طور سے مضمحل ہو گیا کوئی فکر بیماری عسرت اور معاملات کی ژولیدگی
سے زیادہ ہے ! اسکی تو عادت ہو گئی ہوگی -

رنج کا خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج

ہان آج ایک خواب دیکھا ہے پھر خواب خیال کا اعتبار ہی کیا - دماغ پریشان کے اوہام رنج
ملالی کی سیر انجرات معدہ کے نتیجے - ہان اتنی عمر تک تو انکو بھی ایسا ہی خیال تھا مگر آج کچھ
جالات ایسی معلوم ہوتی ہے خواب ان ہیرتنا انگیز چیز ہے ضرور ہے جنمین انسانی عقل اب حیران
ہو جاتا چاہئے - تمام کرا لیا کچھ آئندہ واقعات کا عکس معلوم ہوتا ہے - جو زمانے کے مہر منیر کو
پس پشت رکھکر تنقید می کر رہا - اور دلپر بھی اثر ڈال رہا ہے بار ہا جی مین آتا ہے کہ کس گھڑی نیند
آئی تھی اور کیون خواب دیکھا تھا - مگر یہ کسی کے بس کا نہین اسکی خو تھا رحکومت مین شہنشاہ
گدا - فلک زدہ سلطان ہفت کشور محالات عقلی و نقلی ترجیح اوہام باور ہوا - واقعی خواب تھا

سب کے واسطے آراستہ تھا۔ ہر کس و ناکس کیلئے وقف۔

اچھا وہ خواب ہی کیا۔ کیا کہین کچھ اچھا نہین دل تعبیر اچھی نہین دیتا۔ لاکھ اسکو بہلاتے ہین مگر سہما جاتا ہی۔ نواب صاحب خواب دیکھ رہے تھے ہین چونک پڑے تھے۔ دیکھا بلند پہاڑ پر چڑھے ہین زلزلہ آ رہا ہی۔ پہاڑ جا بجا سے شق ہو رہا ہی۔ ذرے تاریک غار بنتے جاتے ہین۔ ایک جہاز پہاڑ پر چڑھا ہوا ہی آہنی۔ ایک بڑی لمبی زنجیر بندھی ہی جہانتک نظر جاتی ہے وہ چلی گئی ہی نواب کو کوئی راستہ نظر نہ آیا۔ پیچھے پھر کر جو دیکھتے ہین۔ تنہا جہاز نے قدمون سے ٹکر کھائی۔ آنکھون تلے اندھیرا چھا گیا۔ دنیا اندھیر ہو گئی۔ اس اندھیرے مین ایک منور کشتی دور دکھائی دی گھٹتے گھٹتے ہلال اور ہٹتے ہٹتے حباب سی نظر آنے لگی۔

اتنے مین دیکھتے ہین کہ قلعے مین بند ہین۔ توپین برابر سے چنی ہین۔ گولون کے انبار لگے ہین آسمان فرسا۔ سب کے دہانے انھین کیطرف۔ ہر توپ پر ایک شخص فقیرانہ لباس پہنے بیٹھا ہی۔ اپنے یہ مشہور انبیا اولیا ہین۔ چہرون سے تقدس ظاہر۔ پیشانی پر عبادت کے نشان ہین۔ بعض کے ہاتھون پر تسبیح بھی ہی۔ بعضون نے فوجی وردی پہنی ہی۔ کوٹ پتلون جنگلی پگڑی۔ سب انکی طرف دیکھ رہے ہین۔ اسکی جرنیلی ٹوپی پر وہی ہلال لگا ہوا ہے انھون نے انسے پوچھا۔ آپ لوگ کہان۔ وہ موقع زیادہ گفتگو کا نہ تھا اور خواب مین دوسرے کی گفتگو بہت کچھ یاد بھی نہین رہتی۔ ممکن ہی کچھ کہا ہو۔ مگر یاد نہین۔ بات اسقدر یاد ہی کہ کسیکی مرضی کے پابند نظر آتے تھے اب جا ہی یہ انکا خیال ہو۔ چاہے واقعہ۔ تصفیہ نہین ہو سکتا یہ سمجھے سب فیر بھی یہ ہوتے ہین بہت ڈرے۔ جریبا ٹیک سکے چاہتے تھے اُٹھ کے بھاگین بوجھ سے ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔ گر پڑے منھ کے بل۔

آنکھ کھل گئی۔ کلیجہ دھڑ دھڑ کرنے لگا۔ اسوقت سے سینے مین یونہین سا درد بھی پیدا ہو گیا اب ایک کروٹ چین ملتا ہی دوسری طرف لیٹنے سے طبیعت پریشان ہوتی ہی۔ رہ رہنا کھٹکتا ضعیف ہی اسوقت دوا کیطرف کچھ میلان ہوا مگر خود ہی مریض خود ہی طبیب اپنی ہی تجویز سے سینک کے روئی باندھ لی۔ مگر ٹوٹکون سے کہین ٹلی ہین۔ ہان یہ فائدہ ہوا کہ دو ایک روز کے بعد درد تو نہین اسکی تکلیف کم ہو گئی۔ طبیعت نے صبر کر لیا۔

این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

خواب کے بعد سے بار بار جی چاہتا ہو کسی سے کہین۔ تعبیر پوچھین مگر کوئی راز دار نہین

کوئی انتظام معاملہ۔ خانہ داری کا جھگڑا ہوتا۔ لالہ سے مدد ملتی۔ امین سیٹھ کیا جانے صاحب کا بہانہ۔ سردست تعبیر والو نکو تلاش کرنا۔ خفیف سی بات کو اتنا طول دینا۔ شان کے خلاف عادت سے بعید۔ نفس پر بڑا جبر ہے۔ پھر خدا جانے تعبیر کیسی ہو۔ مگر ایک بات ہے لوگ کہتے ہین برے خوابونکی تعبیر اچھی ہوتی ہے۔ وہی لوگ سچے خواب بھی تو دیکھتے ہین پھر کیا معلوم کس وقت خواب دیکھنے والے کی سمجھ الٹی ہوتی ہے۔ اور کس حالت مین سیدھی۔ کس وقت دنیا اور عالم مثال کے مابین فوٹو گرفی کا کیمرا حائل ہوتا اور دماغ کے لینس پر معکوس عکس پڑتا۔ اور کب چشم حقیقت بین کی آڑ صرف مٹی کا شیشہ رہجاتی ہے یہ خیالات۔ یہ افکار۔ یہ اندیشے ایک وقت ایکا دن کے نہ تھے کئی روز خواب کے خیال درد آشنائی کے خار۔ پھانس کی کھٹک۔ دقیق الخیال کی موجون کا اثر رہا کئی تحقیقین اضطرار مین ہوئین۔ کئی شامین انتشار مین آئین اور گئین۔ غنچۂ دل نہ کنول تھا جو علی الصباح کھلتا۔ نہ شفق جو شام ہی کو مہکتا۔ خورشید کی شعاعین باد ہوائی تیر ہوئین حرارت ونگ سے محرومی رہی۔ ماہتاب کی چاندنی عارضی نکلی۔ بڑے مایوسی ہوئی۔

اس اثنا مین لالہ آئے۔ نواب صاحب کا دل داغدار پایا تازہ سبب کھلا۔ انکی بھی خاطر شگفتہ نہوئی۔ چلے گئے۔ کاروبار مین مشغول ہوگئے۔ ہان دکان پر چرچا اکثر رہا۔ اتفاق کی بات یا سوچا سمجھا منصوبہ بہر حال کسی نہ کسی سبب سے دو پنڈت تازہ وارد و عروج کے تیرے بغلون مین دبائے۔ قریب محل پرچل آنکلے امیر کی ڈیوڑھی کسی سپاہی نے "پنڈت بابا مہن گھڑی ساعت لگن" کی صدا سنکر بٹھالیا۔ برہمن ذات کئی پاؤن لگے۔ ایک آدھ انکو بھی ہاتھ لگا گرا ہین بتائین احکام لگائے۔ روزی روزگار پر پیشین گوئی کی۔ مالک کی قسمت سے نوکر کی قسمت وابستہ تھی۔ ضمناً تعبیر کچھ مین میکھ نکلی۔ مگر تفصیل دوسرے موقع پر ملتوی رکھی۔ پیسے لیکر چلتے ہوئے۔

اور لوگ بھی سنتے تھے۔ آقا کی سلامتی چاہنے والے بھی ادمین کئی ایک تھے انھون نے اور وقت بلا دیا۔ یہان تو یہی کام تھا۔ صبح گھڑی نیک ساعت پکار کر دوسرے دن پہونچے بیماری۔ عارضہ۔ رنج۔ فکر۔ کچھ خبرون اور کچھ عقل کی مدد سے بتایا۔ صحت کی خوشخبری بھی آخر مین سنادی۔ انعام کی ہوس ہین۔

ایک آدھ گستاخ۔ مگر مزاج شناس خدمتگار نے۔ نواب صاحب کے حضور مین دیوڑھی

بکٹی بولی یہ حضور دو پنڈت بڑے ہشیار اپنے فن کے کامل بنارس کی طرف سے آئے ہیں کیا حال بتاتے ہیں غلام نے سوال کیا ہماری سرکار کو کب تک صحت ہوگی حساب لگا کے بتاویں۔ پیاسے مسافر کو قریب چشمہ کا مژدہ پہنچا۔ عندلیب کو پیامِ آمد بہار محسوس ہوا۔ دلی سوکھے دھانوں پانی پڑا۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ملا شوق نے تقاضا ضرورت نے اصرار کیا۔

بیماری اور ضعف کی تاب سے اعتقاد بھی گداز ہو رہا تھا۔ فوراً طلب ہوئے احکام نجوم جاری کرنے کا حکم ہوا۔ الامر فوق الادب۔ یہ بھی سمجھے ہوئے موقع شناس تھے۔ راج ہمت سے لیکر ٹھیک بدیا تک مہابر کسی بات میں نہ باہر تھے۔

نواب صاحب نے پہلے تو ادھر کی امتحاناً۔ اِدھر اُدھر کے سوالات پوچھے۔ جواب بھی چندان توجہ سے نہ سُنے یقین اور اعتقاد کا رہوار کنوتیاں بدلتا رہا۔ مگر لسانی کی لجام خوش زبانی کی چمکاریاں وحشی کو رام کرتی ہیں۔ اب مخلی بالطبع ہو کے سب قسم کے سوالات ہوئے دولت۔ ثروت۔ علالت۔ اولاد صحت سبھی اس لپیٹ میں آئے۔ مگر کھٹکتا تو اب۔ یاد ہر دم آتا لیکن زبان پہ نہیں آتا کیوں جب سب کچھ پوچھا تو اسمین کون سا راز مخفی ہے ہاں ہو تو کچھ بھید کی بات نہیں اعلیٰ عالم روحانیات کا۔ عالم غیب کا مقدر کا قسمت کا یا اپنے دل کے خطرات کا اس جھگڑے کو نفس ہیں انسانی کے فلسفی بال کی کھال نکالنے والے جانیں بیچارہ فسانہ نگار واقعات کی نیرنگی دیکھنے دکھانے والا ان جھگڑوں میں کیوں اُلجھے۔ ہاں اتنا کہ سکتا ہے کہ شاید ضمیر کی بدی کا ڈر تھا۔ زبان پکڑ لیتا ہوگا۔

لالہ صاحب تو ایک درجے تک ذلیل ہو چکے تھے کینل ہو چکے۔ ٹھیکہ دار ہو چکے۔ مدار المہام ہو چکے۔ انکے جی نے سدھ کی زمین زمینداری کی۔ علاقہ داری کے وسیع اور زرخیز کشت زار کی تہ زمین تک پہونچیں اور فصل کی پیداوار کے کونے ریشے تک ودرین ان دونوں پنڈتوں نے اپنے کمال کا پار ڈالا۔ سرکار کی آبیاری رحمت سے نظر باغ ہی کو سرسبز کرنے کی آرزو کی۔ جب کچھ دن حاضر باشی میں بسر ہوئے۔ تو آخر ایک روز خواب کا حال نواب صاحب نے سنایا۔ آدمی تھے فرّس۔ ذکی طبع اڑتی چڑیا کے پر گننے والے زمانے کی نبض پہچاننے والے طبیب۔ علت سے معلول اور معلول سے علت جاننے والے حکیم معمولی تعبیر بیان کر دی۔ وسوسہ دفع کر دیا۔ دل کو خوشی خاطر کو تشفی ہوئی۔ مگر بہاسے خود اس خطِ غبار میں کالی آندھی کی خبر

پڑھ لی۔ شب تار مین مشعل فراست کے سہارے ہر چیز ٹٹول لی۔

اس زمانہ مین نواب صاحب کے نزدیک بھی مرض مزمن ہو چلا تھا ضعف کیساتھ ازالے کی خواہش قوی ہوگئی تھی۔ لاپروائی۔ بداحتیاطی۔ بدپرہیزی یہ سب قوت کی سرگرمیان ہین انہین اعتدال لیسے خودسرون کو منھ نہین لگاتا۔ اب علاج کی فکر بھی ہو اسیر آتش شوق کی اشتعالک۔ وہ طرفہ ترغیب کبتک طبیعت مقابلہ کرے۔ ہمین وسیلہ کی زد آخر قلب پر پڑی اور میدان براہمہ کے ہاتھ رہا۔

وہ بادشاہ در اقلیمی نہ گنجند۔ مگر بادشاہ صفت بدنام ہین انکی تخصیص کیا۔ یون کہین تو ٹھیک بھی ہو۔ دو رقیب باہم آسایش نگیرند یعنی دو ہیم غرض در مقامی نگنجند۔ لالہ لاکھ مطمئن اپنے کام مین مصروف تھے مگر تا انجام بین تو نہ تھے۔ برہمن بھائی کچھ ہی تھے مگر تھے تو قابل تعظیم۔ عالم۔ فاضل۔ کسی نہ کسی گروہ۔ قوم مین ذی اثر۔ لیکن کھلی عداوت سواد اوجہ نی اندازین بنائی۔ اور خدا جانے کیا کیا ضد بڑھاتی۔ بظاہر چپ رہے۔ مگر آتش خاموش کیطرح تاب و تعب کی تپ آقا کی حرارت کیطرح پوشیدہ رہی۔ اگر وہان ملمس تک نہ گرم ہونے پایا تو یہان بھی چہرے پر شکن نہ پڑی۔ دونون برہمن سمجھے انھین سے ملے رہو۔

علاقہ ادرگھ کا انتظام لالہ کے حصے مین پڑ چکا تھا۔ دونون بھائی کیا یا ہمین ذات نوب باقی تھی وہ بھی گرفتار عوارض مبتلائے ضعف۔ بس اسی روکھی سوکھی پر قناعت لازم آئی۔ کچھ نہ سہی پنجہ ٹیکنے کا سہارا تو ملگیا۔ دوسرے برہمن۔ خیر خیرات پانے کے عادی انکو یہی غنیمت تھا۔

علاج کا شوق پیدا ہو ہی گیا تھا۔ دستور ہے تلافی مافات پر طبیعت متوجہ ہوتی ہے تو بلا کی۔ قضاے عمری عبادت کا شوق آتا ہے۔ طوفان کیطرح۔ نومسلم بڑا کٹا مسلمان تازہ عیسائی آئے دن گرجا پہ قربان۔ وہ ابرو دموے غرہ کیطرح ہلال کو آنکھ پر بٹھاتا تو یہ ساری دنیا کو حوالہ دار کرتا ہے۔ اسیطرح علاج کیطرف ٹھوکے سے زیادہ مضطرب ہو کے آئے۔ پنڈت سب گنون پورے علاج یونانی مصرانی۔ دونون مین دخیل کامل تھے پھر نسخہ بھی ہامیرانہ چاہیئے۔ ایک تو مریض نازک۔ دوسرے حالت نازک تیسرے زمانہ نازک۔ بمشورہ لالہ نسخہ تجویز ہوا چشم زمانہ نے دیکھا نہ گوش

فلک نے سنا۔ یعنی آنکھ مین لگایا جائے۔ سارے جسم کے عوارض دفع کرے جسم و چشم مین تجنیس بھی تھی۔ بات عقل مین آئی نہ آئے۔ آنکھون سے تو دیکھ لین گے۔ بصارت مین بھی ضعف سے فرق تھا۔ اعضاے رئیسہ کے ضعف سے کبھی کبھی تلملے آنکھون کے آگے نظر آتے تھے۔ اور بصیرت تو مدت کی جا چکی تھی۔ اسنے دھوکا دیا آنکھ بند کرکے جو کہا وہ کیا۔ سرمہ۔ کاجل۔ انجن۔ جو سمجھو چشم زدن مین تیار ہوا حس مشترک کے مقام پر ہاتھ۔ خط تقدیر پر انگلی رکھ۔ سلائی پھیری گئی۔

یہ نسخہ نسخہ شفا ہو۔ یا بائن چشم بر مدو دیدہ۔ پہلے جو تقدیر کا لکھا ہو بہر صورت ورق تو صحیح البیاض رہیگا۔

آنکھ کا ڈھیلا بے حس بنا ہے۔ مگر پلک کا بال۔ پپوٹے کا روان۔ کھٹک پیدا کرتا ہے ذرا سی رطوبت مین رسولی بنجاتے ہین۔ مریض کو تجبی سلائی کے پھیرنے سے تکلیف شدید ہوئی۔ دوا تیز ہوگی۔ یا امراض کا ہجوم۔ راستہ تنگ کشمکش ہوگی۔ حجاج عوارض پتلیون کے سنگ اسود کو بوسہ دینے امنڈ آئے ہون گے یا کہنہ صنم خانہ سمجھ کے لات کو دوڑے۔ آنسوؤن کے چشمے جاری ہوے۔ روگ پانی ہوکے بہے جاتے این۔ یا قسمت کو حالت روتی ہے۔ غرضکہ کسی سبب سے ہو۔ مگر اس سیلاب مین ڈھیلے بہ گئے۔

دیدہ سمندر سے سوا ہوگیا
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا

آنکھین بیٹھین۔ بصارت اٹھ گئی۔ اندھیری چھائی۔ روشنی اڑ گئی۔ دُرِ ابلق کا باسی موتی ہوے۔ صبح بنارس کا وزرہے۔ نہ شام اودھ کا ظہور۔ غرضکہ دنیا کی سیر مین ٹوٹی۔ پیر گئی آنکھ پھوٹی۔ کرہ نور رہتا یا نور ظلمت ہوا۔ صرف دو سلائیون کی گردش سے طرفۃ العین مین غارت یہ سامان ہوا۔ حواس ضعیف تھے مگر سلامت ضرورت تھے۔ آج سے ایک معرض تخفیف مین آیا۔ بھائیون کی جوڑی نے طاق عدو سے جفت کو بہتر جانا۔ خمسہ سے اربعہ کو مسعود مانا۔ مگر ایک کی کمی سے چارون طرف سے بلاؤن کا نرغہ ہوا۔ خاندان کو لپستہ آفات کا تودہ بنا۔ قلعہ قلعہ کہنہ خانہ خرابون کے ہاتھون حرف خرابہ ہوکے رہگیا۔

پانچوان باب

من چاہے دلدار کو اور تن چاہے آرام ‌ ‌ دبدھا مین دونو گئے مایا ملی نہ رام

کوڑھ مین کھاج۔ آفت مین مصیبت۔ افلاس مین حاجت۔ تنگدستی مین مصارف۔ بیچارگی مین شوق۔ بے بسی مین عشق۔ گھر کی یہ حالت۔ خاندان کی یہ گت۔ اور صاحبزادون کو جوانی کی امنگ شباب کی ترنگ۔ اونچ سوجھائی دیتا ہے۔ نہ نیچ دکھائی دیتا۔ مناسبت وقت کسکو کہتے ہین مصلحت زمانہ کیا ہے۔ عمر کا تقاضا۔ نظارہ خورشید جمال کی گرمی۔ روک ٹوک کی غیر موجودگی۔ نتادیب چشم نمائی کرے۔ نہ تحکم گوشمالی کو۔ شوق نے ہمت کو بے تمیزی سکھائی بے تمیزی نے ولولے کی مہار چھڑائی اور صحراے عشق مین سراب امید کے تعاقب کیواسطے چھوڑ دیا۔ اسپر دونا ستم یہ کہ ؎

تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل

بڑے صاحبزادے احمد شاہ۔ مزاج کی افتاد اور خارجی اسباب سے ذری پیش پیش تھے۔ ان مین فی الجملہ بیباکی اور دبنگاپن نمایان طور سے تھا۔ اس معاملے خاص مین بھی پہل انھین سے تقدیم ہوئی تھی۔ سلسلہ واقعات تازہ کی فہرست مین بھی یہی پہلی مد تھی اگر رام کرن کی دوکان پر بیٹھکے انکو موقع نظارہ ملتا تھا تو حق بجانب تھا۔ منصب۔ مرتبے۔ مصلحت کے تقاضے بھی یہی تھے۔

دو چار مرتبہ کی نظر غلط انداز کے بعد ہاتھ ملوانا۔ بلکہ دو چار باتین کرا دینا نہ لالہ کے واسطے سنگین کارروائی۔ سخت جد و جہد۔ خاص حکمت عملی کا محتاج تھا۔ نہ اس دلبر ہوشربا۔ غارت گر صبر و قرار کی طبع آزادی پسند۔ مزاج بے تکلف سے بعید مگر صاحبزادہ ہندی سرشت۔ ناتجربہ کار خام مزاج کو معراج سے کم نہ تھا۔ اور معراج بھی وہ جو باعانت معلم الملکوت نصیب ہوئی ہو۔ جس مین نہ مسئلہ خرق و التیام کی اڑ بیٹر ہو نہ علماے کلام کی چنان چنین۔ نہ براق اخلاق زیر ران۔ نہ جبرئیل امین غاشیہ بردار نہ جوانی کا مرکب تمیز رہوار۔ ابلیس ہادی فصیح سدرۃ المنتہی۔ لالہ پرانے گھاگ۔ پیہون کھیلے کھیل چکے۔ اپنے زمانے مین بہت ایسے پاپڑ بیل چکے تھے۔ اسکے علاوہ ایسے ایسے کو عمر ... نفس کے حکمت و فطرت کی بیشتر ... سے پرپیچ گر کے کئی بنا چکے تھے۔

اب دو بدو گفتگو کرا چکے - وعدہ پورا کردیا - بڑی بڑی دقتیں رفع کردیں - گلستان کا
مشکل دیباچہ پڑھا دیا - باب پنجم خود مطالعہ کردہ - اور سچ بھی تھا کوئی کب تک ساتھ دے
اسٹیشن پر قلی گاڑیوں کو ڈھکیل ڈھکیل انجن سے جوڑ دیتے ہیں - آگے ٹرین جانے
انجن کی اسٹیم جانے - ڈرائیور جانے -

انکو بھی تو ایک گاڑی اور شنٹ کرنی تھی -

چھوٹے صاحبزادے ان باتوں کو دیکھ دیکھ اور بہت کچھ سن سن کے پیچ و تاب کھاتے
مثل مار دم بریدہ تڑپتے جھنجھلاتے تھے - بڑے بھائی صاحب کی ہر بات ترجیح رعایت
خاطر پر مارے رشک کے خار در پہلو اور تیر حسد در جگر رہے بچپن میں کبھی کبھی
کسی ناسمجھی - ہٹ ضد پر بھائی صاحب دھول چپت سے بھی خبر لیتے تھے سیلنے
ہونے پر اسکا کینہ بھی تھا -

یہ زمانہ طولانی بے تمیزی کا تھا ہی - پھر ماشاءاللہ سے سمجھ بھی آئی - سمجھ خودداری کو بھی
ساتھ لگا لائی - شوخی و خستگی کی ہوا دماغ میں سمائی - کہاں مصلحت وقت - کدھر لحاظ
اخوت اور کون چھوٹا - کون بڑا بھائی "در سگ باش و برادر خرد مباش" کی نصیحت اخوانین
"آرزو در جہان عیب نیست" کا پاسپورٹ "پروانہ راہداری" بازوئے ہمت پر حافظ
کا مصرع ع

رندی و خراباتی در عہد شباب اولیٰ

زبان حال پر ع

اے فرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش

کی استعانت - اسکانے کو رشک و حسد نے بستر راحت کو فرش خار بنایا خودغرضی نے انانیت
کا اندھا آئینہ دکھایا - اپنی شکل و صورت دیکھی نہ جوہر ذاتی پر نظر کی - خانہ جہل کو آگ باد و چراغ
عقل گل - ایک روز جوش میں آکر گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور جاتے ہی لالہ صاحب کو عرضی بنا بھیج
وہنا دے کے دوکان پر بیٹھ گئے - بنیا ایک ہی دانا بنیا - خاطر مدارات - ظاہری اخلاق و چرب زبانی
سے پیش آیا - رہوار جسارت کو مہمیز خواہش دلی کا ہیجان تیز ہوا - بعد گفتگو کے معمولی شکایت
کا بہی کھاتہ اور حساب کا بھی ایک پیج کھولا -

صاحبزادہ - صاحبزادہ - کیوں صاحب میں ایک شکایت کروں آج آپ سے آیا ہوں بڑا

نہ مانیے۔ ایسی ہی آج میری دل پر چوٹ لگی ہو جو شکایت زبان تک آئی ہو۔ ورنہ آپکو معلوم ہو میری برابر ضبط کرنیوالا۔ کڑیان جھیلنے والا۔ آپ دنیا مین نہ پائیے گا۔ ادنی سی بات مین آپ سے کہون۔ بڑے بھائیصاحب کی وہ تابعداری اور اطاعت مین نے ابتداے عمر سے کی ہو کہ اگر آج کوئی اور ہوتا اور پتھر کا کلیجہ لاتا تب بھی لہو تھوکنے لگتا جب کبھی گھر مین چیز آئی اور ابانے ہم دونون کو بلا کے کہا اپنی اپنی پسند کی لے لو بخدا کافر ہون جو مین نے کبھی سبقت کی ہو جب وہ چھانٹ کے چیندہ ہی لے چکے تو بچی بچائی مین نے بھی اٹھائی۔ دسترخوان پر بیٹھے۔ واللہ میرے سامنے سے مٹھائی اٹھا اٹھا کے کھا گئے اور مین صبر شکر کر کے زہر کے گھونٹ پی کے رہ گیا کپڑے کا یہ حال جو بھائی صاحب نے کہدیا حامد کو یہ بنا دو۔ مین نے بسر و چشم قبول کیا نہین حضرت کیا ہم کوئی ہین نہین۔ ہم بھی تو دل رکھتے ہین۔ کیا ہم پسند نہین کر سکتے تھے پھر ان سب باتون پر ان کا حال یہ کہ ذرا سی بات ہوئی حق نا حق کو ڈھول مار بیٹھے ادھر ادھر سے آئے چپت لگا دی۔ آپ بندر کا تماشا۔ ریچھ کا ناچ۔ نٹون کے کرتب دیکھین بھر بھر مٹھی پیسے دین اور جو ہم کہین کٹھ پتلی یا للی گھوڑی کا تماشا دیکھین اور پیسے دو پیسے دیگین تو آنکھین نیلی پیلی کرین۔ بلکہ اسی ڈوالی کے آگے چابک سے خبر لین۔ اب تک میری کمر پر [illegible] انکو برابر بجری شکرا آتا نہین مارتے جتنے وہ بھون ڈالتے ہین بکری کا بک خالی کر دی۔ اب خاک اڑتی ہو۔ ارے ادھر تو اور انڈا ادھر بچہ اور ادھر بھائیصاحب قبلہ نوش جان کر گئے۔ بٹیرون کا یہ حال کہ ادھر آج کوئی پالی مین بڑھا بس کل اسکی خبر نہین اللہ نے چاہا اسکے کباب لگتے ہونگے۔ غرضکہ کہانتک کہون میری یہ تابعداری نفس کشی اور بڑے بھائی صاحب کی یہ سفاکی۔ بیرحمی۔ پھر حضرت اب وہ بچپن کا زمانہ گیا۔ آخر مین بھی پیٹ رکھتا ہون بندہ بشر ہون۔ کبتک یہ ظلم زیادتی اٹھاؤن۔ اب سے مین نے بھی تو خو ڈرنا کیا نہ کرنا ٹھان لی ہو۔ بڑائی بزرگی بالائے طاق رکھدون اور کلہ بکلہ جواب دون وہ تو کہئے مجھے ابا جان کا لحاظ تھا۔ وہ بارہا مانع رہتے تھے۔ ذرا انکی نظر عنایت حضرت کے حال پر بہت تھی ورنہ کب کا مزا چکھا دیتا۔ آخر مین ایسا کیا گزرا کیون ہون جو وہ سو ہم ایک توے کی روٹی کیا چھوٹی کیا موٹی

لالہ۔ اچھا یہ تو سب حال ہمکو معلوم ہو۔ مگر یہ بتائیے۔ ادھر کون بات ایسی ہوئی جس سے آپ کا دل ایسا پھٹ گیا اور آخر خر منی کیا ہو۔ میرے تو آپ دونون آقا زادے ہین

اور انصاف بھی یہی ہے۔ ہر طرح مساوی حق اور منصب رکھتے ہین۔ میرے تو آپ دونون داہنی بائین آنکھ ہین۔ بلکہ سچ تو یہ ہے آپ زیادہ قابل رعایت ہین اُکلوتے بھائی ہو کے شفقت اور رعایت کرنا چاہیئے۔ نہ کہ ایسی بات جس سے دل مین کھوٹ آئے۔"

حامد۔ ہان انصاف تو یہی ہے۔ مگر کہنے اور کرنے مین لالہ بڑا فرق ہے۔ بڑے مردوں کا کام ہے جو حاضر غائب یکسان ہون۔ ہمکو تو سب ہی دغل فصل کرنیوالے ملے۔

لالہ۔ بھلا آزما لیجئے۔ کسی معاملے مین۔

حامد۔ بس بیٹھے رہو لالہ۔ تمکو بھی دیکھا۔ زیادہ منہ نہ کھلواؤ۔ آج مین اسی کی تو شکایت لایا ہون۔

لالہ۔ تو کیا مجھ سے ؟ صاحبزادے تمکو دھوکا ہوا ہوگا۔

حامد۔ جی ہان آپ سے۔ آپ سے۔ آپ ہی سے۔

لالہ۔ (بھیانک ہو کے) بس۔ حد ہو گئی بھلا ہمکو کون فائدہ تھا۔ کسی کی طرف مین۔ ہم تو سب کے تابعدار ٹھہرے۔

حامد۔ اجی اب آپ کیون مجھے بناتے ہین۔ مین اب بچہ نہین رہا۔

لالہ۔ آپ کو بچہ کون کہتا ہے۔ ماشاء اللہ بچپن سے آپ ہوشیار ہین۔ مین نے بارہا نواب صاحب سے کہا آپ کی پیشانی سے اقبالمندی معلوم ہوتی ہے۔ بڑے صاحب تو خیر لائق ہیہین۔ مگر چھوٹے صاحب گھر کو سنبھال لے جائینگے ابھی سے عقلمندی معلوم پڑتی ہے۔ خوب انتظام اپنے گھر کا سنبھالین گے۔

حامد۔ پھر کیا ہمین کسی کو شک ہے۔ واللہ ابا ابھی گھر اور علاقے کی آمدنی سپرد کردین وہ بندوبست کردون کہ سال بھر مین گھر کی صورت بدل جائے تو نام نہین مگر خیر کہنے سے کیا حاصل۔ لوگ کہین گے۔ شیخ چلی کے منصوبے ہین۔ اجی اس بحث کو جہنم مین ڈالو۔ اپنے گھر بار کا انتظام جو ہو سو ہو۔ ہم سے کیا واسطہ۔ سردست تو میری اس بات کا جواب دو۔ کہ تم نے لالہ بڑے بھائی صاحب سے اور اُن مِس صاحبہ سے رسم کرادی۔ اور ہمکو یہ نہین ٹال دیا۔ واللہ تم سے یہ اُمید نہ تھی اُلٹی سرِعاب کا کیا پر لگا ہے۔

لالہ۔ یہ آپ سے کس نے کہا۔

حامد۔ کس نے کہا کیا خوب کہی۔ ساری دنیا کہتی ہے ؎

تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا

آخر اس چھپانے سے کیا ہوتا ہے۔ میرا دل خود گواہی دیتا ہے۔

لالہ۔ سنئے۔ یہ سب آپکا گمان ہے۔ آپ کے بھائی صاحب ایسے نہ وہ ایسی کہ یون ملنا اور پھر قابل رقابت ملنا۔ میٹھ کا نوالہ ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ انھون نے مجھ سے کہا اسنے انٹرڈیوس کرادو (تقریب کرادو) مین نے کرادی۔ مس کو بھی پردے کی بو بو نہین جو دقت ہوتی۔ ایک دن وہ بھی یہان تھے۔ مس آئین۔ ہاتھ ملایا۔ مزاج پوچھا کچھ اپنی زبان مین بولین۔ یہ بیچارے سمجھے وجھے نہین مسکراکے چلی گئین بس اتنی بات ہے۔

حامد۔ اچھا یہ کچھ کم ہے۔ آپ نے تواسین بھی ہم سے بخل کیا۔ آخر اس ترجیح کیوجہ ہی کیا وہ کون ایسے طفلین نکر آئے۔ وہ تو انگریزی کے نام ایک حرف بھی نہین جانتے۔ مین نے تو کچھ شدبد حاصل بھی کرلی۔ گڈ مارننگ سر۔ یس۔ نو۔ ہوڈو یوڈو (مزاج شریف) تھنک یو (شکریہ) آئی ایم ویل (بخیریت ہون) ویری گوڈ (بہت خوب) وغیرہ اس ملفظ سے ادا کرتا ہون کہ اگر آڑ مین بٹھادو تو یہی معلوم ہو کوئی انگریز بول رہا ہے۔ اجی ہم سے ایسے لوگون سے ملاقات کرانا چاہیئے یا ایسے ایسے جاہلون سے۔

لالہ۔ اچھا تو ابھی کیا گیا ہے۔ اور بگڑا کیا ہمارا کیا جاتا ہے۔ بڑی شکایت اسکی ہے اپنے صاحب سلامت کرلو۔ اچھا تم بھی کسی دن آؤ۔ تمکو بھی ملادین۔

یہ دور ایسا تھا کہ ان صاحبزادے کو چار اصول چین نہ تھا۔ آنکھ کھول کے اتنی عمر تک ایسا سبز باغ دیکھا۔ نہ پر لطف وہ خواب نظر آیا جس سے کیا آپے سے باہر ہوئے۔ چلیے فرصت ہوئی۔ لنگ لنگ۔ لالہ کو۔ دونون نے ایک ہی گلے مین ڈالی جھگڑے کا جو اٹھا کر خود ہی کاندھے پر ہنسی خوشی رکھ لیا۔ جو کبھی لالہ کو بنظر احتیاط دانشکیلم بینی وارثون سے اندیشہ ہوتا۔ نگرانی انتظام کا دھڑکا دلمین آتا۔ اسکو بھی اس عمل نے دفع کردیا۔ دکان پر دو چپراسی بغیر تنخواہ کے لگے۔ باری باری پہرا دیتے

اور اُلٹا احسان ۔ خدمت عجیب چیز ہی ۔ اور پھر خود مطلب کی ۔ جاہد شاہ زری دکان کے کام میں ہاتھ بٹا لیتے تھے ۔ پھر صفت کرم داشتن میں تامل ہوتا ۔ آخر ایسے بھی ان سے نکبجت کر ملوادیا ۔ چلو مراد بر آئی ۔ لالہ گنگا نہائے ۔ آگے دونوں میٹھے رہے ۔ یہ دونوں جہان سے گئے ۔ سودائے محبت ہوا ۔ دید وا دید کا لپکا بڑھا ۔ رقابت بھی باہر لینے جاتا نہیں گھر میں موجود ۔ رات دن یہی دُھن ۔ یہی فکر یہی جھگڑا ۔ یہی چرچا ۔ مریض باپ کی خبر کس کو ۔ اُلجھے معاملات کی گتھی کو گرہ کشا انگلیاں سلجھا ئیں ۔ خانہ اقبال کی کڑیاں روز بدلتی ہیں کون اڑواڑ لگائے درودیوار کا تو سینہ شق ہے ۔ نگران کو وہم ہی ۔ گھر دانت نکالے کاٹنے کو دوڑتا ہے ۔ سائبان تو خرہ اشک آلود کی طرح سرنگون ہی اور ان کو خوف ہے یہ کہیں یہ لڑیاں کڑیاں بنگلے زنجیر باندھوں ۔ جلدی سر پہ پاؤں رکھکر بھاگو ۔ اور لالہ کی مستحکم کوٹھی میں پناہ لو ۔ یہ تو ضرورت ۔ حاجت ۔ اور گھر کے خبر لینے والوں کی یہ وحشت ! مریض کا دل کیا تنگ نہ کرتے ۔ ابتدائے مرض میں تو دن میں دو چار بار صاحبزادے پاس آجاتے ۔ مزاج پرسی ہی کر لیتے ۔ بیگم بھی اداس ہو کے پیشانی پہ ہاتھ رکھ کے نبض دیکھ جاتیں ۔ اب جیسے جیسے طاقت نے جواب دیا ۔ دوسروں کی اعانت کی ضرورت بڑھی ۔ ویسے ویسے یہ اور خدمتی کھلے ۔ زمانے کے مرہم نے ابتدائی جرکون کے زخم مندمل کر دیے ۔ بیگم سرمایۂ عیش و راحت ۔ انھوں نے قسمت کی عیش و راحت کا ساتھ دیا ۔ یا کچھ صبر آیا ۔ کچھ اُمید انشاء اللہ نے روغن قاز ملا ۔ اور کسی طرح اپنا دل مطمئن کر لیا کو ۔

"خدا کے فضل و کرم"

بر تکیہ کر کے بیٹھ رہیں ۔ عصائے پیری سلامتی سے ایک نہیں دو دو مگر ہاتھوں میں طاقت ہی نہیں کہ زینت ہیں ۔ کیونکر اُٹھیں ۔

عارضہ وہ ہی جس میں سب اعضا کی قوت کا دوالہ نکل جاسے ۔ لیکن ۔ دماغ کی کوٹھی ویسی ہی چلتی رہے ۔ یہ رنگ دیکھ کر مریض تو اب سب پہ بہت ہی برہم ۔ ناخوش ناراض اور اپنے حال پہ اشک بار ہوئے ۔ بیگم کی صورت سے نفرت ہوئی ۔

صاحبزادون کو عاق کر دیا۔ یہان بھی دل یہی کہتا تو نہ تھا مگر چاہتا ضرور تھا عشق بازی
مین مریض کہنہ کا بظاہر بلحاظ مخل بیشک تھا چلئے اس سے بھی نجات ہوئی۔
معاملات عشق و محبت۔ نوعمری۔ ناتجربہ کاری۔ آوارہ مزاجی سے دنیا مین دفتر
کے دفتر سیاہ ہین اور پھر جہانتک جی چاہے خیال جلائے بڑھاتے۔ صاحبزادے
بھی دنیا سے الگ نہ تھے۔ بس مختصر اندازہ کر لیجئے کہ جو کچھ ساری دنیا کیا کرتی
وہ یہ دو بندے کر گزرے سایۂ والدین چھوڑا۔ گھر کو آگ لگائی۔ دکان پر دھونی
رمائی۔ آبرو پر پانی پھرا۔ نہین اپنے ہاتھون اسطرح خوشی خوشی پھیرا جسطرح
بدخط نوشق وصلی دھوتا ہی۔ آپسمین بارہا سربازار ایسے ایسے لڑے کہ
لہولہان ہوے۔ جوتی پیزار کی۔ ایک دوسرے کا فضیحتا کیا۔ بلکہ مادر و پدر
کی نوبت آ گئی۔ جس نے سنا کوئی انگشت بدندان ہوا۔ کسی نے ملامت کی۔
کسی نے لعنت بھیجی۔ کسی نے مضحکہ اڑایا۔ مگر کوئی بندہ ایسا نہ نکلا جسکو
رحم آیا ہو۔

بازار کا جھگڑا آئے دن کا بکھیڑا۔ بات بڑھتے بڑھتے دھُرتک پہونچی۔
مس نے بھی پوری کیفیت دریافت کر لی۔ اور ایک دن عین برمعرکہ آ پہونچی
اب یہ وہ وقت ہی کہ دونون رئیس زادے ایک دوسرے سے بلبلون کی طرح
گتھے۔ اسکے پٹے اسکے ہاتھ مین اسکا گریبان اسکے پنجہ مین۔ دونون کے
ہاتھون مین جوتا۔ کیچڑ مین لت پت۔ لالہ صاحب کی دوکان کی تھری مین تلے
اوپر پڑے۔ اور ایک دوسرے کو مغلظات سنا رہے تھے۔

دوکان کے نوکرون کو بھیجکر چھڑوایا۔ سامنے بلایا۔ اور دونون کو مخاطب
کرکے یون کہا۔

مس۔ بڑا مغز چال چلن ہی۔ محبت ہو یا عداوت۔ رشک ہو یا رقابت مگر
جسطرح کا انسان ہوتا ہی۔ اسی طرح ان باتون کو ظاہر کرتا ہے۔ ہم کو آپ
لوگون کا حال سب معلوم ہے اور جو کچھ کسر تھی وہ آج پوری ہو گئی۔ اب
زیادہ انتظار کی حاجت نہین رہی۔ دو دو باتین ہم آپ سے کرنا چاہتے ہین
آپ کی ذاتی عزت تو یہ ہی کہ ایک سوداگر کی دوکان کی تھری مین ابھی پڑے

تھے۔ شجاعت یہ کہ بجاے تلوار کے جوتے بطور سلاح کام مین آتے ہین۔
رجز خوانی کے عوض دو سگے بھائی مادر پدر کرتے ہین اور یہ شرم نہین آتی ہمارا باپ
کون اور انکی مان کون۔
احمد شاہ۔ زہے نصیب ہمارے جو آج آپ کو اسقدر ہم مہربان پاتے ہین۔
الحمد للہ اتنا خیال تو دلمین ہی واللہ یہ ساری ذلت بادشاہت سے بڑھ کر
معلوم ہوتی ہی۔
حامد شاہ۔ جی ہمتو ایسی ہی ذلت روز چاہتے ہین۔ بلا سے آپنے تکلف
تو ہین
مس۔ بھلا ایسی احمقانہ مجنونانہ حرکتون اور باتون سے تمکو امید ہی ہم پھر تم سے
ہاتھ ملا لینگے۔ تم قلی سے زیادہ ذلیل ہو۔
احمد شاہ۔ مس صاحب خطا معاف کیجئے۔ بخدا اگر یہ نالائق باجی مجھے گالی
نہ دیتا تو مین ہرگز جوتا نہ اٹھاتا۔
حامد شاہ۔ یہ جھوٹا ہے آپ کے سامنے بات بناتا ہی جسکی بات مین فرق
اسکے باپ مین فرق۔ پہلے اسنے کیون مارا۔ اگر میرے ہاتھ مین تلوار ہوتی تو
مس صاحب مین تلوار ہی مارتا۔
مس۔ نی بی معلوم ہوتا ہی تمھارے گھر سے دولت گئی۔ بس عزت بھی گئی۔
دونون۔ یہ نہ فرمائیے واللہ اب بھی گئے گزرے حال پر ابھی اتنی کھرچن ضرور
ہی کہ دس پانچ پشت تک امیر بنکے رہین گے اور ایک کونا بھی خالی نہوگا۔
مس۔ اس سے معلوم ہوتا ہے تمکو اپنے گھر کی بھی خبر نہین۔ یہ بنیا جب آٹا دال
بھیجتا ہے تب گھر مین روٹی دال پکتی۔ دیا سلائی دیتا ہے تب چولھا جلتا ہے۔
ہانڈی چڑھتی ہی۔ برتن اسکے گھر سے جاتے ہین تب کام چلتا ہے۔ باہر سے اندر
تک اسکے دیلے ہوے کپڑون سے تن ڈھانکو۔ بلکہ اگر دوکان سے سوئی
دھاگا نہ دے تو سوا تہمد کفنی۔ ساری کے چیتھڑا نصیب نہ ہو۔ بس یہ تو
تمھاری معذوری کا حال ہی اور اسپر یہ ڈینگ۔ پھر یہ تو کہو تمکو آتا ہی کیا ہے۔
آج یہ لالہ ہاتھ کھینچ لین تو بھیک مانگے بھی تو نہ ملے۔ تمکو کوئی ہنر بھی نہین آتا۔

بھلا اور باتین تو درکنار جوتی کا ٹانکنا بھی نہیں معلوم -

احمد شاہ - یوں تو آپ کے جی مین آئے ارشاد فرمائیں مگر اصل یہ ہے کہ یہ باتین شرفا کے واسطے ہین نہیں - ہمکو خدا نے جوتے گانٹھنے کو پیدا کیا ہوتا تو چمار کے گھر بھیجتا - شان ریاست کے واسطے جو باتین لازم ہین وہ ہم مین خدا کی عنایت سے سب پائی ہین -

نرس - ہان ہونگی - اور کسی زمانے مین ممکن ہو ایسے ہی لوگ شریف سمجھے جاتے ہون - مگر ہمتو شریف اور معزز اوسکو سمجھتے ہین جو ہمارے یہان کی شرافت کی خوبیان رکھتا ہوگا - ہمارے نزدیک آپ سڑک کے صاف کرنے والے بھنگی - اور بوٹ صاف کرنے والے چمار سے بھی بدتر ہین - ہم آپ سے بات کرنا نہیں چاہتے - بس آج سے خبردار ہم آپ کو یہان نہ دیکھین - چلے جاؤ سامنے سے -

شکر کا مقام ہے - دونون صاحبزادے محض شوقیہ اس شغلے پہ متوجہ ہوے تھے - کچھ حسن صورت - کچھ آسانی سے رسائی کی چاٹ تھا - کچھ لالہ کی کلی بازی - کچھ تقاضائے سن - ان بیچارون کو اس وادی پہ لایا تھا - فراغت پہ پہنچتے ہی دفعۃً شکست ہوے - ہمت فرار ہوئی - اور یہ ایک دوسرے کا منہ دیکھتے قسمت کو جھیکتے - گھر واپس آئے -

چھٹا باب

ولایت مین دل خراب ہونا

اقبال کی خوبیون کے سامان

آفتاب کی حرارت اور گردش زمین مین فرق آگئے - اور نظام شمسی بحال خود نہ رہا - لطافت ہوا و حرارت اقلیم منقلب ہوگئے - اور انجن کا کام دیتا ہے تجربے کے برعکس کالونی کے دم مین بل آگئے اور گردش کے پرند

چلتے رہین - یہ چلنے والی بات نہین - مقناطیس سے قوت سلب ہوجائے اور آہن ربائی برقرار رہے - غیر ممکن - مرکز ثقل ٹلجائے - اور کوئی شے بجا نہ ہو - اصول میکانک کے خلاف -

پس افسر خاندان کی یون طول بیماری - رب النوع کی یون معذوری - انتظام کی ارتجاع برہمی - اگر ابتری نہ پیدا کرتی تو حیرت کی بات تھی - پھر اوسپر مریض کے مزاج مین انزودگی ضد - استبداد - خشونت کا مادہ پاجانا - اور بھی کوڑھ مین کھاج تھا -

ابتدا تو عرصے سے ہوچلی تھی - مگر اب کی پھوڑے کے پھوٹ بہنے - لبریز جام کے چھلکنے کی جلد نوبت آگئی - یعنی بیگم کو اپنی موجودہ حالت پر نظر ہوئی - بدخواہ نوکرون کی خانہ براندازی غمازی اور ناعاقبت اندیش ناخلف اولاد کی سرتابی بدستور ہے جس دھڑکے کو بار بار زبان پر نہین لاسکتے - جس غم کو کھلا ہر - جس خوف کا مذکور نہین کرسکتے - وہ نیم کشتہ تیر ٹوٹی ہوئی پھانس کیطرح ہر وقت دل مین خلش رکھتا ہے - یہ بیماری - یہ معذوری - یہ صحت سے مایوسی - یہ گھر کی ابتری - ایسی نہ تھی کہ آٹھون پہر آنکھون کے سامنے رہے - اور بیگم کو نظر نہ آئے - ہان تقاضاے انسانیت اور نسائیت سے اتنا ہوا کہ مدتون اس بھیانک صورت ہیبت ناک تصویر کو آنکھ بھر کے نہ دیکھا - جب آگے آئی نظر نیچی کر لی - یا اور طرف دیکھنے لگین - مگر کب تک اور خصوصًا بظاہر ہمدرد اور بباطن خود غرض - خیر خواہون نے جب ٹوک ٹوک کے اشارے کنایے اور صراحت سے

"نگاہ بد برد"

کی صدائین بلند کرنی شروع کردی ہون - زندہ درگور سہاگ - کافور آمیز عطر عروس مصیبت تخمیر عافیت - خوابی مضمر تعمیر سے آگاہ ہوئین - اور دل نے آگاہ ہوئین مرنے کے ساتھ کوئی مر نہین جاتا - اور جو قبل وا قعہ ایسا ارادہ رکھتا بھی ہے وہ بعد کو ندامت کے ساتھ ترک کردیتا ہی - پھر کبھی بیگم ایسی گردیدہ عاشق تھی بھی نہین کہ ستی ہوجانے کی امید ہوتی - ہان ایسی بیوی تھین جیسی اہل کتاب مین معمولًا ہوا کرتی ہین - پس اگر انکو خیال آیا کہ خدا نخواستہ دشمنون کا ہی

حالی رہا تو نتیجہ کیا ہوتا ہے اور واقعہ کیا پیش آتا ہے۔ جسطرح اتنی عمر کٹی۔ جس عیش
راحت۔ کلفت سے بسر ہوئی۔ وہ لا جلا کے بہت اچھی اور قابل رشک تھی۔
تو انصاف کو دیجیے کہ لائق ملامت و تاسف بھی نہ تھی۔ یہ سچ ہے کہ اتنے دنوں کے
ساتھ میں بعض دفعہ ساری ساری رات شکر رنجی۔ ترش روئی میں کٹی ہے۔ مگر کھٹے
انگور میٹھے خوش اثار۔ کیا قبرستان میں نہیں رہنے پاتے۔ اور لوگ اپنے ذائقہ
نہیں تبدیل کرتے۔ شہد نیش زنبور۔ روئی پنبہ دانے۔ شراب خمار کے عیب سے
قابل ترک نہیں۔ کیا ہوا۔ دو برتن پاس رہتے رہتے ٹکرا ہی جاتے ہیں لیکن
بڑا اندیشہ تو اب یہ ہے کہ بعد کو کیا ہوگا۔

انسان لاکھ بھولا رہے۔ اپنی ذات کو بھولا رہے مگر خلقت کے تقاضے سے ممکن نہیں
انسانیت کو اتنا بھول جائے کہ عمر بھر میں ایک دفعہ بھی نہ یاد آئے پس بیگم کو اتنی
عمر میں اگر کبھی اپنا خیال آیا۔ تو آج ہی۔ اور وہ بھی کس حال میں جب اس خیال سے
روکنے والا یا معاشرت کی تاب سے حقیقت میں نظر میں خیرگی پیدا کرنے والا
سامان خدانخواستہ مفقود تو نہیں مگر بیکار سا ضرور ہو رہا تھا۔

ادھر صاحبزادوں کی سنیئے۔ جس دن سے ماں نے آنکھ چشم نمائی کی اور انھوں نے
منھ کی کھائی تھی۔ اس دن سے اپنی ساری نالائقی۔ ناہنجاری۔ نا تربیتی یا فتنگی
کا بانی والدین خصوصاً والدہ گوار۔ مریض و نحیف و ناچار ہی کو قرار دے لیا تھا
جب خفت اور شرمندگی کا غلبہ ہوتا۔ انھیں پر غصہ آتا۔ ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے وہی
اسباب نالائقی و نالائقی تلاش کئے جاتے جن سے نواب صاحب پر الزام آتا ہو۔
تاکہ ان پر اس جگہ ہم اگر حکم بنیں۔ بیگم اور صاحبزادوں کو ایک اور نواب بیمار و ناچار کو
دوسرا فریق قرار دے کے دعاوی اور جواب دعاوے سنکے فیصلہ کرتے بیٹھیں تو
ایک اور دوسرا قصہ چھڑ جائے اگر آپ کو شوق ہو اپنے ذہن میں دونوں طرف
سے سوال و جواب قائم کر لیجئے اور تصفیہ فرما لیجئے اور اس بیچارے مریض
کی داستان سماعت فرمائیے۔

القصہ جب ہیولائے مقالات نے یہ صورت پکڑی تو خاندان کی بیل کو کسی
اور سہارے کی ضرورت ہوئی۔ تقاضا فطرت یہی تھا۔ ہر شخص مجبور بھی تھا گلستان شباب

مین جب کسی بیل کی ٹٹی - یا اور کوئی سہارا بوسیدہ ہو کے بوجھ اٹھانے کے قابل نہ رہے - تو لا محالہ کوئی چیز تلاش کرنی چاہیئے - اور باغبان کرتا ہی ہے - پھر اگر اس ہرے بھرے گلزار مین ضرورت پڑی اور باغبان زمانہ نے رام کرن کو لیلیا تو خلاف عقل و مصلحت کون بات کی - یون تو رشتے کی دوسری بات تھی - مگر بسر اوقات - عافیت - ماتحتا رج کے انتظام کا بوجھ انھین پر پہلے ہی سے آرہا تھا اور ان کو کلی انہی مصلحتون اور عزم و تون سے لگا ہی - خبرگیری توجہ کی ضرورت بڑھتی جاتی تھی - کیا ممکن خاندان مین کوئی بات ہو - خواطر مین کوئی امر گزرے اور مشن گن کانون تک نہ پہونچے - یا ذاتی فراست اور خبرت نہ تاڑ لے - یہ نیا رنگ بھی ان کو معلوم ہو گیا - انکے واسطے کوئی غیر مترقب بات تھی یہ عقل - تجربہ - تاریخ فلسفہ پہلے ہی سے ڈنکے کی چوٹ پکار پکار کہہ رہے تھے - لالہ کو کیا پڑی تھی خواہ مخواہ بھی لیس پیت کی تدبیرین کرتے سیلاب کو روکنے کی تکلیف گوارا کرتے - اگرچہ اس سے صریحی فائدہ نہ تھا مگر دور کا مطلب ضرور نکلتا تھا - بس یہ بھی ہوشیار اور انجام بین لوگون کے واسطے کیا کم تھا - جو خدا کے ہان سے اپنے مقاصد و مطالب نکالنے کا ارادہ کر کے آتے ہین - اگر کچھ زبان سے نکلا تو صاحبزادون کے سامنے یہ کہ " واقعی آپکی حالت پر تاسف ہے - آپکی خدمت گزاری کو ہر طرح حاضر ہون " اگر آقا کی خیر خواہی کی تو اسقدر کہ " حضور دنیا کا رنگ اچھا نہین جو آج کل حال ہے - سب رحضور خاطر عالی پر آئینہ ہے - کوئی کسی کا نہین - دنیا عجیب مقام خود غرضی و خود مطلبی ہے - اولاد ہو - ملازم ہو - ننگ و ناموس ہو - سب کو اپنی منفعت سوجھتی ہے - چونکہ نمکخوارون پر فرض ہے جو انکی ناقص فہم آئے بغرض نمک حلالی و خیر طلبی عمل مین لائین - اسیلیے غلام کو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غذا اور دوا مین معمول سے زیادہ احتیاط برتی جائے "۔

بدگمان دل کو اتنا اشارہ کافی تھا - بات سمجھ مین آگئی آنکھون کے جانے سے بدگمانی کچھ بڑھ بھی جاتی ہے - کسی کا اعتبار رہتا بھی نہین - دل چھوٹا رہتا ہے اور اتنا سچ بھی تھا کہ جو یہ دنیا مین اعتبار ہو سکتا تھا ان کے دل پھرے پھرے ضرور تھے - مثل مشہور ہے اندھا دیکھے تو پتیائے - نہ کچھ دیکھتا ہو - نہ اب

اعتبار کسی کا کرتا ہے - دلون اُٹن روز بروز فصل بڑھتے بڑھتے اور ترقی کرتے کرتے
بعد المشرقین ہو گیا -

ہاے دنیا - ہاے دنیا - تیرا نام دولت - جائداد ملک مال ہو - تو ہی دوستون کو دشمن بناتی - تو ہی بیٹے کو باپ کا عدو کرتی - جورو سے شوہر کو قتل کراتی - بھائی کو بھائی سے لڑاتی جسکو تو زیادہ ملتی ہے وہی تکلیف بھی زیادہ اٹھاتا ہو نہ ملنا ایک مصیبت - ملنا ہزار آفت - انسان کی کیا حقیقت جو تیرے بکھیڑ ون سے نکل سکے - نہ چھوڑنے بنتی نہ اٹھے پر بنین سے گزرتی ہے - اگر بلا ہے درمان ہے تو تو - آفت جان ہے تو تو - تجھ سے محبت اور نفرت کرنے والے دونون ایک ہی گھاٹ اُترتے یکسان لذت اذیت اٹھاتے ہین - ہر انسان تیرا مجنون اور ہر مجنون کی تو ہی لیلیٰ ہے

دگونہ رنج و عذابست جان انسان را   بلاے صحبت دنیا و فرقت دنیا

مریض بیچارہ رفتہ رفتہ سب کو اجیرن ہو رہا ہے - اولاد جو لخت جگر تھی اب ہو گوشت ہے - بیگم جو بہتر ہین نصف حصہ جسم تھین طرف مفلوج کیطرح وبال جان ہین - مرض جان گسل ہے مگر خدا نخواستہ ابھی جان نہین نکلی - نہ بالکل مایوسی ہوئی ہو دوسرا ہی درجہ شروع ہے جو ایسا ویسا طبیب نبض و قارورہ دیکھے تو اسکا ایکی مایوس بھی ہو - مگر اسکا کیا علاج کہ خود گھر والون کے دل بول رہے ہین کہ اب کچھ نہین - اپنا اپنا سینا کرو - اور جلد کرو - لاالحسب قدرت خدا کا تماشہ دیکھتے ہین - ہان انھون نے اگر کچھ کیا تو اتنا کہ ایک ڈاکٹر کو بلا لائے اسنے دوا دی انھین دی - اور اچھا بھی کیا -

ہزار منہ ہزار باتین - کوئی کہتا اسی کی دوا نے مارا صاحبزادے یا بیگم کہہ بیٹھین مشکل آسان کرا دو - مریض پر بہت تکلیف تھا ہو ان ڈاکٹر نے صرف امتحان اچھی طرح کیا چھیپھڑ ون پر آلہ لگا کے دونون طرف غور سے آواز سنی بغل مین تھرمامیٹر رکھوایا زبان کا رنگ دیکھا - آنکھون کے پپوٹے اٹھا کے لہو کی سرخی کا اندازہ کیا - جگر تلی ٹٹول کو نا پا اور کمرے سے باہر چپ چاپ باہر نکل آئے - مریض کے سامنے راے دینا اچھا نہ تھا - دس پانچ گھنٹے رویہ رو مناسب تھا - صاف صاف بتا سکے خون کی تولید بند ہو گئی جو کچھ قدرے قلیل بنتا ہو وہ پانی ہو جاتا ہو بخار اصلی رطوبت کو سکھاتا ہے ایک طرف پھیپھڑا اثر کر گیا ہے

مواد اور لہو کی آواز صاف سنائی دیتی ہے - دوسری طرف ورم آچلا ہو وہ بھی خراب ہو جائیگا -

چلیے صبر آچلا - خیرخواہون کو بھی - بدخواہون کو - اس واقعے سے اور کوئی بات تو پیدا نہوئی ہان تین باتین - ایک تو دونون مین نفسا نفسی بڑھ گئی - دوسری خودسری کی ہوا دماغون مین سمائی - تیسری بیگم کو رنڈسالے کی لپیٹ مین خلعت آزادی کا انتظار رہنے لگا - اور اس گھات مین ہو بیٹھین کہ حکومت - ملک کی باگ جب ضعیف ہاتھون سے چھوٹے تو اپنے ہی قابو مین آئے -

رہی اولاد اسکا یہ ڈھنگ کہ بڑے صاحب نے شرع کی اینٹ اور رواج کے مسالے سے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ ہی مسجد بنائی - اور چھوٹے نے ہما ہمی کی ہانڈی - مہربانی کی آگ پر شورہ پشتی کا نمک ڈال - کھچڑی پکانی شروع کر دی - لالہ ہردلعزیز ہی کے اداسے کے کوئی لڑنے کو ہی جھگڑنے نہ اُنکے دونون بیٹے - انکو کیا پڑی تھی کسی کے برے بنتے ہر شخص کے خیر طلب - سب کے بہی خواہ - جو جس نے صلاح پوچھی بتا دی - اگر کچھ خیال تھا تو اسقدر کہ اپنی گرہ سے خرچ کرنا نہ پڑے اور اگر ایسی ہی ضرورت ہو تو زر اصل سے دونا نفع ملے -

بنیے - باٹ واڑی - پنساری یعنی تاجر آدمی - کسی جنس کی مانگ ہو اور مہیا کر دینے کا منصوبہ نہ بندھے - یہ ام کرن سے کوسون منزلون دور تھا - چونکہ خاندان بھر کو کسی نہ کسی مصلحت سے کارگزاران کارکنون کی ضرورت تھی اور ہر جگہ مل نہیں سکتے - اسکے علاوہ ہمت عالی کے مصالح کا تقاضا بھی نہ تھا - انھون نے نیا پھیر ڈالا یعنی ایک گروہ ایسا اپنے کارخانہ مین بھرتی کر لیا جو ہر طرح کے کام آسکتا تھا - چوکیدار - خدمتگاری - دامن گیری - آدمی شناسی - چٹھی نویسی محل مین کام کیلئے ترکنین - باندی - سپاہی - منشی - مولوی - مجرے - چوبدار - مردہے - نقیب - اتالیق صاحبزادون کی مصاحبت کو دواساز - جراح - نخاسہ ساز نبیبہ - پرانے ڈاکٹر - ایسا کھتری مریض نواب کی رگ رگ کا ذکر - آخر نتیجہ یہ ہوا کہ تمام انکے گھر مین جسکو جسکی حاجت ہوئی لالہ صاحب کی کوٹھی سے آ موجود ہوا - مصاحب ہی شاہزادہ صاحب کے ملازم رکھے - گویا روحانی تماشے کا

آٹھ بڑے سرکار نے باہر بھرتی کیے - داروغہ سے لیکر پیش خدمت تک بیگم صاحب نے کم سے کم پچاس غوغائیان بھر رہین - خدمت کی انجام دہی کا بھی انوکھا ضابطہ تھا۔ یعنی لالہ ہی کی دوکان سے سب اپنی اپنی نوکری پر آئے - چہرہ دکھایا - دم بھر ٹھہرے سستائیے - کام کاج جی چاہا کیا - نہین ابھی آئے ہین ذرا ستالین - پھر دیکھا جائیگا - چلیے تھوڑی دیر مین خدمت سے ادا - تنخواہ حلال - ایک ایک کرکے اپنے گھر کھسک گئے - اگر کام بھی سپرد ہوا - ادل جلول انجام دیا - اور پھر حاضر خدمت لالہ صاحب تنخواہ کے ذمہ دار بھی وہی وہی کا مشاہرہ کھاتے مین اُسکے نام جسکی فرمایش - مگر مین دیناسات کوٹھی کا حق الحنت لینا مصالح قیمت کسی کو چون و چرا کا موقع نہین دیتے - صرف عوض کے انتظار مین یہ سب کچھ گوارا - جب نفسا نفسی کا یہ رنگ ہوا تو ہر خفیف مشکل کیوقت لالہ صاحب تک پہونچنا - پہلا مرحلہ تھا - نواب رجوع - بیگم رجوع - اولاد رجوع - باپ ولاد اور بیوی سے بگڑے بیگم اولاد اور شوہر سے بگڑین - اولاد باپ اور ماں سے اور بھائی بھائی سے بگڑے سلسلہ نفاق کی زنجیر مین کچھ اس قطع سے ایک دوسرے سے متقاطع ہوئین کہ گتھی پڑ گئی - اس زمانے مین بیگم کو یہ بھی خبر پہونچی کہ دونون نورچشم ایک مس کے دلدادہ ہین - انکو تو اپنی گھات تھی - انھون نے غماز ی کو شفقت کی آڑ مین یون چمکایا کہ بڑے کو خوش پوشاکی - خراچی - فضولی کنکوے بٹیر - مرغ - سیر تماشا مین مصروف رہنے کی اشتعالک دی - جہانتک بس چل سکا روپیہ پیسہ دیا - اور چھوٹے کو بڑے بھائی کے حرکات جتا جتا کے زبانی ہمدردی جتائی - بلکہ لالہ سے بھی سفارش کردی کہ یہ چھوٹے ہین نری اپر نظر عنایت رہے - جو کہین پورا کردین - دل نہ میلا ہونے دین - نواب سے تازہ پھیریہ نکالی - کہ جن باتون کی صحت مین فرمایش نہ تھی وہ ہونے لگی ہر صاحب مکان کی مرمت نہین ہوئی - تم نے تو اتنی بڑی عمارت بنا کے کھڑی کردی - اب گری پڑتی ہر - تم مین طاقت نہین - کون دیکھے بھالے - کون بنوائے ہین - عورت ذات نوکر چاکر جیسی چاہتے ہین مرمت کراتے ہین - لڑکے خدا کی عنایت سے سمجھدار ہوشیار ہوچلے ہین - کہین پیام بھیجا جاتا - بات ٹھہر جاتی - دنیا کے جھگڑے

توروز ہی لگے رہتے ہیں۔ مگر کوئی کام رُکا تو رہتا نہیں۔ میرے دل کی آرزو تو یہ تھی کہ مین اُن کو دولھا بنا جلدی دیکھتی۔ یہان کوئی سامان نہیں۔ شادی کی برات کی فکر تو ایک طرف۔ خود اپنی حیثیت دن بہ دن گھٹتی جاتی ہے۔ اگر کبھی کسی عزیز قریب کے یہان کام ہو تو منھ دکھانے کے لائق نہیں۔ نہ زیور ایسا بچھ رہا نہ کپڑے۔ تمکو کسی بات کی فکر نہیں پھر آخر مین کس سے جا کے کہون۔ تم تو اپنے بدن گرم ہوا اور لیٹ گئے پلنگ پر چلو بس تم نے چھٹی پائی۔ مجھے تو کمبخت بیماری ہے تب بھی نجات نہین۔

نواب صاحب۔ سچ ہے کمبخت سچ ہے۔ تمکو فکر ہوگی تو کیا راہ چلتون کو ہوگی۔ مگر مین تو خیر بیمار ہون۔ تم کو کیا ہوگیا۔ صریح میرا حال دیکھتی ہو پھر ایسی باتین کرتی ہو۔ مین صرو دستا کسی محنت کے لائق ہون! کبھی مجھ سے ایسی باتین اب نہ کرنا۔ میرے دل مین اتنی طاقت نہین جو کچھ حال ہے حیثیت ہے تم سے پوشیدہ نہین۔ سب کام اپنے طور سے انجام دے لو۔

بیگم۔ آپ تو بیفائدہ ناخوش ہوتے ہین۔ یہ بھی میرا لکھا۔ آخر پھر مین کس سے جا کے کہون گی۔ دنیا کے کام بند ہو رہے ہین۔

نواب۔ اچھا تو مین منع کرتا ہون۔ مین پڑا مر رہا ہون۔ مرنے دو اپنے مکانات کی مرمت کراؤ۔ شادی بیاہ رچاؤ۔ اچھا ہے۔ اس حیلے سے میری قبر بنا لینا لے معمار اور جنازہ کے ساتھ بہت سے گھر بیٹھے مل جائینگے۔ ع

چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار

بیگم۔ لو صاحب ہم تو بات کرتے ہین۔ آپ کرشمہ مارا۔ گھٹنے بیٹھے ہین اس بڑھاپے مین تمھارے ساتھ غمزہ کرشمہ نہ کرونگی تو اور کیا کرونگی۔ یہی شغل تو رہا غمزہ جنازے کے ساتھ۔

نواب۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ جاؤ اسوقت میرے پاس سے چلی جاؤ کیون میری دو دن کی زندگی ایک دن کی کئے دیتی ہو صاحب۔

بیگم بھی جھلائی ہوئی تھین اٹھ کھڑی ہوئین۔ مگر رنج و غم کی جگہ غم و غصہ جو عورتین اور پھوتی ہین جو ایسے اتفاقیہ مواقع پر تاسف کرتی نادم ہوتی ہین۔ ابلہ گرانکو فکر

ہوئی تھی تو اتنی کہ رنج ہی کو طوالت کیونکر دیجائے۔ بات بات مین بات کیونکر نکلے اور دل دکھانے والے کلمات سنانے کا موقع کیونکر ملے جانتی تھین خاصکر اس عارضے مین رنج غم قاتل ہے۔ بس یہ امر اور بھی رنج دہی پر آمادہ رکھتا۔

ایک دن بیٹھے بیٹھے شرارت سوجھی۔ احمد شاہ کو بلایا۔ گلے لگایا۔ آبدیدہ ہوئین اور ادھر ادھر دیکھ کان مین منتر پھونکدیا کہ "مین نے اڑتی سی خبر سنی ہے" نواب صاحب نے اس موئے مارواڑی کی صلاح سے وصیت نامہ لکھا ہے سب چھوٹے کے نام لکھدیا ہے۔ خیر میرے تو مقدر مین آگ لگی ہے۔ مین تو سب طرح خطاوار ہون۔ اسوقت مین ہی برا تھا۔ جس نے عمر بھر آدھی بات زبان سے نہ نکالی ہو ہر وقت منہ ہی دیکھتا ہو۔ وہ مجھ سے ایسا بیزار ہو کہ سامنے آنا گوارا نہ کرے۔ خیر میرا خدا مجھ سے نہ بگڑے۔ مگر مین کہتی ہون تم نے انکی کیا خطا کی ہے مجھے چھوٹے سے امید نہین وہ ٹانگ کھولون تو لاج یہ کہہ کے زار و قطار رونے لگین۔

احمد شاہ۔ ہین۔ واللہ سچ ہے!؟ اس وصیت کے کیا معنی اور وہ چل کب سکتی ہے میان چھوٹے مالک بن کے بیٹھین گے ہم آپ دست نگر ہونگے! مین کہتا ہون ابا جان کو ہو کیا گیا ہے۔ آپ کے ہوتے اول تو کوئی ہوتا کون ہے اور آپ کے بعد ہم ہین۔

بیگم۔ خیر بیٹا مین گئی چولھے بھاڑ مین۔ مگر بڑا خیال تو مجھے تمھارا ہے۔ ورنہ میرا دعوے کوئی کیا اوٹھا سکتا ہے۔ میرا مہر ہی اتنا ہے اگر لینے پر آؤن تو ٹھکانا نہ لگے۔

اس طرح کی باتین کرکے احمد شاہ تو باہر سدھارے۔ اور کمرے مین جا کے پیچ و تاب کھانے لگے۔ برادر عزیز سے بات چیت صاحب سلامت ترک والد کے کمرے کی طرف نظر کی آنکھ خون آلود ہو گئی۔ لالہ صاحب سے بھی دل پھٹ گیا۔ کھنچے کھنچے رہنے لگے۔

ادھر بیگم صاحب نے دوسری کارروائی کی۔ ایک جگہ آگ بھڑک چکی تو دوسرے

مقام پر پانی کو دوڑ رہیں۔ آتش گل کے واسطے شبنم تلاش کی۔ اردی بہشت سے بہمن دوے کو بھڑانا چاہا۔ یعنی حامد شاہ کو بلایا۔ اور بڑے بھائی کی بلند نظری۔ ارادہا سے نا سعد کا تذکرہ کیا۔ اسکے بعد حصول مقصود پر اپنی بے بسی کس مپرسی۔ اور چھوٹے بھائی سے کسر نکالنے کا یقین دلایا اور در پردہ یہ بھی کہہ گذریں کہ "اگر نوع دگر ہوا تو میرا کوئی سہارا بجز تمہارے نظر نہیں آتا میرے لیے یہ گھر جہنم سے بدتر جیل خانے سے بڑھکے ہوگا۔ میں اپنے حامد کو لیکے اکیلی اُٹھ کھڑی ہونگی۔ اور جو بن پڑیگی کرونگی۔

مگر بیٹا دیکھو۔ ابھی سے کچھ مضبوطی ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ احمد سے مجکو کوئی آس نہیں۔ وہ وقت پر جو نہ کرے تھوڑا ہے۔ اس کے تیور اچھے نظر نہیں آتے۔ اگر تم اتنا کرو کہ اپنے ابا جان کی خدمت میں ایک خط کے ذریعے سے یہ طے کرلو کہ جیب خرچ کے نام سے کوئی رقم معقول الگ مقرر ہو جائے تو تو بہت اچھا ہے"

حامد شاہ کو یہ صلاح بہت ہی پسند آئی۔ مزاج نفاق پسند نے بھی صاد کیا اور فوراً تعمیل بھی ہو گئی۔

ساتواں باب

ٹڈیوں پر میری لڑتے ہیں سگان کوئے دوست

فرض منصبی بڑا جابر حاکم۔ سوسائٹی سخت بیدرد گروہ۔ زمانہ نہایت منہ زور ہموار ہے۔ کوئی لاکھ مجبور ہو۔ معذور ہو۔ ناچار ہو۔ مگر ان سنگدلوں کو اپنی مرضی کے سامنے کسی کی خس برابر پروا نہیں۔ انکا کام ان کی مرضی۔ ان کی چال۔ نادر شاہی حکم ہے۔ زمین آسمان ٹل جائے مگر یہ ٹل نہیں سکتا۔

نواب صاحب کو چھوٹے صاحبزادی کی عرضی پر کچھ حکم دینا ہی ہوگا استدعا پر ہزار خفا فرمائش پر لاکھ برہم ہوں مگر کرنا کچھ ضرور پڑیگا۔ اتنی عمر تک مزاج کی

اُفتاد۔ یا سامان عیش و راحت کی افراط۔ یا تن آسانی خود غرض کی صلاح سے اولاد پر کما حقہ دل سے متوجہ نہوے نہ سہی۔ مگر ہونے والی بات نہ ہوکے رہیگی ماشاء اللہ سے اب وہ بھی کچھ ہوے ہین۔ اور کیسے کچھ۔ بدسلیقہ باغبان کے درخت۔ کاواک۔ پھوہڑ خیاط کی سی ہوئی پوشاک بدنما۔ اسیطرح اول تو والدہ شریفہ بیگم کے برہنہ مشورلیسے پیٹ سے پائون نکالے۔ دوسرے ہمت ہمیوقع نے ہاتھ بڑھاے۔ تیسرے ضرورتین بھی داعی ہوئین۔ ول ہین۔ واجبی غیر واجبی شکایتون نے راہ پائی نواب نے درخواست کا مضمون پڑھواکے سنا یہ تھا۔

"تسلیم" آداب فدویانہ کو طرہ دستار شاہد مدعا کر کے نقاب بیخفایون اُٹھایا جاتا ہے۔ کہ زمانہ ستم اکیش نے شل معشوقہ جفا پرور وفا دشمن اس ذرہ بیمقدار کو ایسا خاد در جگر بنایا ہے کہ بقول شاعر ؎

دم آخر ہے شکوا کیا نہ کرتا
شل ریج ہے کہ مرتا کیا نکرتا

لازم آیا کہ مصداق ؎

آج ہم اپنی پریشانی خاطر ان سے
کہنے جاتے تو ہین پر دیکھیے کیا کہتے ہین

کچھ اپنے حال پر ملال کی اطلاع وآگہی دیجائے اگرچہ اس زمانے مین جبکہ عرصہ دراز سے عروس صحت واعتدال مزاج پہلوے بعلی سے منہ موڑ کے کاشانہ جسم اطہر کو بالکل چھوڑے ہے۔ مگر اس سبب سے کہ وابستگان دامن شفقت پدری اس ہیجان اور خلفشار مین تمتعات واجبی سے بھی محروم ہوتے چلے جاتے ہین۔ اور ظاہر ہے کہ حاجتین ضرورتین لوازم بشری ہین۔ روز بروز جوق جوق آکے ستاتی اور مجبور کرتی ہین کہ رواسم دنیا کو بالاے طاق رکھ کے جو کچھ ہو سکے کر گزرنا چاہیے۔

بس عرض حال ضروری ہوا قبلۂ دو عالم کو کماینبغی اطلاع نہین ہونے پاتی نمکخواران خود غرض کا یہ حال ہے کہ عروس طماعی اور خیانت کو انھون نے گھر مین ڈال لیا ہے اور ہم سب لوگونکو جو مستحق ہین بالکل محروم کر دیا ہے۔

جائے انصاف وترحم ہے کہ جنکی آبرو حیثیت۔ شوکت شان سے خاندان کی آبرو ہو۔
وہ یون دست نگر اسیون کے ہون۔ پیسے پیسے کی محتاجی ہو اور اغیار ہماری بدولت
سے یون مزے اوڑائین۔

لہذا لازم ملکہ الزام ہے کہ ہمچشمون مین عزت آبرو کے قیام کیواسطے حیثیت اور وقر کا سامان مہیا کیا
جائے۔ پوشاک سواری۔ خدام حسب منش خاندانی ہون۔ مگر بدون عنایت خاص اور توجہ
کامل واجازت اعالی یہ بات غیر ممکن ہے۔ اور جسقدر حاجتین اسنوع ہوتی ہین انکے واسطے
کوئی خاص رقم معین نہین نہ وقت مقرر ہے۔ پس اگر ایک رقم کافی تجویز ہوجائے اور کارکنان
ریاست کے نام حکم صادر ہو جائے کہ اوقات مقررہ پر پہونچادیا کرین تو نہایت انسب ہے اور نوبت
بار بار عرض معروض کی نہ آئے ورنہ در صورت تسامح وتساہل خرابی کا اندیشہ ہے جسکا آئینہ
خاطر بخوبی منعکس کرسکتا ہے۔ اور کوئی شخص یہ نہین دیکھ سکتا کہ ؎

تین بلائے تیرہ آئے نئے گانو نگی ریت ۔ باہر والے کھا گئے اور گھر کے گاوین گیت

نور چشم کی اس تحریر نے نابینا کی آنکھین کھولین۔ کان کھڑے کئے اگر اقتضائے وقت نے
آمادہ کیا تو دور اندیشی نے روکا۔ کئی دن تک الجھن رہی۔ پریشانی خاطر بڑھی رائے
علیل علیل۔ آخر کچھ اسی مین مفر معلوم ہوا کہ اچھی خاصی رقم سالانہ مقرر کردیجائے۔
اب ایسے شخص کے حرکات سکنات کا کیا پوچھنا۔ جسنے نہ اچھی تعلیم پائی ہو نہ اخلاق سیکھا
ہو نہ سیاست مدن۔ تدبیر منزل سے آگاہ ہو۔ اسیر جوانی ونادانی خیرہ سری بشوریدگی
ایک کڑوا کریلا دوسرے چڑھا نیم۔

انکی دیکھا دیکھی بڑے صاحب کو بھی نفع کی دھن سمائی بہتے دریا مین ہاتھ دھونے کی
ٹہرائی وصیت نامے کا مضمون اگرچہ فقرہ تھا مگر ہوا انہ رام ہوے بس ست کا مصداق ہوا
بیگم نے جی مین کہا کہ یہ دونون اپنی اپنی دھن مین ہین۔ خیال حجلہ نشین کچھ باہر کی ہو تو دیکہ
کو نکالو دو چار بیرونی معاملہ فہمون کو مشیر کار بنایا۔ سلام پیام آنے لگے۔ جہان بیری ہوتی
ہے ڈھیلے ہزار دن آتے ہین ایک اور صاحب جو کہین کے امیرزادے تھے۔ نوکری
وکالت۔ مشورت سب باتون کا بظاہر سلیقہ رکھتے۔ اور ایک ملمع داڑھی کی اوجھ
ترقی کو دیکھ دیکھ خار در پہلو ہو رہے تھے پہونچ گئے۔ علم مجلس سے آگاہ۔ چکنی چپڑی
باتون مین بھی مشاق۔ دل بھی منچلا رکھتے تھے۔ دلون کا حال خدا جانے مگر راہ پر چلنے

سمجھے تھے یہ ہی اس ہر کار سے دامن مراد بھرینگے - بلکہ بعضوں نے تو یہانتک کہدیا تھا لالہ سارا ہی بہی کھاتہ سمیٹ ٹاٹ الٹ کے کسی طرف گورا منہ کالا کر جائینگے ٹانڈا لادجائینگے ٹھیکہ وغیرہ سب کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ جائیگا - ماشاء اللہ سے اولاد ادھر ہوشیار ہوئی - بیگم صاحبہ اُدھر متوجہ ہوئیں - اب چپڑی اور دو دو سیر ہونا معلوم ہوگا نہ اچھی نگری ہوگی نہ بھلے بوجھ راجہ - نہ ٹکے سیر بھاجی نہ ٹکے سیر کھاجہ ملیگا مگر لوح پیشانی کا لکھا استاد کہنہ مشق کا ہمیشہ پہلے نوشتہ کی تحریر نہ تھی - سب کی کارروائی ایک طرف مارے واڑی کی قسمت ایک طرف رہی -

تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ

بخت و اتفاق نے ایسے کچھ سامان کردئیے کہ سب منصوبے بادِ ہوائی ہوگئے - جام لبریز ہوتا ہے تو چھلکتا ہی ہے - انسان کو چاروں طرف سے فکر گھیرتی ہے تو چہرے اور بشرے کا مذکور زبان سے کچھ نہ کچھ نکل ہی جاتا ہے - اگر لالہ صاحب سے بادشاہ حسین نے مختصر اور مجمل افکار بیان کئے تو کون تعجب کی بات تھی یہ تو کچھ بطور خود بھی جانتے تھے صرف اقرار باللسان کی کسر تھی تو وہ اب پوری ہوگئی -

خیر خواہی - خیر طلبی کا دعوی قولاً اور فعلاً کرچکے تھے - جو کچھ مناسب سمجھے فرض کرنا ضرور تھا - آپ نے رائے دی کہ ایک سرے سے سب کی محبت دل سے نکال ڈالی جائے جو اپنا جزو بدن مضرت رسانی کرے اسکا قطع ہونا بہتر - علاوہ اسکے جبروت منصب کا قائم رکھنا سب پر مقدم ہے - اسکے ماورا بھی بہت سی گفتنی و ناگفتنی باتیں تھوڑی بہت کمی بیشی سے گوش گزار کردیں جسے دل پھٹ گیا - شفقت کے مقام پر عداوت - محبت کی جگہ شکایت نے دلمیں گھر کیا - اور مریض اس ہیجان میں عارضے کے صعوبات بھی بھول گیا - اس پھنسی نے بڑا دل باندھا - ناسور میں دور جاکے جڑ نکلا - روسے چار جاکے بوجھ نکلی - تخم فساد کی جڑ لگی ہاتھ پہنچ گئی یعنی سسرال والوں کو شکایت پیدا ہوگئی - اور وہ بھی دلوں ہی میں - اگر زبان پر آجاتی - بخار نکل جاتا - آخر وہ لوگ رفتہ رفتہ کھلے کھلے مخالف ہوگئے اور انکے ہر انتظام کو دشمنی کی نظر سے دیکھنے لگے - مگر یہ ہر زمانہ ارسطو سے بڑھ کر کام کرتے

دل و دماغ کو دیکھئے کہ اسنے بالا بالا اس خاندان والون سے اُنکے ذاتی رسوخ اور رسم کو ایسا بڑھایا کہ جو کچھ کہا وہ آیت حدیث جانا جو بھی فرمان مانا - اور جب اعتبار دلونمین جما چکا - تو نواب صاحب کی حالت ایسی گوش گزار کی کہ عقلاً یہی مناسب معلوم ہوا سردست خاموشی اختیار کیجائے - بعد وقوع واقعہ کوشش کرکے نفع وصول کیا جائے اب انکو بھی اگر فکر رہی تو یہی کہ کب وہ ساعت آتی اور کب امید پوری ہوتی ہے -

آٹھوان باب

دل پھٹ ہی چکا تھا کہ صدائے جگر آئی

مستقل جائداد کا ٹھیکہ تو لالہ صاحب کے نام مدت سے ہو گیا تھا - مگر چند مواضع اور مکانات نواب صاحب کے پاس رہن تھے اسی وجہ سے وہ حصہ جائداد اس انتظام سے الگ رکھا گیا تھا اسی طوفان بے تمیزی نے انمین بھی خلل ڈالا - یعنی راہنون نے تقاضے کی باگ ڈھیلی پا کے گردن ڈالدی - بات بھی گر گئی - لالہ صاحب کو ان فضول تقاضون سے مطلب بھی نہ تھا اور بڑی بات یہ کہ کوئی فائدے کی صورت نہ تھی - زبانی بات چیت گفتگو ہوتے ہوتے نوبت بانیجا رسید کہ عدالت کی دوڑ نالش کی ضرورت لاحق ہوئی - زمیندارانہ لڑائی کچھ عدالتی ہی لڑائی نہین ہوتی - دیوانی - فوجداری - جعلسازی - ہنگامہ - بلوہ میدان داری - سبھی کچھ سمجھ لیجیے - یہان بھی یہی معاملہ روبکار رہا - اور بتمام لودم کہ -

لالہ صاحب اب اس موقع پر سینہ سپر ہو گئے - اور کیون نہ ہوتے - سرکار کا نقصان کیونکر دیکھا جاتا پاس نمک کہان جاتے - مگر اسمین خلاف معمول اور بے حساب فطرت محنت و دولت صرف کرنی پڑی - ایک دخیل کار کاشتکار کو ملکیت مین گفتگو تھی دوسرے کو بیدخل ہونے مین عذر تھا - تیسرا معاوضہ معقول کی رقم معتد بہ طلب کرتا تھا چوتھے نے کھلیان مین خود آگ لگا کے آتش زنی کی رپورٹ گزرانی - پانچوین نے چوکیدار تھانے دار سے ساز کیا - غرضکہ اس حصہ جائداد پر بھی گھن لگا - لالہ صاحب کے پکڑنے چھوڑنے کی ضرورت ہوئی کارگزاری کا تجربہ ہو چکا تھا اس خدمت کا خلعت بھی انکو ملا انھون نے مصداق ع

دلبر با ما نہ دگر بر سر ناز آمدہ

اس دفعہ دوسری ہی حکمت عملی اختیار کی - ادھر تو التوا کی کوشش کر کے آئی دفتون - سامنے کی بلاؤنکو برائے چندے ٹالا - مقدمات کو کھٹائی مین ڈالا - ادھر ساز باز کی ٹھہرائی اور قبل فیصلہ عدالت یون تصفیہ کیا کہ بعضون کو استمراری پٹہ دیا - بعضونکی نان کار مقرر کردی بعضون کو کنوون - تالابون کے بہانے رقم معتد بہ عطا کی - اور مژدہ فتحیابی کی رپورٹ بڑے دھوم دھام سے سرکار مین گزرانی -

یون تو کارگزار صاحب کا ستارہ اقبال ترقی پر تھا ہی مگر پھر بھی ایک آدھ دشمن پیدا ہو گئے تھے - کچھ خیرخواہی نواب سے نہین - بلکہ ہنگامون کے شوق تردد اور فکر کے انتظار سے (انھین مین بیگم بھی تھین) جو رفقائے غماز کی کوششون سے اتنی آمادہ ہو گئین کہ ایک دفعہ ہمت باندھ کے یون کہہ گزرین -

بیگم - کیا وہ مقدمے فیصلہ ہو گئے -

نواب - کون؟ وہی جو اسامیون کیطرف سے دائر تھے -

بیگم - ہان وہی جو آجکل تھے - کیا انکا انتظام بھی لالہ صاحب کے سپرد تھا -

نواب - ہان پھر اور کون تھا - تم جانتی ہو - احمد اور حامد دونون کسی امر سے خبر نہین رکھتے سب اپنے شوقون اور بیہودگیون مین مبتلا ہین - اگر آج یہی کام کے ہوتے تو کسی کی کیا حاجت تھی - خیر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے اتنی عمر مین ایک آدمی تو ایسا ملا کام اسی کے سر ہے - وہی بیچارہ انجام دیتا ہے -

بیگم - ہان وہی تو مین نے پوچھا - وہ جو کام کرتا ہے کیا احسان کرتا ہے آخر تنخواہ نہین پاتا آخر کسی کام کے واسطے - بھلا ایسی سرکار اسکو کہان نصیب ہو گی - بیٹھے بیٹھے ملک سے پاک ہوا - اسی سرکار سے - نہین پہلے لالہ صاحب تھے کیا - وہی دوکان پہ بیٹھے بیٹھے ہٹنے کے نام سوچا ملون بیچا کرتے تھے -

نواب - تمنے بھی تو انکی سفارش کی تھی - اکثر تعریفین کرتی رہتی تھین - اور سوبات کی ایک بات تو یہ ہے کہ آدمی کام کا ہے - بھئی ہمارا کام خیرخواہی سے کر دیتا ہے تم کیا دو کچھ اتنا ہوا کرے -

بیگم - ہان - مگر خیرخواہی سے آدمی کام کرے - یہ نہین کہ اندھیر نگری کر دی - آدمی اتنا کھائے جیب دال مین نمک - یہ نہین کہ پانچون انگلیان گھی مین رہتی ہون اسمین کئی نیلم

روپیہ غبن کیا۔

نواب۔ ارے بس خدا خدا کرو۔ تمکو کیا معلوم کس نے تمسے کہا؟

بیگم۔ ہم نے بھی اڑتی سی خبر سنی۔ کہین ایسی باتین چھپی رہتی ہین۔ عالم آشکارا ہے۔

نواب۔ بس تمکو یہی پڑی رہتی ہی۔ تم کیا جانو۔ ارے ہمسے بڑھکر تم جان سکتی ہو! تم مجھے معذور نہ سمجھو۔ اب اس حالمین بھی خوب کاغذ دیکھتا ہون۔ آنکھون سے معذور ہون تو کیا ہو۔ پڑھوا کے ایک ایک حرف سن لیتا ہون۔ مجال ہی ایک پائی بھر کا تو فرق آئے۔ تمکو سواے ان جھگڑون بکھیڑون کے اور کوئی کام آتا ہی نہین۔

بیگم۔ اچھا صاحب ہم تو سب سے برے ہین بات سنی تھی کہدی تم جانو تمھارا کام لالہ صاحب مین کیا ایسے لال لگے ہین جو دوسرا کوئی ملتا ہی نہین۔ ابھی ذرا سی خبر پائین سیکڑون غلامی کو حاضر ہون۔ اور پھر ایکسے ایک بڑھکے شریف بھلے آدمی آبرودار گھر سے خوش۔

یہ کہہ کے بیگم تو چلتی ہوئین۔ ناخوش کہے یا مایوس ہو کے آئی تھین کسی اپنے تازہ مشیر کی سفارش کرنے۔ دیکھا لالہ صاحب کا رنگ گہرا ہی خفا ہوئین جھنجھلائین۔ جھلائین۔ مزاج کی تیزی نے دم بھر ٹھہرنے نہ دیا۔ اٹھ کھڑی ہوئین مگر اتنا ضرور کہہ گئین۔

نواب کو یہ بات کبھی کبھی کھٹکنے لگی۔

لالہ صاحب کو بلایا۔ مقدمات کا حال پوچھا۔ اور یون ارشاد فرمایا

نواب۔ مقدمات کا سب تصفیہ ہوگیا۔ اب کوئی خرخشہ تو باقی نہین رہا۔

لالہ صاحب۔ خداوند آپ کے اقبال سے سب امور خاطر خواہ طے ہوگئے۔

نواب۔ ہان یہ تو ٹھیک ہی۔ اور آخر کیون نہ ہو جانے فریق ثانی کا بھی تو کوئی ایسا نقصان نہین ہوا۔ بلکہ اگر وہ اس بات پر اپنی جگہ خوش ہون تو بیجا نہین۔ یعنے اس تصفیہ کی نوعیت ایسی ہی کہ دعوی سے زیادہ انکا نفع اسی تصفیہ مین ہی۔

لالہ۔ بجا ہی۔ خداوند مگر مصلحت اسی مین تھی۔ آجکل حضور ملاحظہ فرمائین زمانہ کیسا پر شعبدہ ہی۔ تو اور اپنے ہی ہاتھ پاؤن دشمن موقع کے منتظر ہین۔ اور خدا جانے

کس کس سامان میں ہیں۔ بس ایسے وقت میں کچھ اسامی بنا لینا چاہئے جو اپنے ممنون احسان ہوں اور اپنے ساتھ ہوجائیں کہ آئندہ اگر اشرار سر اٹھائیں تو انھیں کے ذریعے سے انکی سرکوبی ہوجایا کرے۔ اسامی کے بغیر زمینداری کا کام کو چل نہیں سکتا۔ کوئی نہ کوئی انکی جگہ ہو ہی گا۔ پھر پرانے قدیم اسامیوں کی جگہ جدید بسانا کیا ضرور۔ وہی حکمت عملی کیوں نہ برتی جائے جس سے سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے

نواب۔ ہاں واقعی یہی عقلمندی کی بات ہے۔ مجھے تم سے یہی امید تھی اور یہی وجہ ہے کہ تمھارے سپرد اس کام کو میں نے پورے اطمینان سے کر دیا تھا۔ الحمدللہ کہ تم نے نہایت ہوشیاری سے انجام دیا۔

چونکہ کدورت شبہ شک جو کچھ تھا وہ اپنی طبیعت سے تو تھا نہیں۔ بہ تصنع لایا گیا۔ جو زمانہ سے پہنچایا گیا تھا۔ اسکا نکل جانا کوئی خاص جوڑ کا تھا وہ نہ تھا۔ بیاہ کا جھگڑا بوڑی تیلیاں۔ مرغ شہد کیونکر نکھرتا۔ کچا رنگ کب تک رہتا۔ چلے آئینہ خاطر کی طرح صاف اور بحال اعتماد اور اعتبار کی صورت حسب عادت جاری ہوگئی۔

مگر بیگم کا ضبط دبی ہوئی آگ تھی۔ اوپر ہی اوپر کیوں جاتی۔ اسکے علاوہ سعی کوشش ہوچکی تھی۔ دو چار سے تو ابھار کے بھیجا تھا۔ انمیں ایک آدھ منچلا بھی شریک تھا اسنے بھانڈا پھوڑنے۔ قلعی کھولنے کا بیڑا اٹھایا۔ اور اسامیوں کو بھڑکایا بلکہ فوجداری پر آمادہ کیا۔ گنوار تو گنوار۔ پھر اسپر طمع کی چاٹ۔ کمر کس کے مستعد ہو بیٹھے۔ اتفاق سے ملا الٰہی دورے کا زمانہ قریب تھا۔ صلاح ہوگئی۔ راستے میں گاڑا اٹھا لاٹھیاں سنبھالیں لیکن کسی نے شام چڑھوائی۔ کوئی۔ کوئی تازہ ڈنڈے ببول کے کاٹ لایا کسی نے صورت بدلنے کو ڈھاٹا کسا اور سب گھات کے منتظر سر راہ آ بیٹھے سواری نکلی۔ لوگ نے روک لیا۔ اور لاٹھی چلنے لگی۔ کچھ سپاہی ساتھ تھے۔ انھوں نے جنگ مغلوبہ کی۔ ایک کی دو دو۔ دو کی چار آخر کہاں تک بچے بچتے۔ پاؤں اکھڑ گئے۔ بقول شخصے فرار کو ترجیح دی۔ اور لوگ تمام بیگم کا خیمہ لے نکل گیا۔ کچھ شکست ہے نہ کچھ جو ہے مگر جو ہے گرمی کہ الٰہ تیری سلامت رہے۔

بات کا سلسلہ ... ہے یا نوں سے ان سے ... زیادہ ... پہنچا ہاں ... اور ... ان ... ۔

نواں باب

مے تواں برد بہر شیوہ دل آسان از من

کوئی کسی حال مین ہو۔ مرتا ہو۔ جیتا ہو۔ مفلس ہو۔ امیر ہو۔ مگر دنیا کے کام بند نہین رہ سکتے زمین تین سو پینسٹھ دن مین آفتاب کے گرد ضرور چکر لگائیگی۔ چوبیس گھنٹے مین اپنے محور پر ایک دفعہ ضرور گھوم جائیگی کسوف خسوف موقع موقع پر ضرور واقع ہونگے۔ دوار ستارے لازمی طور سے طلوع غروب ہونگے۔ جاڑے۔ گرمی۔ برسات کی فصلین لا محالہ آئینگی امیر قاقم و سنجاب کی پوشاک پہنین۔ یا قماش "شب تنور بسر" کرین۔ گرمی پہاڑ پر کٹے یا چربی پگھلے۔ مومیائی نکلے۔ آفتاب کی شعاعین سیدھی ترچھی جو پڑتی ہین پڑینگی اور دھکے کی چوٹ پڑیگی۔ وسط ایشیا کے ریگستان سے ابخرات بلند ہو کے خلا پیدا کرینگے اور بحر ہند کی مرطوب ہوا سمٹ کے اس رخ بادل بھیجے گی۔ ہمالیہ کی کوہستانی دیوارون مین ابر سر ٹکرا کے ہندوستان مین پانی برسائیگا۔ نباتات اگین گے۔ غلہ پیدا ہوگا۔

اسی طرح جو بچہ ہے وہ جوان ہوگا۔ اور جوانی کے واسطے جو سامان چاہئے مہیا کرنا ہی ہوگا۔ نواب شہنشاہ حسین علیل ہین۔ معذور ہین۔ مگر احمد شاہ اور حامد شاہ نوجوان ہو رہے ہین حفظ نظر۔ شادی بیاہ کا زمانہ مارا مار اڑ بل کو رچ چلا آتا ہے۔ بے زری۔ کم استطاعتی۔ کم فرصتی۔ معاملات کی ژولیدگی جنکے واسطے ہے رہ جائین۔ تپا کے لئے گالے نہین دی جاتی۔ شباب اور جوانی۔ رد سے پدر دہلی بینیذ "اسپر اسم۔ رواج کا تھپیڑا ہمیشہ جھکے جھوکے۔ نیم جان ہمت اور حوصلے کی اشتہا لگین اور آفت۔ والدہ بیاہون کے محرکات بے ساق۔ تازہ کوفت۔ ایک صاحب بزبان حال پکارتے ہیں ؎

جنون کا عیب میرے مذکور ہے
جوانی دیوانی ہی مشہور ہے

دوسرے ہان مین ہان ملاتے ع۔

ساقیا صبح الامن جام بیا

والدین ان کیفیتون کو کسی قدر بھول گئے ہین مگر حافظہ پر نقش تو ہے جسے پھر کہان دل

کہان نقل - اب اگر یاد ہی تو ان حرکات پر ناخوشی - دوسرے انکو بھی اپنی پڑی ہی اولاد کی مشیر - دل کی ہوس - والدین کا ناصح دماغ - ایک دوسرے کی راے میل ہی نہین کھاتی - آخر ایک دن اس گتھی کو ناخن تدبیر سے سلجھانے کو کمیٹی بیٹھی - نواب - بیگم - اور مدار المہام - بعد رد و قدح بسیار طے پایا کہ جس طرح ہو شادیان کر دی جائین - اور اس کار اہم کو اللہ صاحب ہی سرانجام دین -

آپ جانیے انسان سب کچھ کر سکتا ہی - اگرچہ یہ صرف برآورد کے مطابق جہیز وغیرہ مہیا کر دینے کا کام کر سکتے تھے مگر یہ وہ عجب چیز ہی - فطرت پر تکیہ کرکے بیڑا اٹھا بیٹھے اور جلسہ برخاست ہوتے ہی کارروائی آغاز کر دی - پہلے تو دونون بھائیون کو مژدہ سنایا انھون نے خلاف مصلحت سمجھ کے انکار کیا - بظاہر تو انکار اور ترددات کا حیلہ تھا مگر اصل مین اس میڈم کی محبت تھی جسنے انھین حضرت کی دوکان پہ دل ہاتھون ہاتھ چھینا تھا - اسکے بعد ڈیوڑھی پر پہونچے - بیگم صاحب کی جا بجا فرمائشون کی فہرست تھی دل خوش کن منصوبے سنائے - خیالی پلاؤ پکائے بہو بیاہ لانے - حکم کا تو وہ پاتے فضولی اور اسراف کے معقول حیلے پیدا ہونیکا سبز باغ دکھایا - اگرچہ دان - جہیز زیور اور اسباب خانہ داری کی امید ایسے گھر مین چکاچوندھ لگانے والی نہ تھی - مگر پھر بھی اس مذکور سے دلچسپی ضرور محسوس ہوئی - اور جو فی الحال ایک طرح کی مغائرت اور ناخوشی ان کی طرف سے ہو گئی تھی فی الجملہ کم ہو چلی - سچ ہے - دنیا مین کوشش شرط ہے بالو سے بھی گھی نکل سکتا ہے - عورت پھر عورت - چند روز کے روغن قاز ادھر ادھر کی گپ شپ - میری تیری داستانون نے بیگم کو پہلے متوجہ - پھر متوجہ سے مہکسا ہی کرکے چھوڑا - اب انکی طرف سے لگائی بجھائی کرنے والون کی بات کی سماعت کی مہلت کم ملنے لگی - بیٹے بددل اور چند ناخوش ہو کے خاموشی مناسب سمجھے کہ دیکھین اب کون رنگ چڑھتا ہے - یہ اونٹ کس کل بیٹھتا ہے -

ان نینون کا یہی بسیکھ
وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ

یہان جماعت غنیمت تھی ادھر سے اطمینان کرکے سامان شادی فراہم کرنے پر لالہ صاحب تلے

اس دھوم دھام کا اہتمام کیا کہ چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا۔ دو دیون کی تیاری مین کپڑے کی کوٹھیان خالی کر دین۔ کشمیر سرد۔ ڈھاکہ گرد ہوا۔ گجرات اور بنارس مین ایک تار باقی نہ رہا۔ چین چین بول گیا۔ ایران اور ٹرکی نے قالین بنکے آنکھین بچھائین گولکنڈے نے ہیرے پہنے۔ بدخشان برہان کی کانین خالی ہوئین بحر ہند خلیج بنگال نے موتی اگلے۔ کرمان نے زیرہ۔ خطا و ختن نے مشک تحفے مین بھیجا۔ زہرہ و مشتری فلک سے اتر آئین باربد اور نکیسا استادان سین۔ اور بیجو باورا بڑبڑا کے اُٹھ بیٹھے۔

تو بات کیا تھی۔ منتظم و مہتمم سب اپنی ہی قوم مارواڑی سے تھے۔ ہر کام پر یہی ہر شعبہ مین افسر۔ نگران۔ کارکن۔

لاکھا خلعت بٹا۔ مکانات اور کمرے تک مخلع ہوے۔ مونڈھے اور کرسیان تک سرخ مخمل سے منڈھی گئین۔ گھر گھر مین وہ چہل پہل۔ دھوم دھام کہ بجز تذکرۂ عیش و جشن کے دوسرے خیال تک کا گزر دشوار ہوا۔

محلے مین جتنے مکان تھے سب پر قلعی نواب صاحب کیجانب سے ہوئی۔ اور سارا محلہ مع راستہ و سڑک و مکانات دولہن کیطرح آراستہ ہوا۔ جھنڈیون، پھریرے رنگین رستون مین دو رویہ قطار۔ سڑکون پہ گملہ ہستونکی بہار۔ تختہ ہاے لالہ و زعفران کو شرمانیوالی جابجا رفیع الشان پھاٹک اور بجلی کی روشنی۔ چاندنی اور صاعقی پہ چشمک زن۔ نوبت کی صدا دلون مین گدگدی کرتی۔ گلیون مین سڑکون پہ گلاب اور کیوڑے کا چھڑکاؤ اور بخورات کے خوشبودار دھوئین سے گھنگھور گھٹا کا سامان۔ غرضکہ ایک دریاے سرخوشی تھا کہ اس سرے سے اس سرے تک موجین مار رہا تھا۔

اس آرائش زیبائش مین چند باتین ایسی تھین جو غیر معمولی طور سے ناظرین کے تعجب و تحیر کا باعث تھین۔ ازانجملہ ہر پھاٹک پر ایک تصویر بھی رکھی ہوئی تھی۔ مصور کی مصوری تو خیر ہر شخص بقدر مذاق جان سکتا تھا۔ مگر مجوز کی تجویز پہچاننا ذرا مشکل تھا۔ ہان کبھی اگر کسی صاحب نظر نے غور سے دیکھا تو کچھ سمجھ کے سر ہلایا اور اپنی راہ چلا گیا۔

ایک پھاٹک پر شیر اور ہاتھی کی تصویر تھی۔ دونون لڑ رہے تھے۔ شیر جست کرکے مستک تک پہونچ گیا تھا۔ اور ہاتھی زچ ہو گئے۔ سونڈ اوٹھائے گویا بھاگ

کے بھاگا چاہتا ہے۔

دوسرے پھاٹک پر ایک موٹے تازے لڑکے کی تصویر بنی تھی۔ گود مین ایک کاسہ جسمین پانی بھرا اور غالبًا صابن گھلا ہوا تھا۔ کسی شے کا چھوٹا سا حلقہ ہاتھ مین اس سے صابن کے ببلے منھ سے اڑا رہا تھا۔ سیکڑون حباب اوپر اوڑ رہے۔ اور ہوا اور آفتاب کی شعاعین ساعت بساعت قوس قزح کے ساتون رنگ کی بہار دکھا رہی تھین۔ گرد بشندل اور بازاری لونڈے بھی جمع تھے۔ ان حبابون کو دیکھ دیکھ وہ نہایت متحیر ہو کے خوش ہوتے اور تالیان بجاتے جاتے تھے۔ انھین مین ایک شخص چست چالاک ان بچون کی ٹوپیان اوڑاتا جاتا تھا اور یہ گروہ ایسا محو ہو رہا تھا کہ اسکو مطلق سر پاؤن کی خبر نہ تھی۔

تیسرے پر تین آدمیون کی تصویرین تھین ایک آنکھون پر پٹی باندھے ترازو ہاتھ مین لئے دو ٹکڑے روٹی کے تول رہا تھا۔ داہنے بائین دو آدمی نہایت لاغر صرف ہڈی چمڑا۔ لنگوٹی باندھے گویا ۱۸۹۶ء کے قحط زدہ کمال شوق اور انتظار مین ترازو کے پلون پر نظر جمائے بیٹھے تھے۔ تولنے والے کے دوسرے ہاتھ مین ایک چھری بھی تھی۔ اور کچھ ٹکڑے روٹی کے گود مین جس سے ظاہر تھا کہ وزن برابر کرنیکو جو حصہ چھری سے تراشتا ہے وہ اپنی گود مین رکھتا جاتا ہے۔

چوتھے دروازے پر الہ دین کے قصے کی ایک تصویر بنی تھی۔ ساحر نئے چراغ پرانے چراغون سے بدل رہا ہے۔ ایک طرف ساحر جسکے لبادے پر ہلال۔ صلیب۔ زحل۔ شمس وغیرہ کے نشان۔ اور قسم قسم کے معنی خیز نقش و نگار جو سمجھ مین نہ آسکتے تھے بنے تھے۔ نئے لیمپ لالٹین۔ اسٹے۔ لائے لیے ہوئے۔ اور دوسری جانب زن و مرد۔ برنا و پیر۔ مٹی۔ لوہے۔ پیتل کے چراغ۔ فتیل سوز۔ [illegible] اور تیل مین چکٹے لئے ہوئے کھڑے تھے۔ بعضون نے بدل لئے تھے اور بعض بدل رہے تھے۔ ایک انمین سے اپنی دولہن اور ہر کمین لالٹین کا مقابلہ کر رہا ہو جو ترجیح تجویز کر رہا تھا۔ اس تصویر کے نیچے یہ شعر بھی جلی قلم سے لکھا تھا ؎

ہمنے بدلے لئے نئی روشنی کے چراغ
کہ ہر ہین خریدار روشن دماغ

پانچوین دروازے پر دو پہلوانون کی تصویرین تھین جو کشتی لڑ رہے تھے ایک دبلا پتلا پھنکا پھلکا - سپک - بالکل سنکیا پہلوان نہایت باریک پوشاک پہنے دوسرا خوب موٹا تازہ لحیم شحیم - قوی توانا - فولاد بازو - آہنی پنجہ - گٹا چپا سارا بدن پھول گویا سیسہ پلایا ہوا - رگ و پٹھے مضبوط - دبلے کو اس حریف نے سر پر اٹھا لیا ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہو کہ اب پھینکا اور اب پھینکا - مگر چہرون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہو کہ موٹا تازہ پہلوان محنت اور پیچ کرتے کرتے پست ہو گیا ہو دم پھول گیا ہے پیٹ دھونکنی کی طرح پھولتا اور پچکتا ہے - منہہ پر ہوائیان چھوٹ رہی ہین سراسیمگی چتون سے ظاہر ہو - دوسرا پہلوان مسکراتا جاتا ہے اسکے چہرے سے نہایت اطمینان ظاہر ہے - اس تصویر کے نیچے روشن حروف مین لکھا ہے -

"جنگ مادہ و روح"

غرضکہ ایسی ہی بہت سی تصویرین جابجا بنی ہوئی تھین - جنمین سے بعض تو سمجھ مین آتی تھین اور بعض نہ اچھی طرح دکھائی دیتی تھین اور نہ سمجھی جاتی تھین -

یون تو محلے بھر کے سب مکانون کی آراستگی کا ذمہ لالہ صاحب نے اٹھایا تھا اور جو جس حیثیت کا تھا اسکے مطابق سجا تھا - مگر خاص دولت سرائے آقا پر توجہ خاص مبذول ہوئی تھی اور ہونی بھی چاہیے - مگر افسوس آقائے نعمت نابینا تھے اسلیے یہ ساری سجاوٹ مالک کے دیکھنے کو نہ تھی - بلکہ دکھانے کو در و دیوار مین خود بینی کے قد آدم آئینے - دروازون مین کریب کے پردے اور انھین پر بیل بوٹون کی طرح قسم قسم کے مرقعے نظر کیجیے باہر سے تصویر بھی معلوم ہو - اور مستور سے بھی نہ چھپے - شیشہ آلات کی ضیا نظر کو خیرہ کرنے والی - ایک دفعہ کوئی دیکھ لے خلقی مشعل یعنے مہر و ماہ کی روشنی آنکھون سے گر جائے - روز روشن شمع کافوری رکھے تو سجھائی دے - ورنہ رات دن دنیا اندھیر رہی شامیانہ کیا تھا ایک طلسمی کارخانہ تھا - نہ کہین چوب نہ طناب - معلق ہوا مین مثل سحاب کنارے کی جھالرین مرمری موتی - دو پلے بنے - رنگ دادہ یاقوت اس خوبی سے ٹنکے کہ ممکن نہین کوئی پہچان سکے - وسط مین کواکب اور سیارہ د کمی قندیلین بنین - چارون کونون پر چار ز و ذنب جنکی دمین عین وسط مین پہلی تھین - الغرض شامیانہ گردش فلک

کا پورا چربہ۔

ارباب نشاط سامان طرب لوازم جشن کا کیا کہنا۔ سرکار مین انھین کی پرورش قدردانی تو مدت سے ہوتی تھی۔ پچھلے حق اور آیندہ کی امید نے بجلے خود آمادہ کیا۔ سب اسطرح بے بلاے امنڈ آئے جیسے تازہ خشک جھیل پر مچھلی مارنیوالے۔ پھر انکے علاوہ تازہ ولایت کسبیان دور دور کے طائفہ مزید برآن رات دن آٹھ پہر رنگ رلیان رہنے لگین۔ مگر علی الصباح کی بھیروین اور دو پرانی غزلین ع

آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد

اور ع

کہو بلبل سے لیجائے چمن سے آشیان اپنا

ایسا سمان باندھتین۔ ہر فہمیدہ اور نافہم پردہ اٹھا لیتین کہ بزم طرب و عیش ماتم مین صرف سمجھ کا پھیر رہجاتا۔ آنکھین سامان شادی دیکھتین۔ تو دل صداے غم سنتا۔ پر کہا ہے ع

کہ دنیا مین توام ہین شادی و غم

مختصر یہ کہ یہ چاشنی دار شادی بعد چند روز کے خاتمے پر پہونچی۔ اس مدت مین حالت گذشتہ اور آیندہ پر غور کرنے کی مہلت کم ملی اور ملتی بھی تو ہو کیا سکتا تھا زمانہ جس ڈھرّے پہ کچھ دور چل چکتا ہے پھر مشکل سے پلٹتا ہے۔

فلک کہنہ گنبد ہے۔ واقعات صدا ہین۔ پھر آواز بازگشت ضرور پیدا ہوا چاہیے کانون مین آئے اور ضرور آئے۔ آج نہین کل۔ کل نہین پرسون۔ اندر باہر ڈومنیون میراثیون نے بہت غل مچایا۔ اصول موسیقی کی تال سُر سارنگی کی زون زون۔ طبلے کی ٹھمک۔ مجیرے کی تال۔ تالیون کی چٹاخ پٹاخ۔ نوبت کی شہنائی نقارے کی "دون۔ دون" تاشے کی تڑ تڑاہٹ اور صداے دہل ہلے آسمان سر پر اٹھا کیا محلہ کیا شہر بھر گونج اٹھا۔ مگر کیا ہوا۔ بلا سے چند سے کان بہرے ہو گئے پھر آخر وہی سماعت وہی ادراک۔ وہی حس مشترک۔ وہی دماغ۔ وہی فکر۔

خیر جسطرح بنا دولھا بنا۔ دولھن بنی ساس سسر بنے اور تقریب خاتمے کو پہونچی دولھن بیاہ لائی۔ گھر کی آبادی بڑھی۔ اور آیندہ بڑھنے کے سامان ہوے۔

دسوان باب

شادی کا بیچھا بھاری

اور بہت بھاری - کئی وجہون سے - اول ہندوستان کے طرز معاشرت سے کچھ ان رسمون کا کینڈا ہی ایسا ہو - مدت سے ایسے ہی چلی آتی ہین - ملک مین رہکے جیتے جی بلکہ پس ماندون کی آبرو کی خاطر سے بغیر انکی پابندی کے بن ہی نہین پڑتی - سو یہ بھی اُنکے واسطے جنکو کچھ اس جانب خیال ہو - ورنہ دل و دماغ خود ہی عادتاً آمادہ رہتا ہے - اس شادی مین اہتمام ایسا ہوا تھا کہ واجبی طور سے خوب حوصلے نکالے اور نکلوائے گئے تھے - مدارالمہام کیون اپنی سرکار کی بدنامی روا رکھتے لہذا آپکی کسی ٹٹ پونجیے کی تقریب تو تھی نہین (نقلہ بمقدار علم) کہ دال بھات کھلاکے چٹ پٹ نکاح ہو جاتا پھر کیون پیچھا بھاری نہو -

اسکے علاوہ جہان نواب کو ان فکرون نے گھیرا - وہان ہمکو بھی یہ تشویش ہوئی ہو کہ آخر ناظرین کو کیا بتائین کہ کہان شادی ہوئی اور کنکی صاحبزادی سے شادی ہوئی جی کون خاندان ایسا تھا جسے بیٹی دی - بی بی نوجو بیاہ آئی ہین کیسی ہین - مزاج کیسا ہے - مان باپ کی حیثیت کیسی ہو - کس ملک کی رہنے والی ہین - اہنون مین سے ہین یا اغیار مین سے - اگر کہتے ہین تو مدارالمہام کی مصلحت کے خلاف ہو یا موافق نہین کہتے ہین تو ناظرین کو الجھن ہوتی ہے - حاصل یہ کہ شادی کا پیچھا فسانہ نگار کے واسطے بھی بھاری -

مگر کوئی بوجھ تو ہلکا ہونا چاہیے - نواب صاحب کے معاملات تو کھلی ہوگئی - جتنی بھیگی اتنی بھاری - ایک قرض سے ادا ہوئے - دوسرا بھار قرض اسکا جانشین ہوا - آگے دن کے چالے - ذرا ذرا سی بات کا اہتمام - ریت رسم امیرانہ چوچلے دم نہین لینے دیتے -

ایک آفت ان سب سے زحمت دہ - بیٹے بہو صاحب کے اعزا اقربا - اڈوسی پڈوسی جو جہون ہمراہ آتے - اور اندر باہر مہینون ہم ترخ بچاتے - مہانداری - خاطر مدارات پہلے تو نمائش کیواسطے ہنسی خوشی ہوتی رہی - اگلے دن مہمان دوسرے دن

عذاب مین جان تیسرے دن شیطان۔ پھر ببیون فیسطان بجع۔ خبکو صرف کھاتے پینے چارپائیون کے توڑنے کے سوا کوئی کام نہین۔ بیٹی کی سسرال مین رہنا ہندوستانیون کی غیرت کی بات تھی۔ مگر حاجت ان باتون کو صداے دورباش سنایا کرتی ہے۔ غیرت شیشے سے نازک تر چیز۔ ضرورت اور حاجت کے ڈھیلے کب برداشت کر سکتی ہے۔ وہ تو اسی وقت کافور ہوگئی تھی جب لڑکی کی شادی تمول گھر سمجھ کے کی تھی۔ اب تو ساری ہوشیاری چالاکی۔ اسی مین تھی کہ لڑکی دیکے خوب کھاؤ مزے اڑاؤ۔

اب گھر کا خدا حافظ۔ مرے کو مارین شاہ مدار۔ تنگدستی اور معذوری مین شادی کیا بی شادی کوڑھ مین کھاج۔ مفلسی مین آٹا گیلا۔

ادھر بازار والون سوداگرون۔ ارباب نشاط بنیون کو مدار المہام نے اشارہ کیا انھون نے دروازے کی دھول اڑادی جب خوب زچ اور مجبور کر لیا سمجھو بی خوشامد کرائی تب جاکے گلو خاصی کرائی۔ اور اپنے کھاتے مین اتنی رقم بڑھائی کہ بوا دید حالت پر اسکی ادائی قیامت پر منحصر رہی۔ یہ رعایت بھی بہت کچھ تھی کیا معنی کہ روپیہ پیسہ کے معاملات مین لالہ صاحب اپنی قدیم سرکار مین کبھی حسب عادت سخت گیر نہ تھے اور غنیمت یہی تھا۔ کیونکہ اگر خدا نخواستہ ایسے ہوتے تو لا محالہ کبھی کبھی سوو مزاجی کی نوبت آتی۔ مگر اس دفعہ زنگر بھاری تھا۔ اور مدار المہام کو فی الجملہ روپیہ مہیا کرنے مین اپنی دوکان سے کچھ ہنڈیان لکھنی پڑی تھین پھر بھی انھون نے چشم وابرو سے کچھ نہ ظاہر کیا۔ ہان اسکے معاوضے یا سود مین ایسے حقوق کچھ بڑھائے کہ صرف ٹھیکہ داری نہ رہی۔ بلکہ ملکیت کی بھی بٹ شامل ہوگئی۔
دیہات کے اسامیو پر اول تو نیچ کے طور پر شادی ٹکس لگایا۔ یعنے شادی کی نذر کے نام سے بہت کچھ وصول کیا۔ جو زردار تھے وہ نو دوسے نکلے۔ اگرچہ اس شادی پر غمگین ہوکر۔ اور جنسے کچھ نہوسکا انسے نقد کی جگہ جنس لی اور جو بالکل قلاش تھے۔ انکے بیل اور ہل اور کدالی تک ضبط کر لی۔ پانی کو لٹیا تک نہ رہی مٹی کے برتنون تک نوبت آگئی۔

اسطرح جو رقم ملی وہ نواب صاحب تو سمجھے قرضہ شادی مین مجرا ہوئی اور لالہ صاحب

نے بالاے طاق رکھی۔ سٹے کھاتے مین جمع ہوگئی حساب کا لینے والا۔ جمع خرچ دیکھنے والا کون تھا۔ بہی کھاتے مین مسلم رقم انکے نام واجب الادا لکھی رہی۔ جان بوجھ کے یا تجاہل سے یا تغافل سے۔ یادھوکے سے۔ خدا اعلم۔

اونٹ کی چوری۔ آخا نہ سہی۔ دنیا تو دیکھتی۔ بعد چندے بات چھن چھنا کے یہ مشہور ہوئی کہ صاحبزادے نے اگر جورو پائی تو لالہ نے بھی خوب رقم اڑائی۔ جن لوگون نے انعام اکرام نہ پائے تھے۔ انکی ہمدردی بھڑکی آتش رشک بھڑکی۔ بجاے تشکر شکایت انکے دلونمین سمائی جو بدخواہ نہ تھے وہ بھی نمکحرامی پر تل گئے جراحت دل پر جو پھائے رکھے گئے تھے وہ بھی کھل گئے۔

عسرت لونڈی اس تقریب مین بالکل محروم رہی تھی ایک دن بڑی بیگم نے کسی پر مارا تھا۔ ایسی کہین چوٹ لگی کہ بخار آنے لگا۔ بیمار ہوگئی۔ اتنی بڑی شادی اور یہ بستر پر پڑی۔ اسکو نہ کھانے کو کچھ ملا۔ نہ شادی کی سیر جی کھول کے دیکھ سکی۔ بعد ختم تقریب جو بھلی چنگی ہو کے اٹھی تو سب بہار خزان تھی آتشبازی چھوٹ چکی تھی۔ جوڑا جو سرکار سے ملا تھا نہ پہن سکی۔ جی مین حسرت کا کانٹا کھٹکا رہا۔ سب سے بیزار ہوئی گھر سے بیزار۔ نوکرون چاکرون سے بیزار۔ مالک سے بیزار حتی کہ جان سے بیزار۔ ادہر ایک بڑا اہم معاملہ یہ پیش آیا کہ اس بیاہ سے بیگم صاحبہ روز بروز ناخوش ہوتی جاتی تھین۔ وجہ کیا کہ بہو صاحب ایک آنکھ نہ بھاتی تھین۔ لوگون نے خصوص مشاطاؤن اور انکے کمان افسر لالہ صاحب نے صورت کی بڑی تعریف کی تھی۔ گوری چٹی۔ چندے آفتاب چندے ماہتاب۔ چراغ لے کے ڈھونڈھے تو دنیا مین نہ ملے۔ سلیقہ شعار نیک مزاج پھر شیرین زبان۔

یہان بہو جو آئین کالی کلوٹی۔ لوہے کا توا۔ اسی کے دونون رخ آفتاب ماہتاب سمجھو یا چشم حسن کی پتلیان مانو۔ چراغ لے کے کوئی کیا ڈھونڈھے۔ کالے کے آگے کہین چراغ جلا ہے۔ سلیقہ صرف زبان تک تھا باتین بیشک بڑی سمجھ کی کرتی تھی۔ مگر عملاً خاک پتھر نہین۔ جب سے قدم آئے تھے گھر مین ایک دھمال مچی رہتی تھی۔ لوگون کی نیند راتون کی اڑ گئی تھی۔ ہر شخص پر اس بیبا کی حکومت کرتی تھی کہ سارے گھر کا ناک مین دم کر رکھا تھا۔

آخر اسکا الزام ادھر ادھر گھومتے گھامتے لالہ صاحب کے پگڑی دار پر رکھا گیا اور سب کے دلون مین اس آفت کے لانے پر ناراضی پختہ ہو چلی۔

گیارھوان باب

مکھولا بیگم

یہ کون ہین؟ مکھولا بیگم۔ یہی بہو صاحب ہو کے اس گھر پر نازل ہوئی ہین۔ مزاج مین چھلاپن۔ گستاخی۔ بیباکی۔ اعتدال سے سوا ہے۔ اسوقت میان احمد سے یون باتین کرتی ہین۔

مکھولا۔ یہ تم آخر چپ کیون ہو۔ کچھ فکر ہے۔ سست کیون رہتے ہو۔

احمد۔ آخر میرے خوش ہونیکی کون بات ہو۔

مکھولا۔ تو کیا سب اپنی بیویون سے یونہی روٹھے رہتے ہین۔

احمد۔ نہین مگر دھوکا کھا کے آدمی افسوس کرتا ہی ہو۔

مکھولا۔ اپنی حماقت پر پچھتاتا ہے۔ پھر تمسے کون ایسی بات ہوئی۔

احمد۔ مجھ سے خدانخواستہ کیون ہوتی۔ مگر اس پاجی لالہ نے دھوکا دیا۔ اتنا قدیم نمکخوار ہو کے ایسا فریب دینا اسکو نہ چاہئے۔ جب ایک کا کام کا سیاہ سفید اسکے سپرد تھا تو اسکو ایسا کرنا نہ چاہیئے تھا۔

مکھولا۔ آخر کیا دھوکا کھایا۔ کچھ کہو تو سہی۔

احمد۔ کس کس بات کو کہون۔ جو تمسے چھپانے کے لائق ہو۔

مکھولا۔ کچھ تو کہو۔ کسی طرح دل کا غبار تو نکلے۔ تمھاری باتون سے معلوم ہوتا ہو کہ میرے معاملہ مین دھوکا کھایا ہے۔

احمد۔ ہان تمھارے بارے مین بھی۔ اس مردود نے فریب دیا۔

مکھولا۔ بھلا مین بھی تو سنون۔ اگر ہو سکے تو صفائی کرا دون۔

احمد۔ اجی واہیات بات ہو۔ خیر گزشتہ را صلوۃ۔

مکھولا۔ جو ایسی ہی سمجھ ہے تو پچھتاتے کیون ہو۔

احمد۔ جو خوش اب چھپاؤن بھی نہ سوا لد والد اور والدہ کو اسنے بڑا دھوکا دیا اور مجھ سے تو خدا جانے کیا کیا وعدے کئے تھے۔ ان مین سے ایک بھی پورا نہ اترا۔ بڑا بے حیا آدمی ہے۔ خیر رہ تو سہی۔ جاتا کہان ہو۔ نہ اسکا مزا چکھایا تو شاہ احمد نام نہین۔

مکھولا۔ یا اللہ تم تو چھیڑنے سے اور بھی بگڑے جاتے ہو۔ کوئی بات نہ چیت اور خواہ مخواہ ماش کا آٹا ہوتے چلے جاتے ہو۔ اگر تمکو خفا ہونا ہے جا کے اپنے باہر خفگی کر لینا۔ یہان کسکو سناتے ہو۔ تو صاحب ہم تو بات پوچھتے ہین اسکا جواب نہین دیتے اور اول فول بکتے ہین۔

احمد۔ بات کیا کہون۔ تم بات کے قابل بھی ہو۔ ایک یہی اسکا فریب کیا کم روح فرسا ہو کہ جو کچھ تعریفین تم لوگون کی اور تمھارے گھر کی بیان کر کے رضامندی اسنے کی تھی وہ سب غلط سرتاپا غلط۔

مکھولا۔ تو یہ کیون نہین کہتے۔ سارا غصہ مجھ نگوڑی پر ہو۔ اور جو مین اپنا حال کہون تو اور بھی مرچین لگین۔ جو جو میرے ماں باپ نے سنا تھا اور اسی پر تمھارے یہان راضی ہوے تھے وہ اس سے زیادہ غلط نکلا۔ مگر بات اتنی ہو کہ خیر جو ہونا تھا ہوا اسکا اب کیا ذکر۔ اب تو عمر بھر نباہ کرنا ہو۔

احمد۔ اجی ہم سے تو اُسنے تمھاری شکل صورت رنگت۔ پڑھنے لکھنے سلیقے اور خدا جانے کس کس بات کی تعریف کی تھی۔

مکھولا۔ تو اسمین جھوٹ کیا کہا۔ مین اپنے میکے مین جب تھی رنگت میری ایسی ہرگز نہ تھی۔ اور جب نئی نئی آئی ہون تو تمنے بھی دیکھی تھی پر اب جان سے لٹو ہو گئے کچھ یاد ہو تو پچھلی دفعہ لا کی دوکان پر کوئی مس دیکھی تھی تمنے ایک بات پر نصیحت فضیحت بھی بہت کی تھی۔

احمد۔ این واللہ تم وہی ہو۔ مین نہین یقین کرتا۔ تمھارا فقرہ ہر۔ کہان وہ کہان تم۔
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مکھولا۔ جی مین وہی ہولتی۔ صرف بات اتنی ہو کہ تمھارے منہ کی ... آپ ... کی تاثیر ہے۔ باقی مزاج میرا تمھارے یہان کے مزاج کے مطابق ہو جیسا ... ناگ ...

ویسا ہین نے بھی اختیار کیا۔ اگر تم چاہتے ہو جو باتین تمنے میری سنی ہین۔ وہ سب ظاہر ہون تو پہلے اپنے گھر کو۔ مان باپ کو اور خود اپنی ذات کو اس لائق تو بناؤ پھر اگر کوئی بات جھوٹ نکلے تو کہو۔

احمد۔ پتہ تو صحیح دیتی ہو۔ مگر تم بالکل بدلی۔ جن خوبیون پر مین ہزار جان سے عاشق ہوا تھا انکی جگہ اب تو سب عیب ہی نظر آتے ہین۔

مکھولی۔ اول تو تمنے صرف صورت دیکھی تھی۔ میرے مزاج کی افتاد کا تم کو کیا تجربہ ہوا تھا۔ اگر تم لوگون کو پوری چھان بنان کرنی تھی تو دنیا مین جیسی ہوتی ہے۔ کرنی ہو۔ آخر بندہ باعتبار لالہ و الہ باعتبار عینک کا معاملہ کیون کیا۔

احمد۔ خیر اس الزام مین تو تمھارے یہان کے لوگ بھی شریک ہین مگر مجھے حیرت ہے تو اسبات کی ہے کہ اتنا بڑا اہم معاملہ ایسا فریب۔ چھپ چھپاتے کیونکر ہو سکا۔

مکھولا۔ یہ تو کوئی ایسی بات نہین کہ سمجھدار کی سمجھ مین نہ آئے تمھارے گھر کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ تم ایک بات کو کہتے ہین تو اپنی آنکھونسے ہمارے یہان کا کارخانہ اس گنبدڑے کا دیکھی ہون کہ اندر باہر سب ہی ٹکیا سے معلوم ہوتے ہین۔ اور جب کوئی انقلاب عظیم کسی خاندان مین ہوتا ہے تو وہان ایسی ہی حالت ہر جگہ ہو جاتی ہے۔ مین نے ایک کتاب میں دیکھا تھا جب کوئی شے ایسی حالت کو پہونچتی ہے تو وہ مثل گرتے ہوے ستون کے ہوتی ہے۔ اسکے سنبھالنے کی کوئی آسان تدبیر نہین۔ اول تو بہت بڑی طاقت درکار ہوتی ہے کہ اسکی جھونک روکے اور دوسرے اگر کسی سہارے پر اطمینان کرکے روکا تو ستون بیچ سے ٹوٹ جاتا ہے یا اگر زیادہ اہتمام کیا اور علمی آلات جرثقیل سے سیدھا بھی کیا تو ستون کی جڑ اپنی طرف ہٹجاتی اور فضول تکلیف محنت مشقت جدا پڑتی ہے۔ پس اس سے عقلمند لوگ صرف اتنا کرتے ہین کہ اسکی زد سے بچنے کیواسطے بھاگ کھڑے ہوتے ہین اور جب گر چکتا ہے تو اس کے بدلے دوسرا ستون نیا استادہ کر لیتے ہین۔

احمد۔ تمھ تو تمھاری جوہر آج معلوم ہوے۔ تو سچ مچ تم پڑھی ہو۔ بھلا کوئی کتاب تو میرے سامنے پڑھو۔

کھولا۔ مگر اپنی زبان کی کتاب پڑھونگی اور تمھاری زبان مین اسکا نفس مطلب کہدونگی۔ یہ سمجھ لو اپنا طرز بیان ہی۔

ایک خوبصورت عورت لب دریا بیٹھی ہوئی تھی۔ بالکل نوجوان۔ شباب کا زمانہ شانے بازو بھرے بھرے۔ گلاب سے گال بلند پیشانی۔ صراحی دار گردن لمبے لمبے گھونگھر والے بال۔ کمر کے نیچے تک اترے ہوئے۔ ایک تو چہرے مین یون ہی چمک تھی اوسپر آفتاب کی شعاعین پانی مین غوطہ لگا کے جو عکس ڈالتی تھین اس سے کندن کیطرح دمکتا تھا۔ یہ نیک بخت سارے دن وہین بیٹھی رہی جیسے کسی کے انتظار مین ہی۔ اسکا نام حیات تھا۔

دریا دن بھر موجین مارتا رہا۔ لہرین کنارے تک آتین لب ساحل کو بوسے دیتین اور اٹکھیلیان کرتی چلی جاتین۔ جانوران دریائی پانی مین چہلین کرتے کھیلتے کودتے اور کوئی اسکی طرف متوجہ نہوتا تھا بیٹھے بیٹھے آخر تھک گئی۔ شام بھی ہوگئی تھی۔ دریا بھی سست چلنے لگا تھا۔ ہوا بھی تھمی تھی۔ اسکو غنودگی آگئی۔ زانو پر سر رکھ کے سو گئی۔ اتنے مین ایک جہاز کا تختہ بہتا بہتا اسی کنارے آ لگا۔ کوئی اسپر سے اترا خشکی مین قدم رکھنے کی آواز پاکے چونک پڑی۔ اس شخص نے بڑھکر اسکے شانے پر ہاتھ رکھا۔ سارے جسم سے کانپ گئی۔ سر اٹھا کے آنکھین پھاڑ کے دیکھا۔ یہ دراز دستی عشق کی ہی۔ اب اسکو معلوم ہوا کہ میرا جی جو یہان سے اٹھنے کو نہین چاہتا تھا اسکی وجہ یہی تھی۔ خیر جو قسمت کا لکھا۔

عشق نے حیات کو گرمجوشی سے آغوش مین لے لیا۔

غرضکہ اس عورت کی اولاد ہوئی نام تھا خوشی۔ بلا کی ہنس مکھ۔ خندہ پیشانی غنچہ کیا مسکرائیگا۔ پھول کیا کھل کھلائیگا۔ جام کیا ہنسے گا۔ صراحی اسکی قلقلاریون کے آگے کیا قہقہہ بھرے گی۔ بڑی چلبلی۔ بلا کی شوخ۔ انتہا کی گرما گرم ہوا۔ ہنسنے۔ کھلکھلانے کے دوسری بات نہین۔ مان باپ۔ حیات اور عشق بہت ہی محظوظ ہوے۔ جامے مین پھولے نہ سماتے دل اس خیال سے باغ باغ تھا کہ "عمر اسکے ساتھ بڑے لطف سے کٹے گی۔

اسی حال مین ایک زمانہ گزر گیا۔ معلوم نہین کتنا۔ کیا وجہ کہ حیات و عشق دونون زمانے کی طرف توجہ کم کرتے ہین اب وہ بات بچے مین نہ رہی جو پہلے پہل تھی جسکا پتہ میر حسن دے گئے ہین ؎

وہ پہلے پہل دل لگانا غضب
نئی بات کا لطف پانا غضب

بچے کے کھیل کود مین خدانخواستہ کوئی کمی نہین۔ سلامتی سے ہنستا اب بھی تھا کھیلتا اب بھی تھا۔ مگر کبھی کبھی ہاتھ پاؤن سست ہو جانے لگے۔ غنودگی بھی زیادہ آنے لگی یہ کیفیت دیکھ دیکھ ماں باپ ہی دلمین اپنی اپنی جگہ مشوش ہوے۔ نہ تو ایک دوسرے کی آنکھ مین آنکھ ڈال کے کچھ زبان سے نکال سکا نہ خود بچے سے پوچھ سکا کہ "بیٹا کیون مضمحل ہو" دونون اپنے اپنے دلکو سمجھا لیتے "کچھ نہین۔ کوئی تردد کی بات نہین آج اداس ہو تو کل اللہ نے چاہا چونچال ہو جائیگا۔

کل کا دن آیا۔ وہی اضمحلال۔ وہی سستی وہی کاہلی۔
ایسے ایسے کل خدا جانے کتنے گزرے اور بچے کا وہی حال۔

ایک روز یہ دونون زحمت سفر سے تھک کے قسمت کی طرح سو گئے۔ سوتا سو کھویا مثل ہی مشہور ہے۔ جب آنکھ کھلی تو بچہ غائب۔ این کیا ہوا۔ کہان گیا آنکھو نکا نور گیا۔ دنیا اندھیر ہوگئی۔ دل کا سرور گیا۔ جی بھیکا پڑ گیا۔ گھبرا کے ادھر ادھر نظر ڈالی۔ ہو کا عالم۔ چارون طرف سناٹا۔ اداسی۔ کچھ دور ہٹ کے ایک اور بچہ سبزۂ مخملی کے نرم و نازک فرش پر بیٹھا دکھائی دیا۔ آنکھین پھاڑ پھاڑ کے ادھر ادھر بھیانک پن سے دیکھ رہا ہے۔ صورت سے ملائمت اور غمگینی ٹپکتی

دونون نے اسکو حال پر کچھ اعتنا نہ کی روتے پیٹتے اپنے یوسف گم گشتہ کی تلاش مین بادل ملول چل نکلے ہائے خوشی۔ پیاری خوشی۔ تو کہان چلی گئی کیسی کس کی نظر کھا گئی ؎

تو جیسے تو کیون نہ آئے شادی
افسوس افسوس۔ ہائے افسوس

بچہ جو دور بیٹھا تھا آہستہ اٹھا پیچھے پیچھے ساتھ ہولیا - اور دونون کے درمیان ہوکے ہنستے ہنستے ہاتھ انکے داہنے بائین ہاتھون مین ڈال دیے - دونون ذرا ہٹے ہٹے چلتے تھے - انکو پھر پاس کرلیا - خود واسطہ بنا - اور ساتھون ساتھ چل نکلا -

حیات نے باچشم پرنم جھک کے صورت دیکھی - آنکھ سے آنکھ ملائی - دیکھا اپنے آنسوون کے قطرے اسکی آنکھون مین بھی نظر آتے ہین - عشق نے نالہ فلک فرسا بلند کیا "افوہ افوہ ہم تو چلتے چلتے تھک گئے - مارے غم کے قدم نہین اُٹھ سکتا - آنکھون کا نور پیچھے چھوٹا - آگے وہ ظلمت ہے کہ کچھ سوجھائی نہین دیتا چلین توکس کے سہارے "

اسکو سن کے بچے نے ایک پہاڑی کیطرف اشارہ کیا - اور مسکرایا چلتے چلتے حیات کے پاے نازک زخمی ہوے - رستے کے کنکر پتھر لہو سے رنگین بنے بچے نے لپک کے اپنے کرتے سے لہو پونچھا اور جراحتون پر بوسہ دیا - زخم جگر پہ گویا مرہم رکھا -

ایکدفعہ عشق کو گرمی کی شدت سے غش آگیا (اسکو گاہے بگاہے یہ عارضہ لاحق ہوجایا کرتا تھا) کف دست میدان کہین سایہ نہ چشمہ - جلتی ہوئی ریگ ما کوسون تک بچھی ہوئی - بچہ ننگے پانون سانس پھولی ہوئی پہاڑی پر دوڑ گیا - ایک پہاڑی سے جو فاصلے پہ تھی اور جسکے سوراخون سے قطرہ قطرہ قلیل پانی ٹپکتا تھا - پتے کا دونا بنا کے پانی لایا - کچھ منہ مین ڈالا - خشک ہونٹون اور حلق مین تری آئی - دو چار گھونٹ پلائے - سوکھے دھانون پانی پڑا - ہوش آئے جان تازہ پائی -

یہ دونون مسافر ایک درہ کوہ مین پہونچے - جہانکی اندھیرے کی ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا - چارون طرف تاریکی - اسپر سردی اور یہی خطرہ کرۂ زمہریر کا نقشہ - برف کی سلین - سر پہ لٹکتین - زمین پہ ہزار ہا من جمی - ہاتھ پاؤن گلے جاتے تھے - حیات و عشق کے منہ سے دھوان نکلتا تھا - دونون کی حرارت سمٹ کر شرارۂ سنگ کی طرح سویدائے دل مین پناہ گزین ہوئی - اعضا مین لرزہ آیا - پالے سے وہ پالا پڑا کر دانت سے دانت بجنے لگا - بچے کے چہرے سے معصومیت

رحم کی چنگاری بھڑکی - اور باری باری سے اپنے اپنے سینے مین لگاکر انکے ہمراہ سرگرم رفتار کیا - اس آفت سے باہر نکال لے گیا کھلے میدان مین پہونچا دیا - یہان مطلع صاف آسمان کھلا ہوا - گھٹا اور بادل نام کو نہین - سنہری دھوپ نکلی ہوئی طرح طرح کے خوشنما اور خوشبودار پھول کھلے ہوے - یہ سمان دیکھکر چہرون پر بشاشت آگئی - مشرقی مسافر کی زیارت سے چہرون پر اشراق آیا - آنکھین کھلین جان مین جان آئی - بچہ بھی مسکرایا - اور چھلانگین کرتا آگے لپکا - کبھی لہلہاتے سبزے کی سیر کرتا گاہے نرگس کے کٹورون مین آب خشک لاتا - کسی جا سے ہتھیلی پر لاکے لذت شہد چکھاتا - صحرائی پھولونکے ہار گوندھتا - اور دونونکے گلونمین ڈالتا - غرضکہ اسطرح یہ دونون مسافر راہ طے کرتے چلے جاتے تھے - کہین بالکل اندھیرا گھپ - کہین اچھی خاصی روشنی - کہین میدان پامال خزان - کہین قدرتی تختہا گل ولالہ سرسبز بہاران دونون کو پہلا بچہ بھی یاد آجاتا - اکثر اسکو یاد کرتے رہتے اور جی مین کہتے اگر آج وہ بھی ہوتا تو دونون سے خوب جی بہلتا -

چلتے چلتے ایک جگہ پہونچے - یہان ایک کہن سال بڑی بی زانو پر کہنی ٹیکے سر جھکائے ہتھیلی پر زنخدان رکھے غور مین مستغرق بیٹھی تھین - انکا مشغلہ پیچھا کر پس پشت سے نور لے کے آگے ڈالتی جاتی تھین - انکا نام بوالامت تھا حیات وعشق کو راہ چلتے تعفر ملے - دل کسی تیسرے کا متلاشی تھا بھی تھا - پاس پہونچے اور یون درد دل کہنے لگے -

اے بڑی بی تم زمانہ دیدہ سرد وگرم چشیدہ ہو - تجربہ کار معلوم ہوتی ہو خدا کے لیئے ہمارے معاملہ مین کچھ عقل لڑاؤ - یہ کیا بات تھی کہ جب پہلے پہل ہم ایک دوسرے سے ملے ہین تو ایک بچہ ملا تھا - کیسا پیارا - آنکھ کا تارا - کیسا خوبصورت مجسم مسرت - سوا ہنسنے کھلکھلانے کے رونے کا نام نہین جانتا - صہبائے سرخوشی خمار غم سے مبرا - نوربخت سایہ کلفت سے معرا - گل بے خار خزان سے محفوظ بہار - مگر ہائے افسوس ہماری غفلت سے جاتا رہا راہ مین کھو گیا لاکھ سر مارا کہین پتہ نہ چلا - کوئی تدبیر بتا ہے کہ وہ دولت گم گشتہ ہم کو ملے تمہارے دلی بر آئے -

اس عورت نے پوچھا کہ اگر وہ بچہ ملجائے تو پھر اس دوسرے کو چھوڑ دوگے"
دونون بے اختیار بول اٹھے۔ نہین نہین۔
حیات ۔ واہ بھلا یہ ہمسے کیونکر چھوٹ سکتا ہی۔ اگر راہ مین پاؤن فگار ہوے کانٹے تلوے کے پار ہوے تو لہو کون پونچھیگا۔ اور زخمون کو اپنے لب سے کون مندمل کریگا۔ جسوقت درد سر ستانے لگیگا۔ کون اپنے ہاتھون سے دبائیگا سردی کے پالے اور اندھیرے مین کون ہمارے دل گرمائیگا۔
عشق ۔ بھلا یہ تو ہماری جان کے ساتھ ہی۔ موت بہتر۔ مگر اسکا چھوڑنا نہین گوارا خوشی کے بغیر تو بسر بھی ہوجائیگی اور ہو ہی رہی ہی۔ مگر اسکے بغیر ایک لمحہ نہین کٹ سکتا نہین نہین یہ ہمسے نہین چھوٹ سکتا۔ اسکو ہم نہین چھوڑ سکتے یہ سنکر اس نیک بخت نے جواب دیا "تم دونون بڑے احمق نادان ہو۔ نہ کو کچھ بھی سوجھائی نہین دیتا۔ ارے یہ وہی بچہ ہی جو پہلے تمھارے پاس تھا مگر تمکو یہ نہین معلوم تمھارے مقدر مین لکھا تھا کہ جب تم دونون پہلے پہل ایک دوسرے سے ملو تو ایک نور بے سایہ پیدا ہو۔ اور جون جون راہ طے کرتے جاؤ راستہ ناہموار و تاریک ہوتا جائے دن مصیبت کے۔ راتین کٹھن آتی جائین تم دونون ان باتون کو نہین دیکھ سکتے۔ نہین جان سکتے تھے۔ آخر کو رفتہ رفتہ الگ ان جب آنکھین کھلین تو گڑگڑا کر یہ وزاری کرنے لگے" ہاے خدا وا ے خدا یہ کیا ہوا کہان گیا کیا ہوا" مگر تم کو نہین معلوم کہ دشوار راہ مین جہان ویرانے سردی برف کی تکالیف برداشت کرنی ہوتی ہین ایسی نازک چیز اپنی پہلی حالت پر قائم نہین رہ سکتی۔ دراصل یہ وہی پہلی خوشی ہے۔ فرق اتنا ہی کہ اب وہ سیانی ہوگئی ہے۔ سردی مین گرم جوش ہے۔ اور مصائب کے وقت سینہ سپر بننے کو تیار ہے اب اسکا نام خوشی نہین رہا۔ بدلی ہوگیا ہے۔ اور یہی خوشی کا بلوغ اور تکمیل ہے اور یہی تمھارے باہم ملنے کا لازمی نتیجہ ہے۔
احمد ۔ دیکھ دیر کے بعد) ان کتاب تو اچھی ہی مگر ایسی حکائین تو کبھی ہی نہین اگرچہ ایسے مضامین سے ہکو دلچسپی نہین مگر اتنا جانتے ہین کہ بھائی بھی کبھی کوئی ایسی کتاب ابا جان کے کتب خانے سے اٹھا یا کرتے تھے۔

مکھولا۔ ہمارے یہان تو سب ہی طرحکی مضمونو نکی کتابین ہین انہین سے ایک یہ بھی ہی۔
احمد۔ اجی یہ تو معلوم ہوا تم بڑی لائق فائق ہو اور اگرچہ اپنے خاندان سے نہین مگر خیر غنیمت ہو۔ مگر تمکو گھرداری تدبیر منزل کی بھی کوئی کتاب پڑھائی گئی ہو۔
مکھولا۔ مگر وہ تمھاری سمجھ مین نہ آئیگا جب مجھے معلوم ہے۔ پہلے تم ہم لوگون کے اخلاق عادات سے تو آگاہ ہولو۔
احمد۔ چہ خوش۔ ہمکو تو اسوقت حاجت ہی کہ تم اس بگڑے گھر کو سنبھالو انتظام درست کرو۔ اور تم ہمارا انتظار کرتی ہو۔
مکھولا۔ مین تو لالہ رام کرن کی صلاح پر چلتی ہون۔
احمد۔ تو تمکو اب ان سے کیا واسطہ۔
مکھولا۔ ہان میرے میکے کا کوئی اور ہی ! انہین پہ مجھے سب باتونکا بھروسا ہی۔
احمد۔ خیر معلوم شد۔
مکھولا۔ معلوم تو آپکو آگے چل کے ہوگا۔ مگر اتنا تو انصاف کرو کہ ایکا ایکی میکے کے آدمی کو کوئی بھی دودھ کی مکھی کیطرح نکال دیتا ہی۔ مگر میرا یہ بھی ارادہ نہین کہ نہ سب طرحسے آنکھین بند کرلو۔ آخر تمکو بھی کچھ سمجھ خدا نے دی ہے۔
احمد۔ اب اگر کچھ کہتا ہون تو شاید تمکو برا معلوم ہو۔
مکھولا۔ نہین نہین۔ سچی اور انصاف کی جو بات ہوگی مین برا کیون ماننے لگی۔
احمد۔ جب سے یہ لالہ ہمارے یہان لگے ہین ظاہر مین تو بڑی خیرخواہی کارگزاری کرتے ہین مگر دراصل کچھ ایسا گھن لگا ہی کہ دل ہی جانتا ہی۔
مکھولا۔ خیر یہ بات ہی تو تمکو اپنے معاملات خود دیکھنا چاہیے۔ انسان کا اعتبار کیا پھر پیٹ کا کوئی ارسم نہین۔ کوئی در دمکا ادوا نہ انکو تمھارا یہی دنیاسازی کی تو دوسری بات ہے۔
احمد۔ خیر تمھاری اسطرح کی باتون سے دل تو بہت خوش ہوا اور اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہون کہ ایسی بیوی نصیب ہوئی۔ مگر ہمارے گھر والے تم سے اجنبیت کیوجہ سے کچھ وحشت ضرور کرتے ہین۔ خصوصاً خالہ تو تمھاری صورت سے بیزار ہین۔ بہت سی شکایتین مجھ سے کرچکی ہین۔

مکھولا - ان کی نہ کہو - اتنے دن کے تجربے سے مجھے معلوم ہو چکا ہے انکے مزاج کی افتادہی خدانے ایسی ڈالی ہے - اے وہ مجھ سے ناخوش کیا - یہ تو بتاؤ خوش کب سے ہین - اگر ابھی میرا معاملہ نہوتا تو اور سے وہ کب خوش رہنے والی اسامی تھین بلکہ مین تو یہ کہتی ہون کہ ان کی باتین خود بڑے نواب صاحب سے کب ہمدردی اور عقلمندی کی ہوتی ہین - انکو کون ایسا راضی رکھتی ہین -

احمد - خیر پھر اب اس کا کیا علاج - مقدر کی بات ہی - جو قسمت مین ہے وہ ہو کے رہیگا -

بارھوان باب

شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

جب انسان کسی وجہ سے آرام آسائش کا عادی ہو جائے - ناجی محکومیت اور سیاست کا شکنجہ ڈھیلا پڑ جائے تو ممکن نہین مستعدی اور چستی پر مجبور کرنیوالے اسباب پر چین بجبین نہو -

مست خواب ناز جو صبح کو جبرًا بیدار کیا گیا ہی - مدرسے کا طالب علم جو طویل تعطیل کو کھیل کود مین خرچ کر چکا ہے - مویشی جو کچھ مطلق بغنان چر چگ چکے ہین - شتر بے مہار جو بے تکلف چارے پر منھ مارنے کا عادی ہے - کیون نہ جھنجھلائے آہستہ قدم نہ اٹھائے - گمراہ ہو کے ادھر اُدھر نہ بھاگے کیون آسانی سے نکیل باندھنے دے - یہی حال اس گھر بسنے کا ہوا - ایک سرے سے نوکر چاکر سے لے کر آقا اور مالک تک سب ہی اول جلول - الٹے پلٹے کار خانے کے عادی - ہر معاملہ درہم برہم - کسی بات مین قرینہ نہ کسی کام مین سلیقہ - جو حکم ہے بے موقع ہے - جو سیاست ہے بیجا جو حرکت ہے بیہودہ - ایک طوفان بے تمیزی ہے کہ رات دن برپا - ہر شخص زیادہ تر نفسا نفسی مین مبتلا -

ایسی حالت مین منتظم - ہوشیار - چالاک - خود غرض - اجنبی - غیر کفو

غیر قوم - لالہ رام کرن کے انتظام کی چستی و ناپٹت - جزرسی - ہر ایک پر کارگزاری معقول کی تاکید - علاقے کے اسامیون اور ٹھیکہ دارون - کارندون سے اوقات مقررہ پر تنگ طلبی - بے مروتی - سخت ناگوار گزری - رفتہ رفتہ مخالفت نے پاؤن پھیلائے ہر حرکت نکتہ چینی کی آنکھ سے دیکھی - اعتراض کے کان سے سنی گئی - اسپر سونے مین سہاگا - رنگ مین کھٹائی - یہ کہ بار قرضہ سے مریض نواب ایسے دبے کہ دم پھول گیا - طاقت برداشت نہ رہی - بزبان حال پکار اُٹھے ؎

تا داشت دلم طاقت بودم بہ شکیبائی
چون کار بجان آمد اکنون من و رسوائی

ادھر شاہ حامد رشک وحسد کی آگ سے جلے بھنے - سب سے کیا اپنی جان سے بیزار بیٹھے تھے - مزاج مین شورش بھی تھی انھون نے اس آگ کو دامن ناعاقبت اندیشی سے ہوا دے کر اور مشتعل کرنا شروع کیا - اور سب سے بڑھ کے تو عشرت لونڈی نے وہ لگائی بجھائی کی - اندر باہر وہ فتنہ فساد کے شعلے بلند کئے کہ ہر شخص لالہ کا دشمن جانی ہو گیا -

ایک بہو کا دم تھا جو کسی طرف نہ تھا - گویا "بجنو" تھا - اول تو اس کی سنتا ہی کون تھا - اور جو کبھی کبھی زبان کھولنے کا موقع - بات کہنے کا یارا ہوا تو یہی سمجھایا کہ پہلے اپنے گھر کی حالت درست کرو - جو امر بلا مدد غیرے تمھارے کرنے کا ہو اسکو بخوش خدائی انجام دینا سیکھو - پھر اپنی طاقت - لیاقت جانچو جب سب طرح سے پورے اترو تو کوئی اور ارادہ کرو - اللہ نے چاہا پھر تمکو کوئی دقت نہ پڑے گی - خدا تمھاری مدد کریگا - بے مانگے مراد بر آئے گی - مگر یہ صلاح شعلہ جوالہ مین قطرۂ آب او نٹ کے منھ کو زیرہ ہوئی اور الٹی طرفداری سمجھی گئی -

ادھر سو اتفاق سے لالہ بھی اپنی کامیابی عزائم پر فی الجملہ مغرور و ادر نشۂ حکومت و ثروت مین چور ہو گئے تھے - انھون نے علاقے پر سے حقوق قائم کئے تھے بند و بست جدید مین جو اضافہ ہوا تھا اسکو ضبطی جاگیر و چاکرانہ سے پورا

کیا تھا ایک آدھ ٹھیکہ دار کا ٹھیکہ محض حیلے سے توڑ ڈالا تھا - دو چار نوکر چاکر نکال دیئے تھے اور سپاہیون کو جو باہر آنے جانے کے وقت خوراک اور سواری کے مصارف ملتے تھے وہ موقوف کر دیئے تھے -

ان سب نے مل جلکر اچھی خاصی عداوت پیدا کر رکھی تھی - مگر مدتون کا پامال سبزہ کئی برساتین کھا کے سر بلند کر سکتا ہے - چٹیلے گنجے کے سر پہ بال کئی سال مین نکلتے ہین - سردیائی دیا سلائی دیر مین آگ دیتی ہے - اسی طرح جو لوگ ہمت ہار چکتے ہین وہ دیر مین گرم ہو سکتے ہین -

اسکے واسطے کچھ زمانہ درکار ہوا - اس مہلت مین بھُس کی آگ سلگتی رہی پھوڑے کا چور دور تک پھیلتا - خمیر اندر ہی اندر اُٹھتا رہا -

اکثر اہم واقعات خفیف اسباب سے پیدا ہو جاتے ہین - چھوٹی سی چنگاری آسمان فرسا شعلے بلند کر دیتی ہے - ایک ادنی ہاتھی شہنشاہی فوج کو میدان جنگ سے اپنے ساتھ بھگا لایا - گھوڑے کے ایک نعل نے سلطنت ہاتھ سے نکلوائی ہے - اتفاق کی بات کہین ایک مقدمہ مین لالہ صاحب نے کسی غریب کسان پر ڈگری پائی تھی اسکے اجرا کے واسطے سرکاری چپراسی کے ساتھ انکے دو نوکر بھی نشان دہی کو گئے تھے - کسان نے - ہرچہ دست از جان بشوید آنچہ در دل دارد بگوید پر عمل کر کے پہلے تو گالی گفتہ شروع کیا - پھر کے لاٹھی مقابلہ پر مستعد ہوا - اسی مین بات بڑھتے بڑھتے نوبت آویزش آئی - ادھر کے سپاہی کا پاؤن پھسلا - سکندری کھائی اتنے مین گنوار خود بخود جمع ہو گئی - سرکاری چپراسی اور مہاجنی سپاہیون کے آخر پاؤن اُٹھ گئے - گرتے پڑتے گھر کو بھاگے یہ یہان

"دیوانہ را ہوے بس ست"

بدعملی جو شروع ہوئی تو آنکے ہر گاؤن کا ناخوش امد بزن اُٹھ کھڑا ہوا - دل کی دل فوجین جمع ہو گئین - ایک آدھ پرشور سرکش نے جو گھات کا منتظر تھا علم بغاوت بلند کیا - اور لالہ صاحب کی کوٹھی لوٹنے کا عزم مصمم کر لیا -

راستہ مین جو کوئی ملا - واسطہ اور بلا واسطہ اس کو بھی ساتھ لیا -

اینٹ - پتھر - روڑا - کنکر - جو ملا سامان حرب مین شامل - جلے سوختے چولھون سے نکالے - چپنی - ہانڈی - ہاتھ مین لی - پلنگ پٹی توپ بنی - ہر فرتی کی چھڑی بندوق ہوئی - غرضکہ یہ ساز اور میر عسکر کی تلاش -

آخر عقل ناانجام بین ہادی بنی - نظر کہنہ لنگ دستگیر ہوئی اور کشان کشان اصل مالک نواب بادشاہ حسین خان کے در دولت مصدر فلاکت تک پہونچا دیا - انقلاب زمانہ کا نقشہ چشم عبرت کے نظارے کے واسطے واقعات ڈرافتسمین نے کھینچ دیا -

اللہ اللہ - ایک زمانہ تھا یہ گنوار دل گروہ اگر حاضر آتا تو نقد اطاعت درکف عرض رعایت در دست - یا کسی قانونی گرفت مین پھنس کے عفو تقصیر کا مستدعی یا کسی ضلعدار کا رندے کے تشدد - تنگ طلبی کا شاکی - ترحم کا منتظر - یا جدید رسوم اضافہ لگان کو نادری حکم سنکے - دربانون - چوبدارون کی خوشامد مین گھنٹون - پہرون خوشامد کرتا - بلکہ ہفتون - مہینون در دولت پہ پڑا رہتا - اگر دعا مستجاب ہوتی تو خوش قسمتی سمجھتا - عرض ومعروض کا موقع ملتا تو سر عزت کو تا فلک الافلاک پہونچا سمجھتا - آقاے بلند مرتبت بھی مصداق ؎

کون سنتا ہے فغان درویش
قہر درویش بجان درویش

چندان پروانہ کرتے - اسامیون کا جوق جوق آنا مجمع کا مور وملخ سے زیادہ وسیع نہ جانیے مگر

ڈیوڑھی پہ بندوبست برنگ دگر ہے آج

شور وغل سنکے کسی از کار رفتہ نوکرنے گرتے پڑتے کہنہ پھاٹک بند کر لیا ہے - جو صرف بازاری کتون کی آڑ رہگیا تھا - باقی مدت کی بے مرمتی سے تختے طرگل کے پرانی کچی قبر کے مجو سے - کیلین ضعیفی کے دانت - چولین ڈھیلی ہو گئی ہین - اگر آج کوئی کس سکے لات مارے تو بھر بھرا کے نیچے آرہے - گھر مین اندر باہر تہلکہ پڑا ہے کہ آخر یہ جم غفیر اس زمانہ مین کیون جمع ہوا ہے - صاحب خانہ گھبرا کے

اُٹھ کھڑے ہوے - لاٹھی ٹٹول رہے کورکش کو مضطرب ہو ہو کے آوازین دے رہے ہین - بیگم صاحب بھی ڈیوڑھی تک سراسیمہ برہنہ پا چلی آئی ہین - بہو بھی لب بام آکے تماشہ دیکھنے لگی ہین -

با ہر لمحہ لمحہ بھیڑ بڑھتی جاتی ہے - آوازون پر آوازین دیجاتی ہین تحکمانہ انداز سے دق الباب ہو رہا ہے - دس پانچ گستاخانہ لہجے مین دروازہ کھلوا رہے ہین - اصل حال نہین معلوم - پاے عقل لنگ - دست ہمت شل - مخزن دماغ عضو مفلوج مصائب تازہ کا اندیشہ مستولی - آخر نرچ ہو کے

در بلا بودن بہ از بیم بلا

ٹھان کے چند انفاس کو بلایا - ڈر کے سہم کے - غرض پوچھی - اُسپر یہ غوغہ شتو سنی

ہمت بہادر - (پٹواری) حضور علاقے مین بد علمی ہوگئی -

زور آور سنگھ - (ٹھاکر) ٹھیکہ دار کا قبضہ کئی گاؤن سے اُٹھ گیا -

لوکئی - (مراؤ) فوجداری ہوگئی - ہم پنچون سے اور ٹھیکہ دار کے عملے سے -

دبی - (گویا) ہم کہا - چلی ڈیوڑھی پر -

لال من - (بھرجی) حجور بڑی بدت کرت رہے -

رستم خان - (میواتی) کیا مجال جواب لالہ کوڑی وصول کر پاوین -

مجو - (زنانی) حجور آپ مالک ہین - ہمپر ہاتھ دھرین - تھانے پر رپٹ لکھائے گئے رہین - مکدمہ بلے (بلوے) کا کائم کرے - کئی جن جوجھ گئے (کئی آدمی مرگئے) تھانیدار کہت رہین - سنگین باردات (واردات) ہے -

مہری شاہ - نقیرون کی تو روز شج شادگ - یہی دعا رہتی ہو یہ بابے کئے مالک نے قبول کی -

مادھو - (پانڈے) ہان اب لچھن اچھے .....

دین محمد - (ملا) بفضلہ تعالے حق بحقدار پہونچے گا - انشاءاللہ -

بادشاہ حسین خان - اچھا تمھارا اب مقصد کیا ہے - تم جانتے ہو - مجھسے اب ان باتون سے کیا علاقہ - معذور ہون - مجبور ہون - قانوناً مین کچھ کر نہین

سکتا۔ دوسرے یہ جو کچھ تمنے کیا اپنی خوشی سے کیا۔ تمہارے جھگڑے سے مجھ سے کوئی واسطہ نہین۔ کچھ مفصل حال تو کہو کیا معاملہ ہے۔

ہمت بہادر۔ خداوند نعمت۔ ہم جو کچھ تابعداری کرتے تھے چنانچہ یہی سمجھتے تھے آپ کی تابعداری کرتے ہین۔ سارا علاقہ کچا تھا۔ چنانچہ ٹھیکہ دار نے ظلم زیاستی (زیادتی) شروع کی۔ مارے عدالت کے پران بیاکل کردیے۔ اسامی بگڑ گئی۔ ایک مقدمہ چنانچہ فوجداری ہوگئی۔ چنانچہ لاٹھی چلگئی۔ دونون طرف چوٹیل ہوے گنوار تو تم جانو گنوار۔ چنانچہ دیہی کا غذات ضایع کیے۔ ضاندا۔ دان کی روکڑ لوٹ پاٹ لی۔ اور ظالم سنگھ ہورے (نعرہ) چڑھ دوڑے۔ لالہ سے ابھر پرے۔ چنانچہ سماعت مین آواہے۔ لالہ مجروح ہوے۔ زخم لگے شاید لگے۔ فلہذا حاضر بھٹے ہن رہین کہ مرحمت خداوندی مبذول ہوے زیادہ حد ادب سے

بازآمدم کہ طاعت آن خاک پا کنم
گر طاعتے قضا شدہ باشد ادا کنم

رستم خان۔ مقدمہ فوجداری کا جو ہوگا دیکھ لیا جائیگا۔ اب حضور تابعداری اس سرکار کی ہوگی۔ نیا عملہ بھرتی ہوجائے۔ تحصیل جاری ہو۔ کوڑی کوڑی اگلی لیجئے۔ مگر ان کا آدمی گاؤن مین نرہ سکے گا۔ یہان سے لے کے ولایت تک رٹینگے

بادشاہ حسین۔ خیر یہ تم لوگون کی بات ہے مگر مجھے تو معذور ہی رکھو خدا کی مرضی تھی تم میری رعایا تھے۔ مین ایسی حکومت اور منفعت کو حرام سمجھتا ہون۔

دین محمد اور مادھو رام (ایک زبان ہوکے) مگر خدا کی خلقت کو آفت اور تکلیف سے بچانا تو اب ہی اور آپکے اختیار مین ہی۔

بادشاہ حسین۔ نہین۔ نہین۔ مین خود معذور ہون۔ نہ ہاتھ پاؤن مین سکت نہ دل مین طاقت ہی۔ اگر یہ مقدر تمہارے حق بجانب بھی ہوتا تو مجھ پر فرض نہ تھا اب میری صلاح پوچھو تو جاؤ عدالت کا دروازہ کھلا ہے۔

جو داد فریاد کرنا ہو خود کر لو۔ اور نہین تو ٹھیکہ دار کی اطاعت کرو۔ اگر خطا ہوئی ہی۔ سرتابی کی تو خطا معاف کراؤ۔ اسکو تمپر حکومت کرنا ہی۔ گاؤن داری کرنا ہے۔ وہ تمپر ایسے مظالم نہ کریگا کہ تم خانمان برباد ہو جاؤ۔ اسامی مثل اولاد کے ہے۔ مان باپ ناخوشی کے وقت سزا دیتے ہین۔ ماتا اور شفقت سے محروم نہین کرتے۔

زبردست سنگھ۔ ہمارا چھتری برن تو نہین کہتا۔ جب سے ان بن ہو گئی اس کی خیر شاہد کرین۔ اب یا ہم نہین یا وہ نہین۔ اگر آپ اس کے آگے سر نہوڑائین د جھکائین، تو چھتری نہین۔ چمار ہین (غصے سے موچھون پر تاؤ دیتا ہے)

لال من۔ جو کچھ بات نہین۔ جو جو نہ بات رکھین تو اور کون مالک ہی۔ جون ہاتھ پکڑے۔ ابتو بانھ گہے کی لاج رکھو۔

بادشاہ حسین۔ اچھا یہ غور طلب ہی۔ پھر جواب دیا جائیگا۔

رستم خان۔ تو خداوند جلد جواب ملے۔ کوئی اور سبیتا کرین۔ ارے ہان اور کیا۔ جان جوکھم تو ہمارے لئے ہے۔ ہم سب طرح موجود ہین۔ ابتو کمرین کھولتے ہین کل حاضر ہونگے۔

تیرھوان باب ۱۳

طفل بمکتب نمی رود و لے برندش

انسان کو خدا سے پھیرنا ابلیس کا کام تھا۔ اتنے بڑے کام کی اہمیت معلم الملکوت سا معنوی چاہتی تھی۔ خالق اور مخلوق کے اعلی اور پاکیزہ تعلقات کو فرشتہ مقرب جان سکتا تھا۔

مگر انسان کو انسان سے نفرت کرنا انسان ہی کا کام ہے۔ یہ سفلہ ہی اس سفلیت کے مناسب چال چلسکتا ہے۔

نابینا بادشاہ حسین خان۔ باوجود ضعف جسمانی و کمی بصارت و بصیرت

اٹھے بیٹھے ہین - پرانے زلہ بایان خوان نعمت مکھیون کی طرح گردش جمع ہین اور بہت ہی بڑا مسئلہ پیچیدہ گتھی پیش ہو -

بعد قیل وقال بسیار - رائے سلیم مین تزلزل آیا - کہنے سننے سے پہاڑ ٹل جاتے ہین - یہ تو علیل کی رائے تھی - دل بھی چھوٹا ہو رہا تھا - اُسپر اطمینان یہ کہ جبتک دیوانی فوجداری کا جھگڑا ہوگا - اپیل مرافعے کے مراحل طے ہون گے تب تک تحصیل وصول اپنی رہے گی - خزانہ خالی تو پر ہو جائیگا - لڑائی جھگڑے کا بکھیڑا موٹے اسامیون کے سر رہیگا - گوشت خر دندان سگ - مردہ دوزخ مین جائے یا بہشت مین اپنے حلوے مانڈے سے مطلب - آگے جو ہوگا دیکھا جائے گا -

مگر یہ سب کچھ تھا - دیانت اور انصاف کا نشتر جو مصداق مفرول شود معقول شود کسی قدر تیز ہو رہا تھا - برابر نیش زن تھا کہ دیکھو یہ راہ اچھی نہین سنبھل کے چلنا آخر سب کی سن کے بادشاہ حسین نابینا نے یون تقریر کی -

تم سب کے اصرار سے مین قبول تو کرتا ہون اور قبول نہ کرون تو کیا کرون مگر تمسے اپنے دل کی بھی کہہ گزرنا ضرور ہے - اصل یہ ہو کہ مین اس مہم مین شرکت کے لائق ہرگز نہین - جو معذوریان اتنی مدت سے چلی آتی ہین وہ کوئی ڈھکا نہین سکتا - دل مین ہمت نہ عقل مین قوت - نہ ہاتھ پاؤن مین طاقت جو کچھ ٹھیکہ دار نے میرے ساتھ برتاؤ کیا اسکی شکایت میرے دل مین کسی طرح آتی ہی نہین - تم میرے دل مین اپنا دل نہین ڈال سکتے - مگر مین بھی تمھارے دلمین اپنا دل ڈال نہین سکتا - یہ سمجھ لو - اور اچھی طرح سمجھ لو کہ مین دو مصیبتون مین ہون - اگر تمھاری رائے کے مطابق چلتا ہون تو آج سبز باغ کی سیر ہے - مگر بعد کو خار بستر عمر بھر کو نصیب اور عاقبت مین بھی بازپرس ہو تو مشیت ایزدی دیکھتے تعجب نہین - اگر خاموش اختیار کرتا ہون کہ تم سب ناانجام بینی - کوتہ نظری کی خراب مین چور ہو رہے ہو - غرور تسخیر کی چربی آنکھون مین چھا گئی ہے - جو جرأت و ہمت ہے وہ اپنے اپنے دنون کی نہین ہے بلکہ ایک جم غفیر کے مجمع نے پیدا کر دی ہے - یہ عین شناخت نامردی - بزدلی - اور جبن کی ہے -

یہ خاصیت ڈرپوک اور مکارکی ہے۔ لینڈی کتے اپنے محلہ مین اسی سبب سے
شیر ہوتے ہین کہ ان کے گھر قریب ہین۔ آفت پر دم دبا کے چھپ سکتے
اہل محلہ شہ دے سکتے ہین۔ شیر دل وہ ہے جو بلا اپنے بائین دیکھے جوش مین
کرگزرے۔ سو مجھے بخوبی یقین ہے کہ یہ صفت تمھارے افعال و حرکات
اور خود میری شامت اعمال کے نتائج لازمی سے مدت ہوئی تم سے متغائر
ہو گئی ہے۔ تم محض دست شل ہو۔ جو صرف اس امید پر اُٹھنے کے قابل
سمجھا جاتا ہے کہ دوسرا ہاتھ اسکو سہارا دیسکتا ہے۔ پس اصلی جوہر تم سے
اتنی مدت سے مفقود ہے کہ پھر عرصہ درازتک اس کے واپس آنے کی
اُمید نہین۔ اور مجھے تو اسی دن سے یقین ہو گیا کہ جب مین نے وحشت ناک
خواب دیکھا تھا۔ اب جو تمھارا کہنا کرتا ہون تو یہ سمجھ کر کہ بد دن اسکے مجھ کمبخت کو
کوئی چارہ نہین۔ تمھارے یہ وعدے۔ یہ ہمت بظاہر میرے ڈوبتے اقبال
کی نشانیان ہین۔ بجھتے چراغ کی لوین ہین۔ گل ہوتی ہوئی آگ کی آخری چنگاریان
ہین۔ یہ بھی اسی سلسلہ نکبت و فلاکت کا آخری وار ہے۔ جو اقبال تے
بھیس مین مجھے ستانے آتی ہے۔ خیر تم کہتے ہو تو جبراً قہراً تمھاری بات مانے
لیتا ہون۔ مگر اے خدا تو میرے دل کا حال خوب جانتا ہے۔ اے آسمان
کے ستارو۔ اے ماہتاب۔ اے زمین آسمان۔ اے عناصر اربعہ تم
گواہ رہنا کہ مین ہرگز ہرگز ان کا ساتھ خوشی سے نہین دیتا۔ حاکم حقیقی اگر
اس کی باز پرس کرے اور یقیناً کریگا تو تمکو میری معذوری اور ناچاری کا واسطہ
تم ایمان کی کہنا۔

اس دنیا مین جو کچھ میری ذلت۔ خواری۔ روسیاہی ان لوگون کی
بدولت ہو اس کا تو ہر حال مین مین مستوجب ہی ہون۔ اور اتنے دن جو
اس آخر عمر مین کٹے وہ بھی ذلت ہی کے تھے۔ ایک ایک دن مین
ہزار ہزار دفعہ مین زندہ مردہ ہوا ہون سیکڑون مرتبہ ملا ہے شرمندگی
کے زمین مین گڑ گڑ گیا ہون۔ لاکھون گھڑے پانی مجھ پر پڑا ہے مگر بدنصیب
سخت جانی ہے کہ دم نہین نکلتا۔ پس اب میرے واسطے کہ ان ذلت و خواری

اٹھ رہی ہے جسکا دھڑکا مجھکو ہو۔ جہان سیر۔ وہان سوا سیر ہے

دل در تمنائے دگر جان در تمنائے دگر
این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

سچ پوچھو تو میرے اقبال عزت۔ آرام آسائش کے دن قسمت مین باقی ہی نہین رہے۔ دنیا مین منھ دکھانا تو رہا ایک طرف۔ اقبال مندون پر نظر ڈالنے کے قابل بھی اس معذوری سے نہین رہا کہ خود اقبال میرے پاس نہین نہ سہی اورون کے اقبال کو دیکھ کے آنکھین تو سینک لون۔ قدرت کی گلکاریان باغ و بوستان کی رنگ آمیزیان۔ وادی وصحرا کی فضا۔ دریاؤن چشمون کا دلکش نظارہ۔ کوہ و بیابان کا پر شوکت سمان۔ سحاب و شفق۔ صبح و سا برق و باران۔ قوس قزح کے لطف سے مین محروم۔ اجرام فلکی۔ نجوم و سیارہ کے نظارے کے لائق مین نہین۔ چاند سورج کے پر نور چہرون کی زیارت سے مین مایوس۔ ارے حد ہو گئی کہ ذرۂ ریگ کی چمک کے قابل مین نہین خس و خاشاک حشائش یعنے سبزۂ پامال کو بھی آنکھین ترستی ہین۔ اپنے پرائے عزیز۔ قریب۔ دوست۔ آشنا کے چہرے کو مین نہین دیکھ سکتا۔ غرضکہ میری نظرون مین دنیا اندھیر ہے حواس خمسہ سے وہی حس چھن گیا۔ جو سب سے شریف اور افضل تھا۔ جس سے خدا کی قدرت کا نظارہ بدیہی اور قوی اثر پیدا کرتا۔ اور جس کے کرشمونکی شعرا اور علماء تاثیر الانظار (مسمریزم) نے ایک انوکھی ہی دنیا آباد کی ہے۔ مگر ہائے مین اس سے بھی محروم ہون پھر دل کے چین کا یہ حال ہے کہ گھر میرے واسطے جہنم سے بدتر ہے۔ کروٹ کروٹ خار غم۔ پہلو پہلو نشتر الم۔ بلکہ ع

یک پہلو و صد خنجر۔ یک سینہ و صد پیکان

جسقدر معذوری بڑھی اسی قدر عقل فساد نے گھر مین راہ پائی۔ دولت ثروت مین جب چہل پہل ہوتی ہی۔ افراط فراغت عقل کو کاواک کرتی ہے۔ اسکی کمی ایک

سناٹا ضرور پیدا کردیتی ہے۔ مگر وہ سکون سکون ماقبل طوفان ہوتا۔ فلاکت ایک دوسری عافیت سوز پریشانی جلو مین لاتی ہے۔ ذلت اور لیمپئی کا وہ زہر کہ حسن اخلاق کردار نیک تک جو دولت کی صورت سے ناآشنائے محض ہین ڈوبتی کشتی سمجھ کے کنارہ کر گئے ہین۔

پس ایسے معذور کو یون مجبور کرنا۔ تم ہی دلمین سمجھو کیسی نادانی ہے۔ خیر مین سب تمھاری خاطر سے گوارا کرتا ہون مگر یہ ہر وقت پیش نظر رکھو کہ تمھین مجھے اس منصب رفتہ پر بٹھانے ہو اور اس بودے جہاز کو زبردستی دریاے قہار مین گھسیٹ کے ڈالتے ہو آج کی بات یاد رکھو۔ دیکھو بہت پچھتاؤ گے اور کئی عمر دن تک لہو کے آنسو روگے۔ خیر مین بھی تمھارے ساتھ ہون۔ جو کہو اسکے واسطے راضی ہون"۔

اس تقریر نے اثر کیا۔ مگر مختلف طبیعتون پر مختلف رنگ سے کچھ جھلاّے کچھ بشاش کچھ متفکر۔ کچھ خوش کچھ ناخوش۔

اس مجمع مین دونون صاحبزادے بھی موجود تھے۔ انکو خود تو فکر نہ تھی مگر لوگ گھیر گھار کر لائے تھے۔ چاٹ لگی دی تھی۔ یہ بے سوچے سمجھے مستعد ہو گئے زمانے مین بھی چرچے پھیلے۔ صاحبجان کی ایک ایک بات پر ہزار ہزار لفرین ہوئی۔ لفظ لفظ کی دھجیان اڑین۔ بیگم صاحبہ کو شل رندان عالم سوز مالہ وما علیہ سے کچھ مطلب نہ تھا۔

نفع کے خیال سے دنیا وما فیہا کو بھلا دیا۔ بلکہ سچ پوچھو تو یہا نتک مستعد ہوگئین کہ اگر آج بیوہ ہوتین، توان کو ازادی کے ساتھ خود اشتعال دیتین۔

ہان گھر بھر مین ایک بندہ دم تھا جو ان سب باتون کو شیخ چلی کا منصوبہ سمجھتی اور اس جھگڑے کو خاندان کے حق مین سم قاتل جانتی تھی۔ مگر ایک تو اجنبی اسپر طرہ یہ کہ گوش ناشنوا۔ اس گھر سے ایسی مانوس بھی نہ تھی۔ اگر شوش ہوتی تو ذاتی عافیت پر افسوس کرتی تو اپنی حالت پر۔

لونڈیون باندیون۔ ماماؤن اصیلون نے عسرت کی بے تمیزی کی سند پر گھر سر پر اٹھالیا۔ پورا طوفان بے تمیزی برپا کردیا۔

چودھوان باب

تیغ تنگی بدن مین خون نہین
کیا نہائے گی کیا نچوڑے گی

مقدمہ فوجداری کا خمیر اٹھ رہا ہے۔ بوٹے ہوے کانٹے نکل رہے اُپج رہے اُگ رہے ہین۔ انقلابات عظیم کے ٹرین کا انجن گرم ہو رہا ہے۔ اوخنہ دا انجرات مجتمع ہو رہے ہین۔ دلالون۔ مختارون۔ وکیلون۔ بیرسٹرون کے واسطے چہل پہل کے سامان فراہم ہین۔ تھانے مین رپورٹین ہو چکین۔ ہوائے دار وگیر و تیز و تند چل رہی ہے۔ بلوے کا مقدمہ گھٹون چل نکلا ہے۔ کوئی دن مین سن بلوغ کو پہونچ کے تا عدالت سشن آیا چاہتا ہے۔
یہ جھگڑے بکھیڑے متمول اسامی اور اہلکاران ٹھیکہ دار جانین۔

ہم تو اس گھر کے خیر منانے والے ہین

یہان نفاق۔ اختلاف۔ آپا دھاپی۔ نفسا نفسی زورون پر ہے۔
رئیس جبراً قہراً نیم راضی ہین۔ مگر دل پا چھی کرتا ہے پر جوش مفسدون پر طمینان نہین ہوتا۔ عصائے کہنہ قابل اعتبار نہین۔ جسکا دل بیٹھا جاتا ہے۔ وہ دستگیری کو کیا اٹھ سکتا ہے۔ جس کا قدم ڈگمگاتا ہے وہ کڑی منزل مین کیا پامردی دکھائے گا۔ بولتی کڑیان کیا سقف مکان سنبھال سکین گی۔ جامہ کہنہ کیا تن پوشی کرے گا۔
صاحبزادے کاجل استعمال کرنے والے نامجسٹریٹین سے پہلے۔ تلوار کی آنچ نہین سہہ سکتے۔ ہان طمع اور ہوس۔ ناانجام بینی اور بیداری کے دھوکے مین آکے کنمنائے ہین۔ مگر دوست نادان اور دشمن دانا کا مقابلہ کیا۔ پھر ساری اُمنگ عیش و دولت کی چاٹ پر ورنہ گھر سنبھالنے کا خیال اردگرد

ہین اور سیر کوڑھ مین کھاج ۔ مفلسی مین آٹا گیلا کہ اپنے ہی قدح کی خیر مناتے ۔ محض
خیالی اور وہمی بات پر ابھی سے کٹے مرتے ہین ۔

ایک منصوبے یہ بن ہین ۔

یون حکومت کرون گا ۔ یون تحصیل وصول ہوگی ۔ بجو خان میواتی مختار عام ہونگے
پڑھے لکھے نہ سہی معاملہ فہم تو ہین ۔ مدت کے حق دوستی سے ادا ہون گے ۔
ایک دفعہ پانچ روپیہ مہینہ بھر کے وعدے پر قرض لا دیے تھے ابھی تک ادائی
کی نوبت نہین آئی ۔

یہ وقت معاوضے کا خوب ہے ۔

دوسرے ابھی سے ہنٹر لیئے در و دیوار پر چابک کی مشق کر رہے ہین ۔
گاؤن مین جاتے ہی وہ رعب بٹھاؤن کہ پیشاب سے چراغ جلے ۔ باقی
کی نالشین یک قلم موقوف جوتے مار مار کے کھڑے کھڑے روپیہ تحصیل
کرلون ۔ ایک سال پیشگی کا قاعدہ باندھ دون ۔ درخت ہر اسامی کے ضبط
گاؤن کی پیداوار پہلے ہم لین ۔ اور دام سب سے نصف قیمت لگا کر
دین گے ۔

ایک دن دونون مین چل گئی ۔ حقیت کی گفتگو تک آگئی ۔ اور دونون
اپنی اپنی ٹکڑی لے کے ایک دوسرے کی فکر مین پڑے ۔ ذلت خواری
بدنامی ۔ حتی کہ جان تک کے خواہان ہو گئے ۔ دس بدمعاش ان کے
مصاحب ۔ پندرہ اونکے خیر خواہ ۔

بیگم کا حوصلہ زیادہ تھا ۔ مگر افتاد طبیعت سے کاوک ۔ اولاد کے ہوتے کیا
کر سکتی تھین ۔ زچ ہو کے سمجھ کے موافق کھل کھیلین ۔

پردہ اٹھا دیا ۔ دربار کرنے لگین اگر نواب مین دم درود ہوتا تو انکی خیر
نہ تھی ۔ وہ معذور ۔ حشو برائے بیت قرار دے کے نظر انداز ہوئے ۔
مگر طمع آزادی و حکومت ۔ شفقت مادری پر غالب آئی ۔ جس نے بچگی مین
اپنے خون سے جلایا ۔ وہ جان لینے پر آمادہ ہے ۔

سانپ اپنے بچے کھا جاتا ہے ۔ بعض بہائم اور سباع اپنی نسل آپ

چٹ کر جاتے ہین۔ ایک کو ایک کھاتا ہے۔ تقاضاے فطرت یہی ہے۔ یہ بھی قابل معافی ہین اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو فسانہ نگار زبان پر نہ لاتا۔ اگر خلاف فطرت انسانی ہو تو ان نکبخت کی فطرت قابل الزام ہے۔ یا ہمارا ذریعہ واقفیت غیر معتبر ہے۔ مگر اتنا ضرور سچ ہے کہ رہزان دونون کو کھانے مین دبا گیا۔ دونالی بندوق داغی گئی دوشاخہ خدنگ اس رستم سرشت عورت سے کمان حرص سے لگا دیا۔ شاکسپیر نے میکبتھ مین دکھا دیا ہے کہ عورت کی ہمت کیا کر سکتی ہے۔ صرف ملکہ بننے کی طمع مین محسن۔ فرشتہ خصال بادشاہ کو ذبح کر ڈالا۔ امام حسنؑ کا خون شاہد ہے کہ اس نازک طبع فرقہ مین موقع پر کس قدر سنگدلی آجاتی ہے۔ روئی کی نرمی مین نبہ دانہ کی سختی کیسی لپٹی ہوتی ہے۔ کباب کی ہڈی اچانک کیا صدمہ دانتونکو پہونچاتی ہے بس کیا۔ اگر حکومت کی طمع شفقت کے چمنستان سے ماں کو کھینچ کر شقاوت کے خارزار پر لائی۔ پہلے بھی ایک آدھ مرتبہ ایسا ہی خیال بد آچکا تھا اس دفعہ زور شور سے آیا اور اس جھونکے مین دونون چشم و چراغ گل ہو گئے۔ چلتے آنکھ پھوٹی بیر گئی۔ ہیضے کا بہانہ ہوا۔ اور جنازے ایک ساتھ قبرستان روانہ۔

لوگ روئے ماتم کیا۔ ماں باپ کے دلون پر زخم لگے۔ خصوصاً ماں کے دل پر جوش خون سے گہرا چرکا پہونچا۔ مگر تیر از کمان جستہ۔ صبر کے مرہم نے اندمال کر دیا۔ ہان بھولا بیگم جو رانڈ ہوئین۔ یہ بڑا ستم ہوا۔ اور وہ بھی ساس کی کرتوت سے بقول شخصے۔ ؎

ناؤ کس نے ڈبوئی خضر نے

ان کی قسمت پھوٹی امنگین آرزوئین حسرتین کمال بے دردی سے کشتہ ہوئین۔ بلکہ گلا گھونٹا گیا۔ آنکھ اٹھا کے دیکھتی ہے اس بیچارہ کی دنیا جہان مین کہین ٹھکانا نہین۔ اسکے حق مین مرنا ہی زندگی۔ زہر آبحیات مگر قسمت مین جینا بدا تھا۔ اس برائے نام زندگی اور لطف حیات سے محروم پر ضرور دیا چاہیے

ہان بیگم صاحب سلامتی سے چند روزہ سوگ کے بعد چاق چوبند ہو گئیں۔ جیسے دونون پہلوؤن سے کانٹے نکل گئے۔ داہنی بائین ہلتی ڈاڑھین ڈاکٹر موت نے کھینچ لین۔

غریب شوہر۔ معذور شوہر۔ مجبور شوہر۔ بڈھا شوہر۔ خدا نہ بنائے اور پھر ایسی کنگلا۔ زبان دراز۔ بیباک۔ سفاک کار وزشیر کے منھ مین جانا۔ ہر لحہ چاشنی۔ مرگ چکھنا۔ اور سخت جانی سے بچ کے بسمل کیطرح تڑپنا۔

اب ان بدمعاشون کے صلاح مشورے مین شریک ہونا۔ ساری ساری رات فضول بکواس۔ شیخ چلی کے منصوبون۔ بیکار سازشون کے مشورے کرنا۔ مکر۔ فریب۔ دغا۔ جھوٹ۔ غلط بیانی کے اظہار بنانا۔ جعلی دستاویز۔ بہی کھاتے۔ حساب کتاب۔ کاغذات دیہی بنوانا۔ بس یہ کام رہگیا۔ جبین تو فطرتی تھا اس نے مکر کو پیدا کیا۔ مکر نے فریب و مغالطہ دہی عدالت اور جعلسازی اور غلط بیانی کی صلاح دی۔ اور بزعم خود پھر سامان فراغت مہیا ہو گئے۔

پندرھوان باب

ناکردہ گناہ

ساری شورش۔ ہنگامے کا نتیجہ ایک اعتبار سے کچھ بھی نہ ہوا۔ یہ اہتمام یہ انتظام۔ یہ سازش۔ یہ وعدے۔ بادہوائی ہو گئے وہی جو قاعدے قانون سے ہوتا ہے ہوا۔ اسکی وجہ صرف یہی تھی کہ دست شل سے بوجھ نہ ڈھ سکا ہمت قاصر زور تک ہاتھ نہ مار سکی۔ گل پژمردہ کھل کے مشام خاص معطر نہ کر سکا بلکہ اصل مین شرکت کی غرض۔ علت غائی بجز خود مطلبی کے اور کچھ تھی بھی نہین شمع جلی۔ خود گھلی۔ درختون مین آگ لگی۔ جنگل بھی راکھ ہوا۔

مقدمے نے طول کھینچا۔ سازش و اغوا کی لپیٹ مین رئیس بیگم و دیان سب پکڑ بلائے گئے۔ جن جرائم کے مرتکب بھی نہ ہوئے تھے ان مین دھرے گئے۔ روداد نے۔ قیاس نے اچھی طرح ثابت کر دیا۔ رئیس صاحب

نالائق بیہودہ بدخلقی تھے۔ معاملات اپنے ہاتھوں اتنے جو بٹ گئے کہ نان شبینہ کو محتاج ہو گئے۔ سود تدبیر سے آنکھیں کھوئیں۔ اب محض بے ایمانی شرارت سے ناجائز نفع اٹھانا چاہا۔ دہات مین شورش اعزا کا جال پھیلایا۔ اور سبکو تمرد پر آمادہ کیا۔ بلوہ کرا دیا۔ مثل ہی مشہور ہے بھوکے شریف سے ڈرنا چاہیے۔

گواہان گزرین روز واقعہ کو یہ خود کسی کے گھوڑے پر سوار بدمعاش کی کمان کرتے تھے۔ لالہ کے کاغذات انھین کے حکم سے جلے۔ جب کسی نے جو کچھ لوٹا سب انھین کے پاس سیدھا لایا۔

کاغذات مین جعل انھین نے بنوایا۔ زنانے مین جعل ساز کو بٹھا کے درپردہ کارروائی کی۔ بیگم یا تو دولت کی منتظر تھین یا اس ذلت مین پھنسین وہ بھی شریک جرم۔

یون مقدمہ الجھا۔ روبکاری طویل۔ پوری مسل کسی محافظ خانے مین ہو گی اس مختصر مین اتنی گنجایش کہان۔ ہان جسقدر رئیس صاحب اور انکی ننگ و ناموس کا اظہار ہوا ہے اسکی مختصر کیفیت یہ ہے۔

ایک شخص دبلا۔ پتلا۔ قاق۔ صرف پوست استخوان۔ مریض۔ نابینا ہتھکڑی اور بیڑی مین جکڑا۔ برہنہ سر۔ میلی سی پھٹی کملی اوڑھے کراہتا۔ لڑھکتا پر رعب پولیس کی حفاظت و حراست مین ٹھوکرین کھاتا آ رہا ہے۔ عدالت مین سناٹا ہے۔ ہر متنفس کی نظر اسکی طرف ہے۔ کٹہرے کے پاس پہونچکر اسکی بیڑیان اور ہتھکڑیان کھلین۔ رہائی کے واسطے نہین۔ مجرمون کے کٹہرے مین جانے کے واسطے۔ یہ معدلت کا پہلا نمونہ ہے جس مین تا حکم عدالت ہر ملزم کے ساتھ برتاؤ ہوتا ہے جو بے جرم و بے گناہ کے ساتھ لازم ہے۔ پولیس نے کٹہرے کے سہارے کھڑا کیا بیان شروع ہوا۔ اس نے گڑگڑا کے اپنی مجبوری بیان کی۔ معذوری دکھائی۔ رویا۔ سچے دل سے حلف اٹھایا۔ میرا خدا گواہ ہے۔ مین بے گناہ بے قصور ہون۔ اس جھگڑے سے بے خبر تھا۔ مجھے اس معذوری مین کیا وجہ اسید کرتے

کی تھی کہ لوگ میری بات مانین گے - میری خاطر سے بلوہ کرین گے - مدتین گذر گئین - لالہ رام کرن کے ہاتھ پاؤن کے صدقے مین زندگی بسر کر رہا ہون جو کچھ ترس کھا کے دے دیا اس مین بسر کی - شورش کس بھروسے پر چاہتا - بلوہ کس اطمینان پر قائم کرانا - قبر مین پاؤن لٹکائے موت کا منتظر ہون - ہان البتہ اتنی چوک ہوئی کہ عیب بعد واقعہ مجھے اخبار نے مجبور کیا تو ہان مین نے بھی کر دی - نہ اوسکے کسی کام مین شریک نہ مشورے مین ہادی - میری حالت خود ہی شاہد بے جرمی ہے - مگر یہ شک حاکم و جوری کے دماغ سے کسی طرح نہ نکلا کہ ملزم اندھا ہے - اور اندھا بے ایمان - محسن کش - اغوا بدخواہی انسان سے بعید نہین - یہ بھی انسان ہے - ایک زمانے مین لذت دولت چکھ چکا ہے - اگر اوسکی طمع اس دفعہ اس وادی پر لائی تو کون خلاف عقل بات ہوئی - وکیل سرکاری و وکلاے مستغیث نے اس استحکام سے دلائل پیش کئے کہ اس بیچارے پر اچھی طرح الزام قائم ہو گیا -

بیگم عورت ذات - اور پھر ہندوستان نکبت نشان کی بے مغز - بیہودہ گفتگو - جو دو ایک باتین ہونے چلتے وقت بنائی تھین وہ بھی بھول گئین - قصہ مختصر حبس دوام بعبور دریاے شور کا حکم سنا دیا گیا - مجرم تو غش کھا کے وہین گر پڑا - حاضرین جو ابھی چند لمحہ پہلے غصے کی نظر دیکھتے تھے - اہل جوری جو ابھی مجرم قرار دے چکے تھے یہ سمان دیکھ کر رو دیے - دل بھر آیا

اللہ اللہ! یہ انقلاب زمانہ -

عمارت بلوہ کی روداد کا جب یون خاتمہ ہوا - بادشاہ حسین خان رئیس ابن الرئیس - دربار نشین - کرسی پانے والے - سونے چاندی مین تلنے والے آج مجرمون کے کٹھرے مین پھٹی کملی اوڑھے دم توڑ رہے ہین - مرے تو چین نصیب نہ ہوا - بچے تو کالے پانی بھیجے گئے - نہ موت ہی اچھی نہ زندگی ہی بھلی - گھر اس آفت مین خود مالک ہی بھول جاتا ہے - زمانے کی بے خبری اوس پر طرہ - پھر جب ایک عرصہ کافی تک کسی سے دنیا بھر

بنچیر رہے تو اسکا کیا ٹھکانا۔

نوکر چاکر تھے ہی کیا زمانے نے مدت سے پنشن دیدی تھی۔ صرف عمر کے دن پورے کرتے تھے۔ بقول شخصے پڑے نہ موے رٹ موے۔ بیکاری کی بدنائی مٹانے کو نوکر تھے۔ یا کچھ ایام گزشتہ کی قدردانی اور انعام اکرام کے احسان کو مانے جاتے تھے۔ بعض قدامت کے خیال اور وہی اکھے دھاگے سے بندھے۔ آقاے دیرینہ کے حق کو گرتے پڑتے ادا کرتے جاتے تھے ایک آدھ پیر فرتوت لاچاری و معذوری کی پردہ پوشی کو پچھلی محبت الفت کے سہارے پڑا زبان حال پکار رہا تھا ؎

تال سوکھ پر پٹ بھئے اور ہنسا کھون نہ جائین
باندھے پچھلی پیت کے سوکنکر چن چن کھائین

لیکن اب تباہی کے طوفان۔ بربادی کے تلاطم نے رہی سہی جھڑ پڑی بھی اور جاڑ کے پھوس اور تنکے کو سون پھینک دیے۔ بوسیدہ لاش کی صورت ہڈیان پسلیان تجزیہ دنو زیع سے بکھر گئین۔ گوشت پوشت طعمۂ زاغ و زغن۔ لقمۂ کرم ہوا۔ اور کہنہ کتاب کے اوراق کی شکل گلیون کوچون مین منتشر ہو گئے یا پنساری کی دوکانون پر نسخہ باندھنے کے کام کے رہے۔

ان سب کی حالت پھر بھی غنیمت تھی۔ کسی کونے کھدرے مین پڑے یا گھورے پر پہونچے۔ مگر اس کمبخت جنم جلی بہو کی کسی نے خبر نہ لی۔ حضرات ناظرین ہم آپ بھی بھول گئے افسوس صد افسوس کیا تھی۔ اور کیا ہوئی۔ سچ پوچھئے تو بڑی بدسلوکی اوسنے کی جس نے اپنی حکمت عملی۔ مصلحت ذاتی کی طمع مین اس کنواری کنیا کو تباہی اور مفلسی کے کالی کے سندر پر بھینٹ چڑھایا نادانی اور حماقت پر صلاح معقول کی ناشنوائی۔ مقدمہ کے افکار اگرچہ اپنے وقت پر روح فرسا تھے۔ اوسپر بیوگی۔ بے بسی۔ زندہ درگور کرنے والی بلا اور آخر نان شبینہ کی محتاجی۔

بس ان مصیبتون کا نرغہ تھا جن کی سفاکی بیان کے احاطے سے باہر ہے جس قدر جس کے خیال کو وسعت ہو بجاے خود قیاس کرلے۔ زمانے کی

سنگدلی کا نقشہ کھینچ لے۔

سولھوان باب

جاٹ مراتب جانیے جب تیرھوین ہو جائے

افراط تفریط کی خرابیان۔ آگہی کے خدشے۔ جہل کی جسارت ضرب المثل ہے۔ احمقون نا انجام بینون نے کچھ سمجھا تھا۔ حقیقت حال کچھ اور تھی۔ وہ کیا جو نہ کرنا تھا۔ وہ ہوا جو کیفر کردار کے واسطے لازمی تھا۔ لالہ رام کرن کی خبر مرگ گرم ہوئی۔ مگر وہ ٹھنڈے نہین ہوے۔ روز معرکہ۔ کو ایک کھائین مین گر پڑے تھے۔ بلوائی سمجھے کشتون کے پشتے تو بن ہی گئے ہین یہ داخل جہنم ہوے مگر کسی کو اپنے سرپاؤن کی کب خبر تھی کہ اگر سچ مچ کھیت رہے تو لاش کہان ہے۔ لالہ صاحب اندھیرے مین بھاگ بھوگ کے افتان خیزان قریب کے موضع مین چوکیدار کی چھپر مین چھپ رہے۔ بعد اسکے بہزار دقت دوکان ہونچے تھے۔ پر شور بلوائیون کو اپنے نفع کی پڑی تھی۔ اپنی اپنی فکرون مین پڑ گئے۔ اور یہ سارا انتظام خفیہ ہی خفیہ کر سکے۔

آجکل گنوارون نافہمون کے مقابلہ مین گاؤن داری زمینداری دہی خوب کر سکتا ہے جو ان اشرار کو عدالت کی کش مکش مین ڈال سکے۔ چھری دوڑاتے دوڑاتے نیمجان کردے۔

چنانچہ ادہر تو مقدمہ فوجداری داغا۔ ادھر سپاہیون کو بھیج کے تشدد شروع کر دیا۔ تحصیل وصول۔ بیدخلی۔ اضافہ مین نادری حکم۔ رعایت مزاعت یک قلم موقوف۔ پولیس سے ملکے ہر شریر۔ تندمزاج کی عافیت تنگ۔ تشخیص ٹکس مین اضافے کی خواہ مخواہ بچیر" ٹھنکی۔ رسد حکام کی فراہمی کے پردے مین ہر کس وناکس پر ظلم۔ بیڑیون کے نرخ مین ترقی کھاد کا انتظام حفظان صحت کے نام سے ایسا کیا کہ شروع سال سے ہر ایک اپنے اپنے کھیت کے قریب ڈال چلے۔ ہل۔ پیر۔ بریت بیڑی سب ضلعدار سے مول لے۔ ہر کسان کھلیان مین جبراً رات بسر کرے۔

ان انتظامات نے عافیت تنگ کر دی۔ بڑے بڑے اعزا رچین بول گئے ادھر مقدمے مین جو کچھ پیروی ہوئی اوسکا نتیجہ ناظرین سن ہی چکے۔

لیکن یہ سب کچھ تھا۔ اوسپر بھی بادشاہ حسین خان کے ساتھ اظہار ہمدردی و نمک حلالی مین خدانخواستہ کمی نہ تھی۔

سامنا تو اسدن سے ہوا نہین مگر آدمی روز حوالات مین آتا۔ چنان چنین بکر جاتا۔ افسوس بھی ظاہر کرتا۔ ہر طرحکی دلدہی کر جاتا۔ اور زخمون پر نمک شکر مین ملا ہوا چھڑک جاتا۔ خود لالہ صاحب کو بھی سخت افسوس و ندامت مگر عدالت کے قانون سے مجبور ہین کچھ کر نہین سکتے۔

کبھی کبھی کٹھولا بیگم سے بھی مسلوک ہوتے۔ مگر وہی جب تین فاقے گزر چکتے واہ واہ کیا حق نمک ادا کیا ہے۔ ہزار منھ ہزار باتین۔ کوئی لالہ کی تعریف کرتا۔ رئیس کم بخت کو الزام دیتا۔ کوئی دبی زبان سے خدا لگتی کہتا مگر بیچارہ واقعات مشتہرہ سے ثبوت نہ دے سکتا۔

ادھر لالہ نے اس مقدمے کی ایک پوری کتاب بھی چھپوا کے ہندی اردو اور انگریزی مین شایع کرا دی۔ اوسمین رئیس کی نسبت تو کچھ نہین مگر دہات والون نے جو شرارت کی تھی اسکی تفصیل پوری درج تھی۔

قومیت بھی عجیب چیز ہے۔ ماڑواڑیون نے ایکا کر لیا۔ بدون ایماے لالہ کرن معاملات قرض دام۔ داد ستد مین عام سختی شروع کر دی۔ اور جسطرح بنا کثرت سے تمام علاقے مین اپنی کوٹھیان بڑھا دین۔ غلے کا کاروبار اپنی برادری کی بدولت۔ آڑھتیون کی بدولت ہر موضع مین قائم ہوگیا۔ مانعت ہو گئی خبردار۔ ادھر فصل تیار ہو۔ بھوسہ۔ غلہ۔ پیال۔ بھوسی۔ سب دہین بک جائے۔ اور جبتک ماڑواڑی لے تب تک دوسرے کو ہرگز نہ دیا جائے قیمت ضلعدار کے ہاتھ مین جائے وہ بعد مجرائی لگان اسامی کو دے۔ اور قلمبند کرتا جائے کہ کس کو کسقدر نفع و نقصان ہوا۔

رئیس کا مکان اچھا خاصا تھا مگر کچھ تو بے مرمتی۔ کہنگی اور کچھ فلک کی نامہربانی سے اندھا کنوان ہوگیا تھا۔ اوسپر آفت یہ تھی کہ اس تباہی کے

جھونکے نے اینٹ سے اینٹ بجادی سکندر تک باقی نرہا۔

کاش یہ خرابہ بعد اس خرابی بصرہ آنا تو ۔ ہتا کہ بوم شوم بے ثباتی دنیا پر رات رات بھر آہ وزاری کرنے کو آشیانہ نہ سہی لمحہ بھر کے واسطے اس گھر اور گھر اسے کی فلاکت پر دو آنسو بہانے کو صرف نشیمن بنا لیتا ۔ کچھ دن پہلے جہاں عیش جیش کے سامان کی وہ کثرت تھی کہ رنج وفکر کو بار نہ ملتا تھا ۔ دولت حشمت اقبال قدم قدم پر آنکھیں بچھاتے تھے ۔ نغمہ ہاے دلربا سامعہ افروز تھے ۔ ہواے مسرت کے جھونکے غم وہم کے تنکون کو کہین گرا پڑا بھی نہ رہنے دیتے تھے ۔

یا وہ زمانہ آیا فلک حربہ خو نے وہ رنگ بدلا کہ ابر حشمت وولت صرصر حوادث کی آندھی سے منزلوں دور بھاگا ۔ خورشید ادبار کا شمس نصف النہار سر پر آپہونچا سارا سامان راحت وامارت برف کے ٹیلے کیطرح اس تمازت مین گھل کے پانی ہوکے بہ گیا ۔ محلہ ویران کف دست میدان ۔ بجز خاک وگرد کسی بات کا نشان نہین ۔ قطعہ زمین بزبان حال اپنے دشمن کو یہ پیام بھیج رہا ہے ؎

اگر پوچھے وہ بربادی ہماری
صبا کہد بجو کچھ خاک اڑا کر

اس سناٹے مین بے بہرون کو محسوس ہوتی ہین تو صرف ہوا کی صدا اور ارباب بصیرت کو سنائی دیتا ہے یہ پرانا قطعہ ۔

اے تازہ واردان بساط ہواے دل
زنہار اگر تمھین ہوس نٔے ونوش ہے
دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوش حقیقت نیوش ہے
ساقی بجلوہ دشمن ایمان وآگہی
مطرب بہ نغمہ رہزن تمکین وہوش ہے
یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط
داماں باغبان وکف گل فروش ہے
لطف خرام ساقی وذوق صداے چنگ
یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے
یا صبحدم جو دیکھیے آکر تو بزم مین
نے وہ سرور وسوز نہ جوش وخروش ہے
داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہگئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

مکان کا یہ حال ہوا۔ کمینون کی کیفیت ناگفتہ بہ۔ افسر خاندان جیل کی زینت رقعۂ عبرت - جن کی سواری خدم وحشم سے نکلتی تھی۔ گردوپیش کے مجمع سے جھلکی تک نظر فروز ہو سکتی تھی یا محبس کی سواری مین اکیلے یکہ و تنہا جا رہے ہین۔ مجرمون کی پوشاک گلیم پوشون کے رونگٹے کھڑے کرتی ہے - یہ تن نازک قاقم وسنجاب۔ حریر و دیبا سے مانوس ہے - اوسپر نابینائی اور تپ مزمن نے جلد کو روئی کا گالا بنا دیا ہے - ہر موے گلیم تیر و سنان کا کام دیتا ہے - رویان رویان لہو کے آنسو روتا تھا - وہ بے اعانت نشست برخاست سے جا بجا چھل گیا ہے - رطوبت تھی کہان چھل چھل کے گوشت خشک تا بے کیطرح نکل آیا ہے -

قید خانے مین حسن اتفاق سے رحمدل ڈاکٹر تھا - اوسنے ترس کھا کے اور ترحم آمیز قاعدہ سرکاری کے وثوق پر اپنے پاس ہسپتال مین لے لیا - گویا کہنہ چلے اثر دوا کی شیشی الماری کے اونچے خانہ پر رکھدی

بیگم دنیا کی غیرت یا بدقسمتی سے عدم ثبوت جرم اور دیگر رائج الوقت اسباب سے رہا ہوگئی - مگر کس کام کے لیئے ؟ دربدر خاک بسر پھرنے کو اپنے گھر مین کسی نے جگہ نہ دی - اگر حاکم نے محبس نہ بھیجا تو خلقت نے بھی شہر سے نہ نکالا کچھ نہ کچھ جسم وجان باہم برقرار رکھنے کو پارچہ نان دیتی - دل مین ترس کھاتی اور کبھی خاطر مدارات بھی کرتی رہتی -

انسان سب کامون کے واسطے بنا ہے - روے زمین کی ہر اقلیم ہر منطقے خشکی تری مین اور ہو سکا تو ہوا پر بھی زندہ رہسکتا ہے - یہی وجہ ہے کہ قطبین کی برودت - خط استوا کی حرارت - سب برداشت کر سکتا ہے - نباتات - ترکاری - گھانس پھوس کھا کے جیتا ہے - گوشت کھا کے بھی بسر کرتا ہے - اگر خشکی مین آج اپنے پاؤن کے سہارے رہتا سہتا ہے تو کل تری مین بے خطر برسون عمر کاٹتا - آج تخت و تاج شاہی کے بغیر چین - مگر کل خاک گداگری پر لوٹنے مین بھی باک نہین - اُمید کا تکیہ نرم لچکدار ہے - گدگدی چیز خوشگوار معلوم ہوتی ہے - مایوسی چوبی تختہ ہے - سخت بیمروت مگر استحکام کی طرف

سے اطمینان دلاتی ہے صرف عادی ہونا پڑتا ہے۔ ہم سے پوچھو تو یہی اطمینان ہے جو ہشتاد سالہ بیوہ بے کس و بے فرزند کو زندہ رکھتا ہے۔ ایک بات یہ بھی ہوئی کہ اگرچہ کسی نے مستقل دستگیری نہ کی۔ مگر خاطر سب دلوں میں باقی رہی۔

عصمت کھلے کھلے بھیک مانگنے لگی۔ اپنے حال میں خوش بھی تھی۔ طبعی رجحان بھی ایسا ہی تھا۔ سب کے گھروں میں جانا۔ اوپر کا کام کاج کرنا۔ اور روٹی ٹکڑا پیٹ پالنے کو پا جانا۔

یہی حال سب کا ہوا۔ ان زمانے کی نیرنگی سے کوئی امر بعید نہیں مگر انسان کا دل طرفۃ العین میں اس انقلاب کو دیکھ کے متاثر کیوں نہو۔ خصوص آجکل جب ایسے گھر بنتے کم ہوں گھر بگڑتے زیادہ ؎

روزہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل ... شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
ہفتہ ہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش ... زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ماہہا باید کہ تا یک قطرہ آب اندر رحم ... صفدرے میدان جنگ ور یا عروس انجمن
سالہا باید کہ تا یک سنگ خارا از آفتاب ... لعل گردد در بدخشان یا عقیقے در یمن

۱۷

سترھواں باب

یہ میں نے مانا کہ آج خنجر مرا گلو بھی نہیں رہیگا ... کہ میں قاتل کے پر ستمگر ہمیشہ تو بھی نہیں رہیگا

سیاوش قتل ہوا اور اسکا خون کچھ نہ کچھ رنگ نہ لائے۔ اس عالم اسباب کا قانون نہیں اور کچھ نہ سہی عشایش کی صورت میں پر سیاوشان ہی ہو کے نکلیگا۔ یہ خاندان مرمٹا صفحۂ دنیا سے حرف غلط کیطرح اڑھ گیا۔ سیہ کاریوں کی پنسل کی تحریر کیفر کردار کے ربڑ نے اڑا دی۔ ٹھیکہ دار نے بھی جی ٹھنڈا کر لیا۔ نکلے کے سب بل نکال دیے۔ مگر معاملے نے بری صورت پکڑی تھی۔ اسکا سدھرنا بھی ضرور ہی تھا۔ پس اُدھر صفایا ہو چکا تو ادھر بھی صفائی لازم آئی۔

کسی کو معلوم نہ تھا کہ ہمارے لالہ رام کرن کا ذاتی کاروبار نہ تھا بلکہ یہ

ایک بڑے متمول کارخانہ کے صرف گماشتے تھے۔ ایسی ایسی چار پانچ کوٹھیان مختلف شہرون اور اقالیم مین تھین۔ مگر مستعدی چالاکی۔ ہوشیاری اور خیرخواہی ایسی ان مین کوٹ کوٹ کے بھری تھی کہ کسی کو کبھی گمان تک نہوا کہ دوسرے کا کام انجام پا رہا ہے۔ جس وقت تمام معاملات کی خبر مالک کو پہونچی تو بہت کچھ۔

گفتگو ہوئی اور آخر کار یہی مناسب معلوم ہوا کہ لالہ صاحب سبکدوش ہون خدمات شایستہ کے عوض مین حقوق مقرر کر دیے جائین اور کار و بار حساب کتاب انتظام سب صدر سے ہوا کرے۔ نوکر کو عذر ہی کیا۔ خیرخواہی۔ نمک حلالی سے مجال چون و چرا نہین۔ اقبالمند۔ ہوشیار قوم سے تھے۔ ہنوز دولت نے آرام پسند بنایا نہ طمع ناجائز نے آنکھون پر پٹی باندھی تھی۔ انھون نے کوڑی کوڑی کا حساب سمجھایا۔ بہیان نبڑ کین۔ لوٹیا ڈور باندھی۔ بستر لپیٹا۔ بساط حکومت سمیٹی۔ اور ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گھر سدھار گئے۔ جنسے واسطہ ہوا تھا ان مین اکثر متاسف ہوئے۔ کمتر جدت پسند خوش بھی ہوے مگر دونون ناسمجھی سے۔ کیونکہ اس ہیر پھیر بدل مین جو ہونیوالا تھا نہ انکو معلوم تھا نہ ہمکو۔

ہان چندروز کے بعد دیکھا سنا گیا۔ کہ انتظام علاقہ ایک نئے کینڈے سے مقرر ہوا۔ جس قدر اسامیون سے واسطہ تھا اسنے نرمی کی گئی۔ جنھون نے مقدمے مین موافق گواہیان دین۔ یا اس فساد مین شریک نہ ہوے ان کو ایک ایک سال کی جمع معاف تو نہین ہوئی مگر چار قسطون مین دینی ہوئی۔ آجکل اس بے مروتی اور خود غرضی کے زمانے مین ہزارون جاگیرون اور جاگرازون سے بڑھکے بات ہوئی۔ اس کے علاوہ حقوق زمینداری جو رسم سوا کے نام سے مشہور تھی ان مین تنصیف کر دی گئی۔

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خاندان سابق جو صرف چند نفوس مین محدود ہو گیا تھا۔ سو رحم دلانہ بیگم کی تنخواہ بسراوقات کے واسطے

کافی مقرر ہوئی اور یون بھی اس کے علاوہ کبھی کبھی سلوک منظور فرمایا گیا بھوکے دن پھرے یعنی جب یہ معلوم ہوا کہ اول تو بے گناہ ہے دوسرے لالہ کی سفارش اور رعنی بھی اس تقریب مین شریک غالب تھی - فوراً یہ بلوائی گئی اور اسکو یہ خدمت سپرد ہوئی کہ علاقے مین دورہ کرکے تعلیم نسوان کی ترغیب دے -

جب حیات ایسی مستعار نعمت عام اسباب مین گزشتنی اور کل کائنات گزاشتنی ہو تو یہان کی کسی شے پر کسی قسم کا حق کیا قابل اعتبار ہو - انسان دنیا مین بیک بینی و دو گوش آتا ہے - خالی ہاتھ جاتا ہے - روپیون توڑون نہ جواہرات کی تھیلیان نہ املاک - وسیع قطعات ارض - پرامیسری نوٹ یا کمپنیون کے حصے نہ رجسٹری شدہ قبالے بیعنامے -

یہ سب دنیا کی رنگ آمیزی ہے کہ حبابون کے ایک ایک پہلو مین ہر لمحہ ہزارون ہزار پیدا ہوتے ہین - عالم کون و فساد کا تلون ہے کہ بحر ناپیداکنار زمانے مین موج انقلاب سے لطمہائے امواج اور کف حباب افزا نظر آتے ہین - مزدور نے سر سے زمین کھود کے رزق حاصل کیا شہنشاہون نے لاکھون کا خون بہا کے سلطنتین لین - لیکن خاتمہ یکسان ہوا - جھونپڑی اور سلطنت ہر صورت دوسرون کے واسطے چھوڑی جس طرح مخلی بالطبع آئے اسی طرح چلے گئے ؎

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
تاکہ سب دیکھین کہ کچھ دست سکندر مین نہین

پھر جو حالت اس گھرانے کی پہونچی انصاف سے فرمائیے اب اسکو جائداد - ثروت کی کیا ضرورت رہی منتظم نے جیسے شایان شان جو سامان مناسب سمجھا مہیا کر دیا دنیا مین کس چیز کی کمی ہے - مگر استحقاق - قابلیت منصب بھی تو ہولے ؎

قابل گوش سیکڑون گوہر
گوش بھی قابل گہر ہے شرط

بچپن مین بچہ دودھ ہی کے لائق ہوتا ہے بیچارا دسکے واسطے روح مادی تک تومہیا کر دیتا ہے ماں باپ کسی حیثیت کے ہون کھلونے لا دیتے ہین - جوانی دوانی

آئی ساتھ ہوا اور ہوس لائی۔ اسکی فرمائشین بھی پوری ہوتی ہین۔ بڑھاپا آیا عصا و بستر کسی نہ کسی جتن سے مہیا کر دیتا ہے۔ موت بھی دو گز کفن چار کے کاندھے۔ دو گز قبر کی نکر رو پیٹ کے کر ہی دیتی ہے۔ کوئی مردہ بے تجہیز و تکفین پڑا نہین رہتا قبر پختہ بنی۔ مقبرہ طیار ہوا۔ ہاتھ بھر کا گڑھا گور بنا۔ یا انتہائی درجہ زاغ و زغن کا پوٹا گنبد ہوا۔ بہرکیف مٹی ٹھکانے لگی۔ جو بات ہونی لازم تھی ہوگئی۔ بادشاہ حسین کی ملکیت جائداد بھی گویا متروکہ تھی۔ قانون کی رو سے آمد و شد نفس کے دم سے وابستہ تھی۔ جیسے گزی مین کمخواب کا پیوند۔ دنیا کی نظرون مین بے جوڑ معلوم ہی ہوا چاہے۔ اور ٹھیکہ دار کی آنکھ مین تو کانٹا تھی۔ اب اسمین تغیر تبدل ہو۔ اور ضرور ہو۔ تجدید معاہدہ شور بستان یا دو ہائیکہ تھا۔ اسکے علاوہ بے حس و بیچارہ کو تکلیف مالا یطاق۔ محض حجت شرعی۔ حیلہ قانونی ختم کرنا تھا۔ حقیقت کی حقیقت جو کچھ تھی۔ دنیا جانتی تھی۔ پس معاملہ ٹھیکہ فسخ کرنا بمصالح مناسب معلوم ہوا۔ سر سے قبض و تصرف کی بنیاد قائم کرنی لازم آئی۔ پچھلا ٹھہرا دستاویز منقضی المیعاد۔ سڑی جھونپڑی۔ منہدم عمارت تھا۔

اب پھوس کی چھاؤنی پختہ بارک بنے کچے کنوین مین گولہ بیٹھے اندار اپنے ناؤ کے عارضی پل ٹین کو ٹھیان لگین تب کام چلے۔ بیٹا پھوس اسامی۔ تہیدست زمیندار کو اس اہتمام مین پس و پیش ہو سکتا تھا۔ جھونپڑی کہان سے قصر بنے اضافہ آمدنی کے لوازم کیونکر مہیا ہون یہان بعنایت الٰہی کس بات کی کمی تھی۔

زر پیشگی جو ابتدا مین بغرض اطمینان بطور ضمانت لیا گیا تھا۔ قرضہ کی حد مین آیا جو متفرق قرضہ ٹھیکہ کے علاوہ وقتاً فوقتاً سرکار مین لگائی گئی تھی۔ چھانٹ چھانٹ کے اضافہ ہوئی۔ تقریبون تعمیرون مین جو آسمان زمین کے قلابے ملائے گئے تھے طلسمات کے سین دکھائے گئے تھے اور نکابل۔

قصہ مختصر۔ بلکہ تفصیل مجمل یہ کہ جائداد پر بار قیمت کے لگ بھگ ہوگیا۔ بجز چارہ جوئی عدالت مفر نہ تھا۔ مجبوری تھی۔ کملی جتنی بھیگے اتنی بھاری ہو۔ ہر پھر کے یہی جائداد آج اس نے وصول کرو۔ یا کل پر اٹھا رکھو۔ جب تک اس بوجھ کی ضمانت تھی صاحب معاملہ نے خود ہی طرح دی۔ آخر یہی روز بد ایک دن پیش آتا۔

پھر استخارہ کیسا تذبذب کیوں۔ تامل کس لئے۔

مسودہ تیار کیا اسٹامپ آیا۔ دعوی تیار ہوا۔ داخل بھی ہو گیا سمن جاری ہوا۔ ضابطے کی کارروائی عدالتانہ ہوئی۔

جواب دہی کے جو سامان ہو سکتے تھے۔ ناظرین ناول خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ ایک طرف ملکیت حقیت بزبان حال کہتی ہے۔

دگر نماند کسے تا بہ تیغ ناز کشی
مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

دوسری طرف "ستار عیوب و قاضی الحاجات" سکہ زر علیہ السلام الگ۔ قانون عقل فراست و کمیٹی۔ حق قبضہ و واقفیت نفعہ تین۔ عام اسامیان علاقہ چار۔ ع

اسطرف ساری خدائی ہے اُدھر کچھ بھی نہیں

اگرچہ روبکاری۔ فیصلہ۔ ڈگری یکطرفہ ہونے کی وجہ سے ساری کارروائی مختصر ہوئی گویا مقدمے ڈبل کوچ کیا۔ یعنی تینوں منزلیں ایک دن میں طے کیں۔ میعاد قرقی کے بعد نیلام کی بھی نوبت آ گئی۔

اٹھارھواں باب

کب لگا تا ہے کوئی اسد لِ بے حال کا مول — سب گھٹا دیتے ہیں مفلس کے نوض مال کا مول

آج نیلام کا دن ہے۔ بڑا علاقہ کا نیلام ہوگا۔ اس گھرانے کا ایک زمانے میں دور دور شہرہ تھا۔ مشہور لوگوں کی چیزیں بھی مشہور ہوتی ہیں۔ علاقہ بھی مشہور تھا۔ ابھی بہت دن نہیں ہوئے۔ ریاست ہنود نگر زرخیز۔ متمول۔ اور موثر سمجھی جاتی تھی۔ ہم چشم اعزاز کی آنکھ سے دیکھتے تھے۔ بعض دولت والے ہمت باندھتے تھے کہ اگر سارا علاقہ بک جائے۔ ریاست کا خزانہ خالی ہو جائے اثاثہ بھی کچھ گرو رکھنا پڑے حتی کہ مہاجن کا کچھ روپیہ چڑھ جائے تب بھی ریاست لے لینا بڑے نفع کی بات ہے۔ ایک ایک موضع وہ تخت گاہ ہے کہ اچھے اچھے علاقہ برابری نہیں کر سکتے بعض افسوس میں تھے کہ ٹھیکہ دار ایسا ملا ہے۔ بار اتنا ہو گیا ہے۔ اگر ہمارے یہاں معاملہ ہو جاتا تو بڑی بردباتہ تھی۔

مگر تازہ جھگڑے نے بازار کا رنگ بدل دیا۔ بادشاہ حسین خان کا نام فہرست معززین میں نظری ہوا۔ ریاست کی کشال کرم خوردہ ہوئی۔ علاقے کی ہوا بگڑی۔ رعیت کی شورش طشت از بام ہوئی۔ اب روپیہ لگانا در دسر مول لینا ہے۔ ابھی کون روپیہ پھنسائے وہی مثل آ بیل تو مجھے مار۔ آج کل کا زمانہ۔ رعایا پر سختی تشدد ممکن نہین۔ پھر آئے دن کے مقدمہ۔ تحصیل کے جھگڑے دیوانی فوجداری کے بکھیڑے اور سب سے بڑھ کے ٹھیکہ دار کا بار۔ نا بھیا سب باتون سے پاک ہوتا تو مضائقہ نہ تھا۔ ہان ایک زمانہ مین علاقہ اچھا تھا۔ مگر اب جو ٹھیکہ دار نے رس چوس لیا۔ خالی پھوک رہگیا۔ ابواب ایسے ایسے لگائے رسوم ایسے ایسے باندھے کہ اسامی بین سکت نہین۔ یا تو کاشتکار شورہ پشت یا مفلس ہوگئے۔ بچہ بچہ قانون آئین سے آگاہ ہوگیا۔ قدم قدم پر حجت لگاتا۔ ذرا ذرا سے حق پر کنمناتا ہے۔ یا غریب ہے تو چھپر پر پھوس نہین پھر چھپر بندون کے علاوہ پاہی کاشت بھی بہت سے داخل ہو گئے ہین۔ جن کا گھر نہ در۔ اونسے تحصیل وصول مین دقت زیادہ پڑتی ہے۔ الغرض ایسی باتین مشہور ہوئین کہ ہمتین قاصر ہو گئین۔ دوسرے جو جائدادین زیربار ہو کے بکتی ہین ان کی قیمت بار کے جونک کے خیال سے گھٹ بھی جاتی ہے۔ تیسرے حقیقت حال بھی اچھی طرح کھل نہین سکتی تھی۔

مفصل کا غذات خریدارون کو یا عدالت مین ملین یا ٹھیکہ دار سے دونون کو کیا پڑی کہ خواہ مخواہ قیمت بڑھانے کی فکر کرین۔

اسپر بھی کچھ خریدار جمع ہی ہو گئے۔ یہ کون ہین۔ ایک ریاست کے مختار ہین۔ ان کا علاقہ ہم سوانہ ہے۔ خریداری کی بہ نسبت سیر نیلام زیادہ مدنظر ہے۔ روپیہ تو اسوقت انکی ریاست مین اتنا بھی نہین کہ یک مشت چہارم داخل عدالت کر سکین مگر حکم ریاست کی تعمیل کو آئے ہین۔ یہ دوسرے ایک اردیل مہاجنی کوٹھی کے نائب ہین۔ انکے ہان کئی علاقے ہین۔ کوٹھی کی ساکھ بھی ہے اگر قیمت واجبی اوٹھی تو عجب نہین لے لین۔ اتفاق کی بات ہے چوتھے صاحب برہمنون کی ریاست سے آئے ہین۔ ان لوگون کا بڑا علاقہ ہے۔ ریاست

خوشحال بھی ہو۔ تلک دھاری راجہ ہین۔ انسے بنک سے معاملہ ہوا ہے کہ اگر بولی ان کی منظور ہوئی تو وہ روپیہ دیدے گا۔ اور پھر بینے سے بار بھی ادا کر دیگا پھر کچھ اپنی ریاست کچھ اس علاقہ کی آمدنی سے قرضہ ادا ہو جائیگا۔

اب نیلام کا حال سنیئے کہ ٹھیکہ دار کے بار کا اعلان ہوا ۔ اور بولی شروع ہوئی ڈگری دار نے ایک مجہول الحال کو بولی پر کھڑا کر دیا۔ جو بولا اوسکی بولی پر بڑھا۔ کچھ لوگ ادھر اودھر چھوٹے ہوے تھے انھون نے علاقے کی اس قدر برائیاں مشہور کین کہ سب ٹھنڈے ہوگئے ۔ کوئی آگے بڑھتا ہی نہین ۔ ہزار دن بلکہ لاکھون کا معاملہ تھا۔ ناظر صاحب بھی بوستے بولتے سرمہ در گلو ہوے ۔ سارے دن یہی رنگ رہا ۔ اور آخر کو ایک دو تین اوسی مجہول الحال کی بولی پر ختم ہوا۔ بعد ضابطے کی کارروائی کے سرٹیفکٹ نیلام بھی مل گیا۔ برائے نام کسر باقی تھی وہ پھانس بھی نکل گئی۔ ٹھیکہ پھر ٹھیکہ ہے ملکیت اور ہے ٹھیکہ اور ۔ بہت کچھ تغیر و تبدل ہوے ۔ مگر سب رفت رفتہ بلطائف الحیل ۔ دفتر مین کام کرنے والے ۔ مختار ۔ ضلعدار ۔ گرداور انٹرنس پاس سپاہی مڈل کلاس ایک بیرسٹر کی تنخواہ پانچسو ماہوار مقرر ہوئی۔

پانچ وکیل پچاس پچاس ماہوار ۔ اور ایک ہائیکورٹ کا وکیل ڈھائی سو ماہوار برشورہ قانونی کے واسطے ۔ مختصر یہ کہ امتحان دیے ہوے ۔ سرٹیفکٹ رکھنے والون کی خوب بھرتی ہوئی ۔ آخر کی بھرتی بادکیطرح چھنٹ گئی۔

اونیسوان باب

روزے افتاد فتنہ در چشم	ہرکس از گوشہ فرار فتند
روستا زادگان دانشمند	بوزیری بپادشا رفتند
پسران وزیر ناقص عقل	بہ گدائی بروستا رفتند

ناظرین ! حامد شاہ اور احمد شاہ مرحوم ہو چکے تھے ۔ شیر مادر جام زہر بنا تھا ۔ شفقت مادری ڈائن بن کے کلیجہ کھا چکی تھی ۔ ہم آپ کیا مغنے بہت سے

انکی قبرون پر گلستان ناسخ کے دو پھول چڑھا چکے تھے - اشخاص فسانہ کی فہرست سے عرصہ ہوا نام خارج ہوگیا تھا - مگر دفتر روزگار سے ابھی نام نہین کٹا - نہ رشتۂ حیات مقراض زہر نے منقطع کیا - اور سچ بھی ہے - ابھی انھون نے دنیا ہی کیا دیکھی تھی - فلک عربدہ جو نے گور دشمن کا تماشہ ہنڈولے کا لطف کیا دکھایا تھا -

یعنی ہمین کلام نہین کہ زہر دیا گیا - مگر عجب اتفاق - وہ زہر گھر مین مدت کا رکھا تھا - بیگم بھی اتنا جانتی تھین یہ زہر کی پڑیا ہے - اصلی تاریخ یہ ہے کہ زمانہ جوانی مین بادشاہ حسین کو ایک ایرانی تاجر نے تحفہ دی تھی تاثیر یہ تھی کہ جسکو یہ دوا کھلائی جائے اوسکو تین پہر ہوش نہ آئے - دماغ پر ایسا اثر کرے کہ سکتہ بھی اوسکے مقابلہ مین ساکت ہو جائے - امیرون - شوقینون کے ہان ایسی خبرین پڑی رہتی ہین - دلگی کی غرض سے یا کسی اور کام کے واسطے - استاد زمانہ نے اس دوا کو بھلا دیا تھا - مالک کو کلیات کی کب خبر رہی جو جزویات کا دھیان آتا - ہان دوایک دفعہ ابتدا مین بیگم سے ذکر آیا تھا بلکہ وہ پڑیا انھین کو دیدی تھی کہ اپنے صندوقچے کے کسی کونے مین ڈالدین -

جس زمانے مین بیگم کو اسکی ضرورت ہوئی - وہ دوا یاد آئی - زیادہ تحقیق و تفتیش مناسب نہ سمجھی - دوسرے عورت ذات کو جب کسی بات کی دھن ہوتی ہے اور ذریعہ بھی معلوم ہوجاتا ہے تو زیادہ چھان بنان بھی نہین کرتی - ایک دن غذا مین دیدی - اسکا اثر بھی اتنا ہوا کہ واقعی مرگ سمجھی گئی - چور کا دل کتنا - پر آشوب زمانہ - افشائے راز کا دھڑکا - بس خاک ڈالنے کی جلدی پڑگئی - اور اول منزل پہونچا دیا - دفن کر آئے - گھر مین ماتم بھی ہوچکا اتفاق کی بات ہے

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

قبرستان کا تکیہ دار تو آدمی اچھا تھا - دوسرے سن رسیدہ - بقول شخصے قبر مین پاؤن لٹکائے - معزول شود معقول شود - مگر بیٹا وہ مردون کی روٹیون سے پرورش پا ہوا - چادر کفن کو لنگوٹی بنانے والا - قبرستان جسکا مسکن بر ہانہ

جسکو گلشن ۔ مردون اور ان سے متعلق سامان کو کھلونہ سمجھنے والا ۔ طبیعت مرگ کی ہیبت اور ہر بب سے کوسون دور ۔ نباشی مین اول درجہ کا مشاق نکلا ۔ جب کبھی موقع ملتا ۔ لوگون کی آنکھ بچا دوسرے تیسرے ہی دن قبر کھود کھاد کفن چرالیتا ۔ لاش بجو اور گیدڑ کی دعوت کو چھوڑ دیتا ۔ اول تو انھین مردون سے یہ سلوک کر سکتا جو جیتے جی پیٹ کی روٹی تن کے کپڑون کو محتاج کچھ اثاثہ نہ رکھتے نہ ترکہ چھوڑ جاتے تھے ۔ پھر ورثا کو کیا پڑی تھی جو خبر ہوتے ۔ یہی تکیہ دار ہڑیان جمع کرکے جبراً قہراً استحساناً گور گڑھا کر دیتا اور نہین تو ورثا روتے پیٹتے آتے ۔ جانورون کی جان کو مرے کی جان کے ساتھ رو جاتے اور پھر توپ جاتے ۔ بہر حال معاملے پر خاک پڑ جاتی ۔ اسی طرح جب یہ دونون مردے آئے ہین اور صرف محلے کے چند مسلمان ترس خدا سے سپرد زمین کر گئے ہین ۔ تو اس شب دو نے نفع کی امید نے اس مشاق نباش کو آمادہ کیا قبرین کھودین کفن اتارے ۔ اور لاشین ہوا کھانے اور بجوؤن کے شکار کو پڑی نہین چھوڑین ہنوز کوئی اور گزند نہ پہونچا تھا کہ یکے بعد دیگرے ہوش آیا ۔ قبر کے صندوق مین دونون نے اپنے کو پایا ۔ حالت اور کیفیت پر متعجب ۔ متحیر متوحش ہوے ۔ گھبرا کے اٹھ بیٹھے ۔ پہلے تو ایک دوسرے کو دیکھ کے سہمے ایک ڈر دو طرف ۔ عجب انقلاب ۔ طرفہ اتفاق ۔ دو ماجاے ۔ ایک ہی مان کے پیٹ مین پاؤن پھیلانے والے ۔ قبر کی گود مین چند لمحہ رہنے ایسے بدلے کہ دنیا ان کو بھولی ۔ اور یہ سگے بھائی کیا ۔ دونون مادر زاد وحشی ہٹا کے باہر نکلے ۔ دوا کے اثر سے بیہوش تو پہلے ہوے اب اس سامان نے اور بھی بدحواس کر دیا ۔ بھاگے ۔ مگر ایک ساتھ ۔ دیہات مین چند کوس جا کے دن نکلتے ۔ پو پھٹتے ۔ ادھر کا کھیت نظر آیا ۔ فی الجملہ روپوش کو آڑ ملی ۔ دونون جا چھپنے ۔ دم مین دم آیا ۔ کچھ کچھ حال بھی بیان کیا ۔ اور دم بخود زمین پر پڑے رہے ۔

اے انقلاب زمانہ تیرے کرشمے نہ کسی فلسفی کی سمجھ مین آتے ہین ۔ نہ کسی قانون قاعدے کے پابند ہین انسان تجھ کو الزام دیتا ہے ۔ انسان کو

احمق بناتا۔ اور اس حجت وتکرار۔ بحث ومباحثے۔ تخطیہ و اتہام کا نام معاملات دینا ہے۔ اس غلط صحبت سے اہل بصارت کو وہ چکاچوندھ لگتی ہے کہ اصلیت نظر ہی نہین آتی۔ شریف زادے گہوارہ دولت وعزت کے پلے۔ قاقم وسنجاب حریرہ ودیبا پہننے والے بستر نازک پر استراحت کرنے والے چند لمحون کے ایرپھیر مین کن حالون کو پہونچے ہین۔ وہ مسند حکومت جس کے منصوبے تھے کیا ہوئی۔ اوس خواب حکومت کی کیسی تعبیر نکلی۔ بستر خاک اور وہ بھی پرایا۔ ہر کا کھیت جس مین جوار کی کھونٹیان بداعمال کے کیفر کردار کیطرح دو دو انچہ ابھری سیج پر بستر خار۔ غذاے لذیذ کے عوض ارہر کی کچی پھلیان۔ ہری پتیان۔ آب مصفا و خنک کے بجاے گڑھیا کا پانی۔ ستر پوشی کو چیتھڑیا بیر کے ٹیلے کا گودڑ۔ جو ایک کریل کی جھاڑی پر گاؤن والون نے دھجی دھجی پھینک دیا تھا۔

ایک دن ایک رات اسی ہئیت کذائی سے کٹی۔ صبح چھٹی لنگوٹیان باندھ کے آبادی کی راہ لی۔ گنوین گاؤن مین بھیک مانگی۔ مان مان نچتیا ن نصیب نہین۔ یہی غلہ یا موٹی جھوٹی روٹی۔ اسی گداگری مین کسانون اور ہلواہون کی زبانی اُن سامانون کا بھی جستہ جستہ حال سنا جو فوجداری کی نالش کے واسطے ٹھیکہ دار کے اہلکار مہیا کر رہے تھے۔

کچھ تو دوانے دماغ پر ایسا اثر کیا تھا کہ صحت نفس کے واسطے سکون طویل درکار تھا۔ اسپر یہ مصیبت بالاے مصیبت۔ اچھے خاصے آدمی کے حواس جاتے رہتے۔ امارت کی چوکڑی فوری افلاس وفلاکت کی دوڑ مین بھولے ہوش گم۔ حواس غائب۔ برگشتہ تقدیر۔ بے سروسامان۔ سرگردان اور پریشان دہات پھرتے تھے۔

کام کاج دہات مین انکے لائق کیا تھا۔ اور سچ پوچھیے تو انکو آتا ہی کیا تھا صرف دو کام۔ ایک کھانا دوسرے سورہنا۔ ہل اسے جوتا نہین جاتا کھیت ایسے کاٹے نہین جاتے۔ سانی کٹیا سے ناواقف کھیت کے بوجھ لاد لانا۔ کھلیان بچانا۔ غیر ممکن۔ چھوکرون کی خدمت مویشی چرانا۔ سوءرون کا

کام کھیت نرانا - سیلا چنا - وہ بھی نہین آتا -

بیسوان باب

گرما گذشت این دل زار ہمان　　　سرما گذشت واین دل زار ہمان
القصہ تمام گرم و سرد عالم　　　برما گذشت واین دل زار ہمان

دل کی دہرم گھڑی مین جبتک حیات کی کوک بھری ہے کسی پہلو کسی چل ہو چلیگی ضرور - انجرانات دماغ کا سرچشمہ سونے جاگنے شادی کے مرغزار غم کے جھاڑ جھنکار - سرخوشی کے چمنستان - سرگردانی کی تنگ نائے - فراغت کی صفا سطح - عسرت کے ناہموار قطعے ضرور طے کریگا -

دولت ثروت - افلاس بے دولتی - رنج وراحت مین فرق امتیازی ہے - دل ودماغ کے چلتے پرزون مین زنگ لگے - گھسین پسین - چال مین فرق آئے رفتار بے قاعدہ یا سست ہو مگر سکون بخت ناممکن ؎

رات دن چکر مین ہون جب آسمان

تو زیر آسمان کیون اثر نہ پڑے - سفلیات کیون تابع علویات نہ ہون -

پوتڑون کے امیر ردی حالت کو پہونچے - بلکہ رسید بھی آ گئی - خدا ایسی دشمن کو بھی نہ دکھائے مگر دل کی ہوسین دماغ کی فکرین معطل نہین رہ سکتین - یہ تو جان حزین کے ساتھ ہین - ؎

جو کچھ خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا

سوتے جاگتے آسیب کی طرح سر پر سوار ہین - ان کو مساعدت دنا مساعدت زمانہ سے کوئی واسطہ نہین - شاہی کے لیے تخت وتاج کے محتاج نہ دریوزہ گری کے واسطے کچکول اور جھولی کے پابند - مفلس دل سے غنی - غنی دل سے مفلس ویرانہ خیال مین بے آب ودانہ طاپتے پھرتے ہین -

غرضکہ انسان عجیب وغریب مجموعہ اختلافات معدن اضداد ہے جب کائنات کا ظاہر باطن یکسان نہین تو انسان بیچارہ کی کیا مجال - اگر امیرزادے جھونپڑی مین رہکر محلون کے خواب دیکھتے ہین تو کیا الزام - آرزو در جہان غنیمت است -

کہین دیہاتی ہرادس زنانہ کے دورے کا کھوا بیگم ادس موضع کیطرف جا نکلین بصورت۔ شکل۔ حسن ذاتی مین ابھی کیا گیا تھا۔ بلکہ سچ پوچھو تو رنگ روپ اپنی عمر پر ہو پہنچنے۔ مہذب لباس سے آراستہ ہونے سے اچھا نکل آیا تھا۔ اوسپر ستم یہ کہ بے پردہ تھا۔ چست۔ جاکٹ۔ بانکی۔ بانٹ (ٹوپی)، لہنگے سے مشابہ پایہ سونے مین مہانگہ۔ یہ گویا اسی سج دھج اور یہ حد اسی وضع کے واسطے واضع حقیقی نے بنایا تھا۔ یہ بیچارے اگرچہ بظاہر دوسرے ہی عالم مین تھے مگر چراغ کشتہ ہیزم سوختہ کے جگر مین آگ کیطرف سے خود کشش ہوتی۔ گرم ہوا شعلہ بھڑکا دیتی ہے!

احمد یار دل سوختہ۔ دبخت برگشتہ۔ مضطر کے دل۔ تلاش کی خاطر کی طرح پراگندہ پھرتے پھرتے اس راستے پر بھی آنکلے یہی معلمہ کا بھی تھا۔ ایسے مقام ایسے موضع مین یون دو چیزون کا ملجانا احاطہ امید مین آتا ہو نہ میدان اندیشہ مین سمانا اللہ اللہ ایک وہ دن تھا کہ مارے داڑھی کی آراستہ پیراستہ۔ دکانون کی سیر اور یہ جنس گران بہا نظر فروز ہوئی تھی۔ یا ایک وہ زمانہ تھا کہ شمع کاشانہ محبوبی بدولت اندھیرے گھر کا اوجالا بنی تھی۔ شادی کی رتین رہین ایک طرف جشن خانہ آبادی کے تھے۔ دوسری طرف آرسی مصحف کے کہرے مین ضیاے مرآۃ کے مصالحے سے چشم مشاق کی پلیٹ پر فوٹو لیا تھا۔ یا آج باوجود بے سامانی یون دید وادید کی نوبت آئی۔ حالت۔ ضرورت۔ مصلحت تو غش کھا کے گرنے ہی کو تھی۔ جلوہ وہی۔ موسی وہی۔ نور وہی۔ طور وہی۔ ہان نوبت دولت نہ تھی پھر ارنی ولن ترانی کے راز دنیا پر کیونکر ہوتے۔ فات الشرط فات المشروط۔

انکی صورت پہچاننے کیا معنی نظر اوٹھا کے دیکھنے کے لائق کب تھی۔ چلئے اتفاق سا کہین ہوا۔ معاملہ کیسا چپ رہا۔ ایک ہوا آئی اور چلی گئی نسیم و صبا کا جھونکا ہے تو کیا۔ سموم کا تھپیڑا ہے تو کیا۔ بادِ بہار کا مد جزر ہے تو کیا۔ اگر کسی دم فرصت ہوئی۔ یا لوہ لگی۔ سیکی نے برباد کیا۔ یا فالج لقوے نے مارا تو رفتار زمانہ کیا کرے۔ شعرا اس معاملے کو تغافل یار کہین۔ بیچارہ ہین۔ عشاق اداے معشوقانہ کا غمزہ کہین تو خبطی ہین۔ معاملات دنیا اگر انکے خیالات کے مطابق ہوتے تو کارخانہ عالم درہم برہم ہوتا۔ کرۂ زمین انھین کے قدمون کی بدولت پاگل خانہ

بن جاتا۔

الغرض ہر چیز اپنے اپنے ٹھکانے لگی۔ یہ بھی خواب جنت تھا کہ جو کچا چھلاوہ دوزخی سے دیکھا تھا۔ ورنہ اس عالم اسباب کا نہ یہ قانون اعمال و جزا کا قاعدہ۔ اعتقادی خدا میں سب قدرت ہے کہ دوزخی کو جنت پہونچا دے جنتی کو دوزخ میں ڈالدے۔ یہاں گیہوں سے گیہوں چنے سے چنا ہی پیدا ہوگا۔ اور دو دو چار ہی ہونگے۔ ماہ و خورشید کا اوقات معینہ پر طلوع و غروب ضرور ہوگا۔ رگڑ سے حرارت پیدا ہوگی۔ ترچھی شعاعیں جہاڑے کے آویزوں مینھ کی بوندوں پر قوس قزح کے ساتوں رنگ پیدا کرینگی۔ یہی ہونا چاہئے تھا کہ احمد بیچارا ان سے کم بخت ہوں وہ مکھولا بیگم کچھ یاد کرکے اپنی نظر۔ حافظ مصورہ متخیلہ کو غلط نہیں اگر انھوں نے

آدمی را بچشم حال نگر

بدعمل کیا تو کیا گناہ کیا۔ ان کو بھی تو لوگ عرش او ستادی جی سمجھنے لگے تھے۔ ہاں فرق اتنا تھا کہ ایک کو ٹکڑ گدا جانتے۔ دوسری کو رنگین تصویروں۔ لیکن دونوں کی چال پر بہادیت کی دہی ملتے۔

حضرات ناظرین۔ ایک بھائی کو تو بہ شغل ملامیدان تخیل میں امید کے لنگڑے ٹٹو کی سواری نصیب ہوئی۔ دوسرے کو بعنایت الٰہی ان جھگڑوں سے کچھ واسطہ نہ تھا۔ اسکے علاوہ دو بادشاہ در اقلیمی نہ گنجند۔ وہاں موجود ہی نہ تھے جدھر سینگ سمائے چلے بھی گئے تھے۔ اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ تھا۔ اور حق بجانب بھی تھا۔ انتشار کا خاصہ بھی یہی ہے آپا دھاپی اسی کا نام ہے۔ دونوں کے خیالات میں بھی رفتہ رفتہ اختلاف ہوتا گیا۔ کچھ تو خلقت و سرشت ہی ایسی تھی۔ نفاق مجسم ماں کے لہو کا اثر کہاں جائے۔ جذبات دلی میں ماں سے اتنا ہی حصہ لیا چاہیں جتنا تخیلات دماغی میں والد سے۔

جسقدر تفصیل سے حالات مقدمہ سنئے اسی قدر طبیعت رو بہ فرار ہوتی ایسی حالت میں بے باکی خواہ مخواہ آجاتی ہے۔ مثل مشہور ہے خانہ خالی را دیو میگیرد حسنات کی کمی۔ سیئات کی بیشی کا باعث ہوتی ہے۔ پھر بخت ستارہ نے شامی سے نے اوٹھان ہی ایسی رکھی۔ طبیعت کی افتاد ہی ایسی بنائی تھی کہ اس حالت کیواسطے

او نگھنے کو ٹھیلتے کا بھاو ہو گئی۔ بعد چندے دونون اچھے خاصے گنوار کے لٹھ ہو گئے گر کبھی اپنی گزشتہ شان شوکت کا خیال کرتے تو کاہلی ہیچکاری۔ بدافعالی۔ بداخلاقی کو پیمانہ بنا تے باقی ترقی اور بہبود کا خیال ہی دماغون مین نہ آتا۔ اسیطرح یہ ہوا کہ سرکاری بازپرس۔ مقدمے کے خوف سے اور بھی ہمت پست رہتی۔ جو چال سوجھتی وہ نیچی ہی رہتی۔

اکیسوان باب

نخل بے ثمر۔ مردود دہقان

کہتے ہین بارہ برس تک امیری غریبی کی بو نہین جاتی۔ کتے کی دم بارہ برس بعد بھی ٹیڑھی نکلتی ہے۔ یہی حال خاندانون قومون کا ہے۔ ایک امیر کی حکایت ہے۔ بخت واتفاق سے غریب ہو گئے۔ نوکر چاکر رکھنے کی استطاعت نرہی آپ ہی آقا آپ ہی نوکر۔ کام کاج ہوتا تو آواز دیتے۔ کوئی ہے" خود ہی جواب دیتے۔ حاضر۔ پیچوان لاؤ۔ اور خود ہی اٹھتے سڑا ادریا بھر کے رکھتے۔ آپ ہی " حضور لب معشوق حاضر خاصہ لاؤ۔ خود ہی اٹھتے۔ مٹی کی ہانڈی سے سفالین پیالے مین دال نکالتے اسی پیالے پہ موٹی روٹیان رکھتے اور کہتے "خاصہ حاضر ہے" خود ہی کہتے " ہاتھ دھلاؤ" خود ہی ہاتھ دھوتے اور ایک ہاتھ مین روٹی دوسرے سے نوالے توڑتے اور کھاتے پھر آپ "خاصہ" طلب فرماتے اور آپ ہی اٹھ کے میلے ٹوٹے آبخورے مین گھڑے سے پانی لاتے اور نہایت تہذیب سے پیتے۔

غرض اسی طرح تمام حرکات سکنات تھے۔ حتی کہ بیداری مین نہ سہی خواب مین روپیون کی جھنکار اشرفیون کی کھنکار سنتے۔ معمار تخیل ہمیشہ ع

سٹری سی چھوپڑی لو سپر چبوترہ گچ کا

بناتا۔ اور ہر عاقل طنزیہ سناتا ہے

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کئے چھپرکٹ کا

مگر سچ پوچھو تو اکثر قومون کو ہمیشہ یہی عارضہ رہتا ہے۔ انسان دس بارہ برس نہین عمر بھر بلکہ کئی نسلون تک اس مین مثل عارضۂ موروثی مبتلا رہتا ہے۔ پس اگر

یہ دولوں اسی نشے کے خمار مین مخمور فضل وہنر سے بے بہرہ رہے تو مین مطابق فطرت انسانی تھا۔ وہ حقیقتات مین ہین جو

زمانہ باتو نسازد تو بازمانہ بساز

پر عمل کرکے سدھر جاتے ہین۔ اگر کلیہ ہوتا تو ہر ٹھوکر کھانے والا سنبھل جایا کرتا بلکہ ہمیشہ کیواسطے جی نہ ہارتا۔ مرغون کا دیہ بار بار لاتین نہ کھاتا۔ تازہ منزل کردہ چیز باتناسب جلد تر نہ پیدا ہوتین۔ ایک دفعہ جلا ہوا چراغ لپک کے آگ نہ دیکھتا۔ سر بفلک مینار بسرعت تحت کو نہ آتا۔ سیک سر کاغذ باز کی طرح ہوا مین اڑا کرتا آہنی لنگر کی طرح تیزی سے غرق آب نہ ہوتا۔ خول پیپے یا کاٹھ کی کشتی کی طرح پانی پر تیرتا رہتا۔ مسہلوں۔ فصدون مین جسم اعلی اور جسم اسفل کا مادہ ایک ہی رفتار سے رفع ہوتا۔ مکا مکن۔ ثقل اجسام کے کلیے غلط ہو جاتے۔ اجرام فلکی کی گردشون اور رفتار کے اصول بگڑکے ہیئت کو دماغ بجنون کے انحرات ثابت کرتے۔

اس فوری تنزل نے جو حیرت پیدا کی تھی وہ ہنوز مٹی ہی نہ تھی۔ انقلاب کامل نے حواس برجا ہونے ہی نہین دیے تھے۔ سرپاؤن کی خبر ہوتی تو کیونکر۔ داہنے بائین کیونکر دیکھتے۔ ابھی تو حیرت نے آسمان کی طرف ٹکٹکی لگادی ہے۔ دل تحت الثریٰ مین ڈوب رہا ہے۔ ہاتھ پاؤن مین سکت نہین۔ اعصاب طوفان زدہ جہاز کے رسون۔ سرنگون خیمون کی ڈوریون کی طرح ڈھیلے ڈھالے پڑے ہین کیونکر پھرتی سے اٹھین اور چستی سے کام مین مصروف ہون۔ ہان پیٹ بری بلا ہے۔ اسکی آگ آتشکدہ آذر کی طرح آٹھون پہر روشن ہو۔ اسکی حرارت بجھانے کو ادھر ادھر ہاتھ پاؤن مار لیتے حرکت مذبوحی کر لیتے ہین۔ ان بدولتمندون کا کہین نام نہین۔ جن مین بیکاری۔ بے ہنری ہی تمغاے شرافت اور محنت مشقت دستکاری۔ جفاکشی داغ ذلت ہے۔ پھر ایسے بے ہنر کہان لوہے چبائین ہان کھیتی۔ کسانی کرین۔ لوہار۔ کولی چمار کے مشاغل اختیار کرین توکوئی بات پوچھے

جب ایک زمانہ کافی گزر گیا اور بھیک دیتے بھی لوگون کا خزانۂ ہمت خالی ہوگیا تو وضع زمانہ تقاضاے وقت نے ذری ہمدردی سے کہہ سنایا ؎

میرنہین ہیہ تم کا ہلی اللہ رے ہی
نام خدا ہو جوان کچھ تو کیا چاہئے

طوطا کرہا - جبرا قہرا اٹھے کچھ کرین تو پیٹ پا لین - بھوک سے نجات - سردی گرمی سے حفاظت ہو - دستور ہے جو کام آتا ہے اوسی کیجانب ہمت بھی بڑتی ہو - یہان سلامتی سے اسکی طرف سے صفایا تھا - ان کیواسطے سبھی بے شوقی - کم ہمتی کے لائق تھے - کس کام کو ترجیح دین کسکو نظر انداز کرین - ہر علم سے بے بہرہ ہر فن سے ناواقف -

گر خدا کو سبب الاسباب ہے - پھر نہ بیکاری پسند کرتا ہے نہ کسی کو بیکار رکھتا - چھٹے گودڑ - ٹوٹے برتن - ٹوٹی ہوئی تاک کو کام مین لانیکا سلیقہ رکھتا ہو یہ تو پھر بنی نوع انسان تھے - ایسے لوگون کیواسطے بھی بہت سے کام نکل آتے ہین جس طرح گھاس پھوس چوپاے بھی کھاتے اور آدمی بھی کھا سکتا ہے - اور بعض اوقات اوسکو بھی نعمت سمجھتا ہے - اوسی طرح پنکھا کھینچنا اگرچہ بندر کا شغل ہو سکتا ہے مگر انسان بھی کر سکتا ہو -

ہولی ہو چکی تھی - زراعت کا خاتمہ تھا - کھیتون مین کام نہ رہا تھا - غلہ پک کے کھلیانون مین آیا - کھلیانون سے کٹ بٹ کے گھرون مین گیا - یا بیوپاری لاد لے گیا - مزرعے صفا چٹ میدان - سبزی کا نام نہ نشان - پیلا چننے والیان بھی پڑا اگر اوانہ سر آنکھون سے اٹھا لے گئین - دہات مین بھی کوئی کام بوجھ اٹھانے کھیت کاٹنے کا نہ رہا - سبزہ بیگانہ بھی لو کی لپٹون - تڑاقے کی دھوپون سے بالکل سوکھ کے کانٹا ہو گیا - بوجھ بھر گھاس بھی نہین ملسکتی - اس سرے سے اس سرے تک اودسر - اب کوئی مزدوری بھی انکے واسطے نہ رہی -

جس دن سے شاہ احمد نے معلمہ صاحبہ کی بے پردہ صورت دیکھی تھی اودہر ہی سے دیکھنے آتے تھے - حسن اتفاق سے ان کو ایک پنکھا قلی کی ضرورت تھی - دہات سے بڑھ کر کہان انسان بصورت حیوان ہی محض ڈوری کھینچنے اور چھوڑنے کو ملسکتا تھا -

حسن اتفاق یا بخت کی رسائی یا کسی رحمدل کی مہربانی سمجھئے - بی استانی

کے قلبوں میں داخل۔ ہوا خواہوں میں شامل ہوئے۔

حامد شاہ بھی ٹھیکہ دار کی بدولت بارکوں میں گوروں کا پنکھا کھینچنے کو بھرتی ہو گئے مگر لوہے کے چنے تھے۔ پنکھا کیا تھا مقدر برگشتہ کا نمونہ۔ لاکھ زور کر جاؤ کے آنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ اور آتا بھی تھا تو اپنی مرضی سے۔ یہاں گوروں کا گرم مزاج حرارت موسم کی برداشت کی تاب کیسے۔ ایک آدھ نے جھلا کے کسکر ٹھوکر ماری تین چار لاتیں کھا کے دور گرے۔ مگر سخت جانی کا احسان قسمت میں تو اور بھی ٹھوکریں کھانی تھیں۔ نہ تلی ضیغ بھی وہ کاسہ سرشیشے کا جام شراب تھا۔ جان سے کے بھاگے۔

جان بچی اور لاکھوں پائے۔

بڑے میوزی کے پیچھے سے چھوٹے اور بہزار دقت ایک لوہار کے کارخانے میں دھونکنی کھینچنے کو نوکر ہو گئے۔ وہ بھی ردی کرنے پر۔

شاہ احمد اللہ اچھے ہو بیٹھے۔ کشش نے نادانستہ مرکز کی طرف کھینچ بلایا لاکھ دائرہ انقلاب کو زمانہ چکر دے مگر قطر محور تک خواہ مخواہ پہونچیگا۔

پنکھا قلی اور معلمہ۔ شوہر اور منکوحہ۔ بار بار آنکھ لڑتی ہے۔ تار نظر پر وقفیت کا بازیگر کرتب دکھاتا ہے۔ ایک طرف خودداری۔ دوسری طرف پوشی رشتہ ہمت کو تاہ کرتی ہے۔ گو مگو کا معاملہ ہے۔

بائیسواں باب

امید کا سبز باغ

پنڈورا دیبی کی جب شادی ہوئی تو اسکے جہیز میں ایک صندوقچہ دیا گیا۔ زر جواہر کی دیبی دیوتاؤں میں قدر ہی کیا۔ جیسی دولھن ویسا جہیز۔ بس صندوقچہ میں دنیا کی مسرتیں۔ نعمتیں بھر کر دی گئیں۔ انھیں میں امید بھی تھی۔ اب اس گران بہا جہیز کا قفل بھی جانیے ایسا ویسا نہ تھا۔ صندوقچہ کی حقیقت کیا بساط ہی کیا۔ مارے گرانی کے پیندا اوٹھ گیا۔ اور سب چیزیں ایک ایک کر کے نکل گئیں۔ صرف امید کسی نے کسی کونے میں رہگئی۔

مطلب یہ کہ دنیا مین سب چیزون کیفیتون کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ بدسین پوری ہو جاتی ہین مصیبتین انتقام کو پہونچتی ہین۔ مگر نہین تمام ہوتی۔ تو یہ امید ہوش آتے ہی دمساز اور مرتے دم تک ہمراز انسان کسی حال مین ہو۔ کسی عمر کو پہونچے کیسے ہی سامان ہون۔ کتنی ہی بے سامانی ہو۔ مگر یہ کسی حال مین بھی رفاقت سے منہ نہین موڑتی سوتے جاگتے بھی لمحہ بھر کے واسطے ساتھ نہین چھوڑتی۔

یون کہنے کو آدمی مایوسی کا نام لے۔ مگر ہمسے پوچھو تو دنیا مین کون جوانمرد ہے جس نے حقیقت مین مایوسی کی بھیانک صورت ٹکٹکی باندھ کے دیکھی ہے اور پھر سلامت رہ گیا ہے۔ اُمید کا عکس یاس ہے جس طرح وجود کا عکس عدم۔ پھر نہ عدم کا وجود نہ یاس کا رہی اُمید وہ ہر وقت موجود ہے۔ زیادہ سے زیادہ اسکے مدارج قوت کی کمی کو یاس کہہ لیجئے۔

روح کو الہام کہتا ہے امر ربی ہے۔ علماے باطن کہتے ہین جوہر لطیف ہو اطبا کہتے ہین لہو ہے۔ مگر یہ سب لفظون کا اولٹ پھیر ہے۔ اس ہمین لیسی ساٹھ والی ترکیب سے اگر ہم بھی کہین روح اُمید ہے تو کیا بیجا ہے ہم نے تو کسی مایوس کو دیکھا نہین۔ اور جب مایوس ہوا تو بچا نہین۔

بادشاہ حسین خان نہ خدانخواستہ مایوس ہوے ہین۔ نہ موت نے پوچھا اور نہ ہمارا دل ابھی اونکو چھوڑنے کو چاہتا ہے۔ حضرات ناظرین ذرا انکی خبر لیتے رہئے۔ لوگ احبا کی خبر لینے اکثر جیل تک جاتے ہین۔ اسی طرح انکے حالات پر کبھی کبھی نظر ہو جایا کرے۔ یون تو لب گور ہو رہے ہین۔ دنیا نے ایسی جگہ بھیجا ہے کہ گویا قبر مین ہین مگر حقیقت مین تو جیتے ہین۔ طاقت نہین۔ آنکھین نہین۔ دنیا سے بڑے تعلقات نہین تناور درخت بہت پھیل گیا تھا۔ شاخین کاٹ ڈالی گئین نکل گئین تھین۔ عرق تنے سے نہ پہونچ سکا۔ سب ایک ایک کرکے خشک ہو گئین۔ مگر ابھی امید کا رس باقی ہے۔ اسی کو ظلمات کا آب حیات سمجھو اور انکو غراب مانو۔ یا سخت جانی تعبیر کرو۔

یہ ڈاکٹر کے پاس والے کمرے مین تخت سیاہ گلیم کملی اوڑھے پڑے ہین رطوبت اصلی اور لہو کی کمی سے ہر موے گلیم سنان وخنجر کا کام دیتا ہے۔

کروٹیں لیتے لیتے زخمہائے بستر سے کوڑے اور پشت ونگار ہیں۔

فقدان طاقت سمجھئے یا اتفاق کہئے یا محض خواب خیال تصور کیجئے مگر ایک عسا لو یہ واقعہ ضرور ہے کہ حالت غشی و سکوت میں بادشاہ حسین خان کو محسوس ہوا صبح کا سہانا سمان۔ ہلکی ہلکی۔ مدہم۔ ٹھنڈی روشنی کبھی ڈوبتی کبھی ابھرتی گویا اقبال کی رتی چمکتی اور ماند ہوتی ہے ہوا سنک رہی ہے اور طبیعت میں ایک ایسا سکون پیدا ہوتا جاتا ہے جیسا سانپ کے کاٹے کو قریب مرگ معلوم ہوتا ہے روح کا شرارہ جب بجھتے ہوئے انگر کی طرح راکھ کے گہرے پردے میں نیم دانہ کی صورت ادھ لیٹے قدموں آفتاب لب بام کی چال کھسکتا جاتا ہے۔ ایام سرما کی شام سے طرز خرام سیکھا ہے۔ نہ تپ محرق کی تڑپ۔ نہ پوست استخوان کی آتش بھڑکتے سے الجھن۔ نہ روح و تن مفارقت اور جدائی پر گلے مل مل کے رخصت ہوتے ہیں۔ نہ بازو سفر آخرت کے امام ضامن بندھوانے کو پھیلتے ہیں نہ پاؤن جنازے کی سواری تک جانے کو دو قدم اٹھتے۔ آنکھوں نے تو مدت سے حسرت بھری چتونوں کی بساط سمیٹ لی ہے۔ بیکسی اگرچہ عرصہ سے پٹی کے پاس سرد آہیں بھرتی ہے مگر کان مشغل سماعت بھولے ہیں۔ ایکدفعہ بصیرت نے ایک رفیع الشان اسٹیج پیش نظر کر دیا۔ لیمپوں کی روشنی مدھم ہے۔ اسٹیج میں ہلکی سی سفیدی پائی جاتی ہے ایک پردہ جالی کا پڑا ہے۔ اس کے اندر جھاڑ جھنکار کی کثرت ہے۔ سوکھے ڈنڈ درخت لگے ہیں۔ تالاب میں کوڑا کرکٹ اور خزان رسیدہ پتیاں سڑ رہی ہیں۔ ایک کریہ منظر سیہ فام۔ ارزق چشم لمبے دانت والی عورت طرح طرح کے زیور پہنے کھڑی ہے۔ نتھنوں سے شعلے نکلتے ہیں۔ سانپ کی شکل زبان بار بار باہر نکالتی ہے اور یہ دونوں عمر اسکے قدموں پر کبھی سر رکھتے۔ گاہے دست بستہ اوسکے آگے گردن جھکاتے۔ سجدے کرتے ہیں اور وہ ٹھوکریں مارتی ہے۔ کھولا بیگم ان دونوں کو دور سے اس حرکت سے باز رہنے کی ہدایت کرتی ہے۔ اور آخر کو پھر ایکجانب آگے بیٹھ جاتی ہے دیکھنے والا جی میں متاسف ہوا۔ یہ ڈائن ان کی بیگم صاحبہ ہوگی اور یہ بچی کھولا بیگم بہو۔ سبھجے دیکھو تا کچھ ہے مگر مان ہے۔ افسوس ابھی کے ملنے

موقع دیا کہ بھویں کھینچ لے جائے آنسو نکل آئے ایک آہ سرد زبان سے نکلی۔
انسان تھے ہندوستانی تھے۔ علیل تھے۔ رائے علیل تھی۔

دوسرا سماں۔ تختہ گلزار کھلا ہے۔ باغ و چمن آراستہ۔ گل دریا چین سے
ہر تختہ پیراستہ مناسب فاصلوں سے خوشنما خوش منظر مکانات۔ کوٹھیاں نہروں
کی جدول۔ جدول پر جابجا بکار آمد پل۔ بہت سے مزدور کام کاج میں مصروف
احد اور حامد۔ کاربرداری کرتے۔ خوش حال۔ بشاش۔ قوی توانا۔ دنیا کے
بیوپاری آتے۔ بات چیت کرتے۔ باغ کے میوے پھولوں کے گلدستے
پھل لیتے۔ مٹھی اشرفیاں ہنڈیاں دیتے۔ وہ سب کیس میں رکھے جاتے
مگر اس کیس کا عجیب حال ہے۔ جو کچھ ایک طرف رکھو دوسری طرف سے
گر پڑے۔ نیچے کا تختہ نادارد۔ کاغذ زر کاغذ باد کی طرح بالا ہی بالا اڑ جاتا اور
روپیہ اشرفی مرغی کے انڈے بنجاتے۔ وہاں سے غلطان کیطرح ادھر اُدھر
لنڈھکتے غائب ہو جاتے۔

اس سامان کو دیکھنے کے بعد انکو کھل کے بھوک معلوم ہوئی بے اختیار
جی چاہا کچھ ملے تو کھائیں پئیں۔ خیال کا گزرنا تھا کہ ایک اجنبی طرح طرح کی
نعمتیں مکلف خوان میں لایا۔ پیش نظر کیں اور لے گیا۔ یہ مایوس کن مایوس
قسمت کی تہیدستی۔ تخیل کی سیمیا پر بیعت ہی کرشمے یہ تماشا دیکھ کے جو
فرحت ہوئی وہ بھی غارت ہوئی۔
ایک دوسرا پردہ اٹھا۔

وہ تینوں بھائی سکوت میں مذبذب کھڑے تھے انکے داہنے بائیں دو
عزیز گرامی ساتھی کیطرح کھڑی ہیں۔ ایک حسین مگر تنگ حال مضمحل۔
کسی قدر فاصلے سے ہلال اور ترسول لیے پکارتی ہے۔

جو آخر بین مبارک بندہ نیست

دوسری نہایت بد شکل۔ سیہ فام مگر مکلف پوشاک پہنے زیور جواہر
سے آراستہ ایک اداء کے ساتھ منادی "نقد بہ بنسیہ گزاشتن کار خردمندان
نیست" یہ دونوں پہلی کیطرف سے بہ حقارت منہ پھیر کے اسکے ساتھ ہولئے۔

اب کے نیا پردہ جو کھلا تو نہایت دلکش مسرت افزا سین نظر آیا۔ ایک اور پر فضا باغ۔ جس کا نظارہ مقوی دل مفرح دماغ۔ گرداگرد بہت بڑے بڑے درخت سرسبز ہرے بھرے گنجان لگے ہوئے۔ مرغان خوش الحان نواسنجیوں میں مشغول۔ ایک سمت پہاڑی جس پر سے دو آبشاریں ایک نقرہ ایک طلائی جاری۔ اگر ایک کے سامنے ماہتاب پانی تو دوسرا بھی آفتاب تابی۔ جوہر کی چمک صاف بتاتی تھی ایک بالکل چاندی کا تیرہ دوسری سونے کا ڈلا۔ پانی بہ کے دلکش سریلی جھنکار کے ساتھ نہروں میں گرتا تھا وہاں سے گنگا جمنی جدول ہر تختہ و چمن کے گرد۔ گویا بہار کے دوپٹے میں سنہری روپہلی گوٹ۔ چمن زار میں طرح طرح کے نظارہ فریب گل بوٹے۔ کیاریاں روشیں اصول ریاضی کے مطابق ہیں۔ گویا ریاضی اس گلزار کی قدمبوسی میں خاک راہ بنا ہے۔ اسکے وسط میں ثمرستان تھا۔ دنیا کا کوئی ایسا میوہ نہ تھا جو وہاں شاداب موجود نہو۔ جس شے پر نظر جاتی سیر ہو کے واپس آتی۔ افراد مجد فراغت خاطر کا مینہ برستا سبزہ پامال سے طے کے سرد. زاہد کا مصر بلندی کے نشہ میں سر اٹھائے سر بفلک جاتا۔ اسمیں ایک بارہ دری ہے ہر طرف سے دروازے کھلے ہیں۔ ہوا سے خنک آ رہی ہے۔ دونوں شخص کرسیوں پر بیٹھے لطف چمن اٹھا رہے ہیں۔

ایک دفعہ تو شیخ مغرور ہوا بجائے قطرہ آب یاقوت کے ڈلے چھوٹے ملکر ٹھیک طالب خالص کے (موتی) برسنے لگے۔ انکو خیال آیا اب میں کون یہ جاگون کوئی کوہ کش نہیں عادت بجز بلا ہے رعنائی یاد آ گئی۔ اور وہ کے ساتھ ہی پل ملنے میں موجود ہوئی۔

لیکن یہ کیا تھا محض خیال کی نظر بندی۔ واہمے کی صناعی۔ وہی زندان وہی کرب۔ وہی نابینائی۔ وہی بے کسی وہی بے بسی۔

چھپنواں باب

جھپک جھپک کے جو چشم نصیب ہو بیدار
تھپک تھپک کے سلائے سپہر ناہنجار

اندھیری رات۔ تاریکی سے آگے ظلمات۔ بے نور۔ روشنی کا خیال تک گم۔ فرد آسمان پر گھرے گھرے بادل ہاتھیوں کی چال گھر آئے ہیں۔ ہوا بند ہے۔ اس حبس سے لوہے نیچر کی طبیعت کلفت۔ یا شاید کسی اہم واقعہ کے انتظار میں دم بخود ہے۔ ایک پنکھا قلی۔ جھونپڑی کے آگے اکڑوں بیٹھا۔ پنکھے کی ڈوری کھینچ رہا ہے۔ جو ایک کمرے کی طرف سے آئی ہے۔ نیند کے جھونکے آنکھ کھولنے نہیں دیتے۔ نوکری کا کھٹکا سونے نہیں دیتا۔ فرش خاک نرم و نازک بستر سے زیادہ مرغوب۔ ٹوٹی جھونپڑی ایوان و محل سے سوا آرام دہ معلوم ہوتی ہے۔ سچ ہے دنیا سب کے واسطے ایک ہی سی یکساں ہے۔ صرف اپنی اپنی حالتوں کے اعتبار سے یہ چگونگی اور تنوع محسوس ہوتا ہے۔ ایک وہ ہیں جو مکلف بچھونوں گدگدے تکیوں پر بھی اسوقت کروٹیں بدلتے شدت حبس سے جاگ رہے ہیں لاکھ لاکھ تدبیریں ہوتی ہیں۔ پنکھا کھنچتا ہے۔ تلوے سہلائے جاتے ہیں کہانیاں داستانیں کہی جاتی ہیں۔ اور نیند نہیں آتی اگر داموں بکتی تو بخوشی یہ قلی بیچ ڈالتا۔ اور سیکڑوں امیر مول لیتے دونوں کی سرگرانی جاتی اور دونوں اپنے اپنے حال میں مطمئن ہوتے۔ اتنے میں تڑاق سے ڈوری ٹوٹ گئی۔ پنکھا قلی نیچے گرا ہی تھا کہ بایاں ہاتھ پیچھے زمین پر بے اختیار ٹک گیا۔ چونک پڑا۔ غنودگی بھاگی۔ دل دھڑکنے لگا۔ اب یہ ڈوری کا سرا کسے ڈھونڈھتا ہوا۔ کیا کرے۔ کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاے! مجال نہیں۔ چپ بیٹھ رہے تو مناسب نہیں۔ ڈرتے ڈرتے دبے پاؤں دروازے تک گیا۔ ڈوری ٹوٹی۔ ٹوٹا سرا اندر تھا۔ جلدی سے پچھلے پاؤں کھسکا۔

عجب ضغطے میں جان پڑی۔ کاش یہی معلوم ہو جاتا۔ ملازمت گستہ سلسلہ صدمت قطع۔

اسی فکر میں تھا کہ سٹکنی گری کھٹ سے۔ دروازہ کھلا۔ آنکھ نے کام دیا تو کانوں پر

زور ڈالا۔ "قلی قلی"۔ کی باریک صدا سنائی دی "حضور" کہہ کے لپکا۔ حکم ہوا۔ "ڈوری باندھو"

اس نے پٹ کے سوراخ مین باہر سے ٹوٹتا سرا ڈالا۔ ڈوری بھی اندر جا کے اسی طرح باندھی گئی۔ کس دل۔ کن ہاتھون۔ کن حواسون سے؟ اسکو نہ پوچھیے۔

رات کا سمان۔ ہر طرف سناٹا۔ خالی کمرہ اور وہ بھی خواب گاہ۔ ایک کونے مین شمع ٹمٹما رہی ہے۔ مس صاحب۔ استانی صاحب پنکھے کے پاس کھڑی ہین۔ شب خوابی کی پوشاک زیب تن ہے۔ بال کھلے ہوے۔ متقاطیس جوانی کی موجین کبھی کبھی دونون کے جسمون سے نکل نکل کے ٹکرا جاتی ہین۔ مگر خیریت یہ ہے پنکھا قلی کچھ نہین سمجھتا ہے۔ اگر اوسکو نزاکت حالت۔ نزاکت موقع۔ نزاکت وقت کا ادراک ہو جائے۔ تو ابھی پنکھا دکھا چھوڑ کے کمرے سے نکل۔ راتون رات کسی جنگل کو بھاگ جاے۔ یا وہی ٹوٹی ڈوری کی پھانسی گلے مین باندھ کے کسی درخت مین لٹک رہے۔

استانی (قریب آ کے) یہ کیسے ٹوٹی۔ تم بڑا غافل ہے۔

قلی (پیچھے کھسک کے) کیا معلوم۔

استانی دیکھو اب نہ ٹوٹنا۔ خوب مضبوط باندھو اور ہوشیاری سے کھینچو

قلی۔ نہین۔

استانی۔ ہنستی ہی قریب آ گئین ہاتھ شانے پر رکھ دیا۔ ہنسکے آہستہ بولین ہم سچ سچ بتاؤ کون ہو۔ دیکھو جھوٹ نہ بولنا۔ نہین ابھی ہم تم کو گرفتار کرا دینگے اسوقت کی کیفیت نہ بیان ہوتی ہے۔ نہ ہو سکتی۔ ہان بات سمجھ مین آسنے کو صرف اس قدر کہا جاتا ہے کہ اب اون کو یقین ہوا۔ ڈوری ٹوٹی نہ تھی کسی نے اندر سے کاٹ دی تھی۔

مہلت کم۔ مضامین کی کثرت۔ خیالات کا ہجوم۔ کچھ نہ بن پڑا مختصر الفاظ مین جلدی جلدی کہتے گئے اور کمرے سے باہر نکلتے گئے۔

رات گئی۔ بات گئی۔ ہان جنونون مین مبتلا رہا۔ پھر اسدن سے کبھ پنکھے اسکی جھڑکی نہ پڑی اور وہ بیچارہ بھی کسی دن نہ ادھر گیا۔ ایک ہاتھ مین کتاب لیے

کچھ غیر مانوسی حروف نہ یاد کرتا اور دو سطر سے ڈوری کھینچتا۔ اگر تاکید بھی تو پڑھنے کی سرزنش بھی تو لکھنے کی نشست برخاست۔ پوشاک میں بھی حسب حیثیت کچھ لحاظ رہنے لگا۔ شیخ سعدی جب مٹی کہے ہے

جمال ہمنشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

تو کیا ایک انسان انسانوں پر بھی یہ خیال ظاہر نہیں کر سکتا۔ اگر دنیا بظاہر ہے جو بات پرجوش نہیں ہو سکتی۔ چرچا پھیلے۔ ضرور پوچھے۔ کسی نوکر چاکر نے کمرے میں جاتے کسی شب دیکھ لیا۔ اور نوبت بانجار سید کہ سبق پڑھتے پڑھتے گئے۔ تکرار تو تطویل طویل ہے۔

مختصر یہ کہ سرقہ کا الزام لگا۔ گھڑی اور چند کتب زبردستی انکے ہاتھ میں دی گئیں اور مصلحت وقت کی مجبوری نے حکام پولیس۔ ذمہ داران تہذیب عامہ کی اصرار اور کوشش نے ایک طرف کف اللسان کرایا۔ دوسری طرف سزا دلا دی۔ یہ بچارے اصل حال کیا کہتے۔ دوسرے غریب قلی کی سنتا کون۔ وہ تو اب خلقی جھوٹا تھا انکی قوم جھوٹی ہفتاد پشت جھوٹی ہے۔

چھبیسواں باب

عمر ہوئی ذوق دیے شام کو

کسی انسان کے کل سوانح شکل سے اپنے ہو سکتے ہیں جو ہر لحظہ ہر روز دلچسپی سے ہمدوش اور توجہ سے ہم آغوش ہوں۔ پس کچھ زمانہ ایسا بھی گزرنا چاہیے جس میں بادشاہ حسین زبان حال سے پکارتے ہیں۔

مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی
موت آتی ہے پر نہیں آتی۔

اور میاں قلی صاحب سزایابی کا تمغہ لگائے۔

من نیز حاضر میشوم تصویر جانان در بغل۔

پکارتے جیل تشریف لیجاتے ہیں
مگر کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

انکے بارے مین

نہ آنکہ از غیب پدید آید و کارے بکند

کا معاملہ ہوا۔ مفصل حال تو کھلا نہین۔ کچھ مصلحت تھی۔ کچھ راز تھا کچھ بخت و اتفاق کی رمیا سازی تھی۔ مگر اتنا معلوم ہوا کہ رام کرن والونکا دل انھین کھولا بیگم نے اپنی تحریری سے ایسا پگھلایا۔ زمانے کا نشیب و فراز ایسا تبایا۔ انسانی ہمدردی۔ سلوک احسان حسن اخلاق کی منطق ایسی لگائی۔ معاد کی وعیدین ایسی یاد دلائین کہ پتھر مین جو گھر کر گئی وہی سنگ خارا جیسے نازک نازک شیشہ آلات صدمات سے چکنا چور کئے تھے گھل گھل کر مرات صفا بنا۔ کدورت دور ہوئی۔ ترحم زنگار بنا اور رہائی کی صورت جلوہ کرنے کی گوشین ہونے لگین خدا جانے کتنے پاپڑ بیلنے پڑے کہان کہان ریشہ دوانیان ہوئی۔ بس اسپر اندازہ کر لیجئے کہ مٹھی بھر غلہ پیدا کرنے مین کتنی تو کتنی ہوتی ہے زمین کا سینہ پہلے قلبہ رانی سے چاک کرنا دہقان کا لہو پانی ایک ہونا فرہاد و مار آبیاشی کے لیے جوے شیر لانے کے افکار پھر تخم ریزی تقدیراً بتسیر گز اشتن کی کارروائی اسپر ہوا پانی۔ ژالہ کہرا ابر برق۔ سکونیات ناقص کا دھڑکا ایک دانے کی رحم مین پرورش کا اہتمام مشفقیہ۔ رطوبت ارضی۔ حرارت شمس۔ برودت قمر مین اعتدال۔ شعاعون کا مرے زمین کھودنا غفیف خفیف بے حقیقت ریشہا سے تن کو توانائی دینا۔ لہلہاتے پودون کو پان پھول کیطرح دایہ بہار کا پالنا پوسنا اثمار کا پروان چڑھنا خوشے خوشے بالی بالی کا دولہا و دلھن بننا۔ اور راحدن الله تیر منا کے کھلیان سے منڈی تک آتا! ہولی مین کسان کے گھر بدھی مار بندھتا۔ غرضکہ اسی طرح ہزار ہزار جتن کرکے مٹھی بھر غلہ پیدا کیا جاتا ہے تب جاکے ایک بھوکے لوٹے متنفس کے لئے ایک لقمہ ہوسکتا ہے جس کے سہارے دو گھونٹ پانی پئے اور جان اور تن کو کچھ دیر یکجا رکھ سکے۔ خیر یہ تو بیچارے معمولی کاشتکار کی باتین ہے انسان کی حالت اور بھی نازک ہے اور اسی سبب سے ایک کی جگہ دس تدبیرین لازم آخر کار بعد مہلت کافی۔ آب رفتہ باز بجوے بار آمد۔ اگرچہ چشمہ خشک کا نشان تک نہ ہا تھا تب باد بہاری چلی۔ گلزار و چمنستان کو اجڑنے کو دست اسپر میدان ہوگیا تھا یعنی ایک دن حاکم ضلع کا حکم سے ایک سوار پہونچا۔ وہ دونون قیدی رہا!

یہ دونوں قیدی کون ہیں ایک ہمارا پرانا شکستہ حال رئیس بادشاہ حسین خان اور دوسرا اوسکا بیٹا۔ اگرچہ ابھی تک ایک نے دوسرے کو نہیں پہچانا۔ حوادث کی لاٹھی نے پانی اور واقعات نے گوشت سے ناخن جدا کردیا ہی۔ مگر جیل سے ایکساتھ نکالے جائینگے۔ مجلس کے پھاٹک پر بیگم صاحب۔ نکھرلا بیگم کوئی دم مین آئینگی مگر یہ وقت کسی طرح حل نہین ہوئی کہ یہ معذور۔ مجبور۔ مریض۔ نابینا زندہ لاش کسپر بار ہوگی وست شکستہ کسکا وبال گردن بنے گا۔

اتنے مین دفعتہً مریض کو مژدہ پہونچتا ہے۔ جوش مسرت کا برچھ بھی اُٹھ اسکا سر اٹھایا آنکھین کھولین۔ چراغ بجھنے وقت بھڑکا اور یہ شعر پڑھتا پھر تکیے پر غش مین آگیا۔ سہ

دیکھا دم نزع دل آرام کو
عید ہوئی ذوق دلے شام کو

تمام شد

نمبر	نام کتاب	اجزا	قیمت
۴۱	شہید وفا	۶	عہ
۴۲	بیوفا	۳	۶/
۴۳	مشو	۶	۱۲/
۴۴	کرم دھرم	۲	۱۲/
۴۵	ہم خرما و ہم ثواب	۲	۱۴/
۴۶	تارا وتی	۲	۶/
۴۷	مقدس دیوی	۴	عہ
۴۸	شیر دکن	۵	۶/
۴۹	قاتل کا قاتل	۲	۱۲/
۵۰	چاند سلطانہ کامل	[illegible]	[illegible]
۵۱	دلکش کامل	۲	۶/
۵۲	طویلے کی بلا بندر کے سر	دو جزء	۶/
۵۳	فلورا فلورنڈا	۲	۶/
۵۴	خنجر شباب	۲	عہ
۵۵	ماں کا قاتل	۴	۶/
۵۶	برق غضب	۴	عہ
۵۷	فیروز و محمودہ	۲	عہ
۵۸	حجاب النسا	۴	۸/
۵۹	مشیر الشباب ہر دو حصہ	۲	عہ
۶۰	معشوقۂ عذرا	۲	[illegible]
۶۱	بوالہوس نواب	۲	۶/
۶۲	قسمت کا الجھ	۲	عہ
۶۳	حمیدہ بانو	۲	۱۲/
۶۴	کمسن بی بی مسن شوہر	۲	۶/
۶۵	جوان بی بی کمسن شوہر	۲	۶/
۶۶	ظالم عشاق	۲	۱۰/
۶۷	لاڈلی بیٹی	۲	۱۰/
۶۸	معشوقۂ فرانس	۲	۸/
۶۹	سلیمان عذرا	۲	۱۰/
۷۰	ذبیح فاطمہ	۲	۱۰/
۷۱	وفادار بی بی	یکجز	۲/
۷۲	یاقوت کی کان	۲	۶/
۷۳	قدسیہ عرف پاکدامن	۲	۱۰/
۷۴	پیرس کا گنڈا	۴	۸/
۷۵	بڈھے میاں	۲	۶/
۷۶	خوبصورت ناگن	۲	[illegible]
۷۷	کار گزار	۲	۸/
۷۸	جیسی کرنی ویسی بھرنی	۲	۶/
۷۹	عاشق شیطان	[illegible]	۶/
۸۰	گلشن کشودہ	۲	۱۰/
۸۱	بدانجام	۲ جزء	۵/
۸۲	ولایتی بھوت	۲	۸/
۸۳	اسمعیل و صفیہ	۲	۸/
۸۴	چھلاوہ	۲	۸/
۸۵	راحت جان	۲	۸/
۸۶	مینم کی تلاش	۲	۸/

سید پیر محمد آمان بخاری

نمبر	نام کتاب	اجزا	قیمت	نمبر	نام کتاب	اجزا	قیمت
۸۷	بلوری آنکھیں	۳؎	۱۴ر	۱۰۰	کلجگ کی کھونٹی	للعہ	
۸۸	سیر ماہتاب	دو جز	۴ر	۱۰۱	ہنگامۂ عشق	لعہ	
۸۹	بھدر کمار چندراوتی	۲؎	۶ر	۱۰۲	گنجینۂ سراغرسانی کامل	۴؎	
۹۰	طلسم بنگال	اجز	۲ر	۱۰۳	بنگالی دولہن	۲؎	
۹۱	شہید حسرت	۲ جز ۶	۴ر	۱۰۴	ٹگدم	لعہ	
۹۲	معشوقۂ فرنگ	۲؎		۱۰۵	نیرنگ فرنگ	۶؎	
۹۳	کرشمۂ تقدیر	لعہ ۶		۱۰۶	خلق مجسم	عہ	
۹۴	مار آستین	لعہ ۱		۱۰۷	مرنالنی	۶؎	
۹۵	پرتاب	۲؎		۱۰۸	الّو کی دم فاختہ	صہ	
۹۶	اسرار ہند	لعہ ۲		۱۰۹	لال کپتان	معہ ر	
۹۷	شمس و قمر	۲؎		۱۱۰	بادشاہ سلامت	۴؎	
۹۸	حور عین کامل	۶؎		۱۱۱	جذبۂ عشق	۲؎	
۹۹	رشنی	لعہ ۲		۱۱۲	شاہ طراز	۲؎	
۱	نیلی چھتری اول	پختہ	۴ر	۹	جعفر و عباسیہ	پختہ	[illegible]
۲	بہرام کی گرفتاری دوم	″	۴ر	۱۰	گورا	″	[illegible]
۳	چوروں کا کلب	″	۱۲ر	۱۱	نیل کا سانپ	″	[illegible]
۴	حسن کا ڈاکو کامل	″	۴ر	۱۲	دیول دیوی	″	[illegible]
۵	دربار حرام پور ″	″	۱۰ر	۱۳	طواف زمین	″	صر
۶	عبرت ″	″	۴؎	۱۴	جرمن جاسوس	″	[illegible]
۷	حسن سرور ″	″	۴؎	۱۵	ترانہ موسیقار	″	[illegible]
۸	اختر حسینہ ″	″	[illegible]	۱۶	زندگی کا بھید	″	۱۲

ملنے کا پتہ بہار گو اسکول بک ڈپو نمبر ۱۶۱۵ امین آباد پارک لکھنو

S. P. Amain Bokhari
Bassant Bagh
Srinagar
Kashmir